مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ

اکابر و معاصرین کی نظر میں

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ مرقدہٗ
کے علمی و روحانی مقام کے بارے میں مشاہیر علم و فضل کے تاثرات کا نادر مجموعہ

@TaleefatHakeemUlUmmatThanv

مرتبہ

مولانا محمد اکبر شاہ بخاری

ادارۂ اسلامیات لاہور

مفتی اعظم پاکستان

اکابر و معاصرین کی نظر میں

امام المفسرین والمحققین مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نور اللہ مرقدہ کے علمی اور روحانی مقام کے بارے میں مشاہیر علم و فضل کے تاثرات کا نادر مجموعہ

مرتبہ

حافظ محمد اکبر شاہ بخاری

@TaleefatHakeemUlUmmat Thanvi

ناشر

ادارۂ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور

928
M949
1988

LIBRARY Nankana Sahib
Acc. No. 21105[illegible]
Date. 03-06-2003
Managed by Chughtai Public Library

نام کتاب ---------- مفتی اعظم پاکستان اکابر و معاصرین کی نظر میں

نام مصنف ---------- حافظ محمد اکبر شاہ بخاری

کتابت ---------- محمد ظفر محبوب کھوکھر

ناشر ---------- ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور

تعداد ---------- ایک ہزار

ہدیہ ----------

@TaleefatHakeemUlUmmat
Thanvi

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
پیش لفظ	[illegible]	شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانی	۷۱
عرض مؤلف	۹	سید الملت علامہ سید سلیمان ندوی رح	۷۷
شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی رح	۱۱	مخدوم الملت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری رح	۸۲
حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رح	۱۵	محقق اسلام مولانا سید مناظر احسن گیلانی رح	۸۸
مفتی اعظم ہند مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی رح	۲۵	استاذ العلماء مولانا خیر محمد جالندھری رح	۹۱
امام العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری رح	۲۹	شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی رح	۹۵
فخر العلماء مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی رح	۳۷	بدر العلماء مولانا سید بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی رح	۱۰۲
عارف باللہ مولانا سید اصغر حسین دیوبندی رح	۴۰	مخدوم العلماء مولانا محمد اطہر علی سلہٹی رح	۱۰۶
شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رح	۴۴	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رح	۱۱۱
مجاہد اسلام سید حسین احمد مدنی رح	۵۴	شمس العلماء مولانا شمس الحق افغانی رح	۱۱۵
شیخ الادب مولانا اعزاز علی دیوبندی رح	۵۸	فقیہ العصر مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رح	۱۱۸
استاذ الاساتذہ مولانا رسول خان ہزاروی رح	۶۱	حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمی رح	۱۲۲
محقق العصر علامہ محمد زاہد الکوثری مصری رح	۶۶	خطیب ملت مولانا احتشام الحق تھانوی رح	۱۲۶

عنوانات	صفحہ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری رح	۱۳۰
حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی	۱۳۲
حضرت مولانا عتیق الرحمان عثمانی	۱۳۵
حضرت مولانا محمد منظور نعمانی	۱۳۸
حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	۱۴۰
حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر	۱۴۲
حضرت مولانا قاری عبید اللہ امرتسری	۱۴۷
حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی	۱۵۰
حضرت مولانا محمد شریف جالندھری	۱۵۴
حضرت مولانا مفتی محمد خلیل صاحب	۱۵۶
حضرت مولانا محمد احمد تھانوی	۱۵۷
حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری	۱۵۹
حضرت مولانا مفتی عبدالحکیم سکھروی	۱۶۴
حضرت مولانا محمد متین صاحب خطیب	۱۶۷
حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری	۱۷۱
حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی	۱۷۲
حضرت مولانا غلام اللہ خانصاحب	۱۷۸
حضرت مولانا عبدالحق صاحب	۱۸۱
حضرت مولانا سبحان محمود صاحب	۱۸۴
حضرت مولانا نورالحسن بخاری	۱۸۶
حضرت مولانا لطافت الرحمٰن سواتی	۱۸۸
حضرت مولانا مفتی بشیر احمد کشمیری	۱۹۰
حضرت مولانا مفتی محمد وجیہہ صاحب	۱۹۲
حضرت علامہ خالد محمود صاحب	۱۹۴
حضرت مولانا محمد اشرف خانصاحب	۱۹۵
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب	۱۹۶
حضرت مولانا محمد سلیم صاحب مکی رح	۱۹۸
حضرت الشیخ عبدالفتاح ابوغدہ	"
حضرت مولانا عبداللہ درخواستی	۱۹۹
حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنی	"
حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب	۲۰۰
حضرت مولانا مفتی محمود صاحب	"
حضرت مولانا عبدالماجد دریاآبادی رح	۲۰۱
حضرت مولانا سید ابوذر بخاری	"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

از حضرت مولانا مفتی سیّد عبدالشکور ترمذی مدظلہم العالی

لیس علی اللہ بمستنکر
ان یجمع العالم فی واحد

زیر نظر رسالہ "مفتی اعظم پاکستان اکابر و معاصرین کی نظر میں"
عزیزم حافظ محمد اکبر شاہ بخاری سلمہ کی محنت کا ثمرہ اور عرق ریزی کا نتیجہ ہے۔ عزیز موصوف حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے محبین اور آخری دور کے خاص متوسلین میں سے ہیں، اُن کو اپنے بزرگوں کے ساتھ دلی لگاؤ اور محبت کا خصوصی تعلق ہے اور بزرگوں کے حالات و واقعات کی ترتیب و تالیف اور سوانح نگاری کا خاص ذوق اور عمدہ سلیقہ حاصل ہے۔

اس رسالہ میں بھی مفتیٔ اعظم پاکستان مرشدی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی قدس سرہٗ کے مرتبہ و مقام اور فضل و کمال کے تعارف کے لئے حضرت ممدوحؒ کے "مشائخ و اکابر" معاصر علماء کرام" اور ممتاز تلامذہ اور خلفاء کے تاثرات و تعلقات کا تذکرہ بڑے اختصار اور جامعیت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اس رسالہ کا اصل موضوع حضرت مفتی صاحبؒ کے بارہ میں مشائخ و اکابر معاصر علماء کرام وغیرہ کے تعلقات و

تاثرات کا تذکرہ ہے لیکن ناظرین کرام کی نظر میں ان حضرات مشائخ و علماء کی رفعت و عظمت کے مزید اضافہ اور زیادت بصیرت کے لئے ان حضرات کے مختصر حالات اور سوانح حیات نیز ان کے مرتبہ اور مقام کا بھی تعارف کرا دیا گیا ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کے بارہ میں برصغیر پاک و ہند اور دوسرے ممالک اسلامیہ عربیہ مکہ مکرمہ اور مصر و شام کے جن مشائخ اور اکابر علماء کرام کے تاثرات و تعلقات کا ذکر اس رسالہ میں کیا گیا ہے ان میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ، حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی، علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ علامہ سید سلیمان ندویؒ، علامہ محمد زاہد کوثری مصریؒ اور مولانا ظفر احمد عثمانیؒ وغیرہ ایسی نابغہ روزگار شخصیتیں بھی شامل ہیں جو اپنی شان علمی اور عرفانی اور جامعیت شریعت و طریقت میں اپنی نظیر آپ تھیں ان حضرات علماء کرام اور مشائخ عظام کے تاثرات و تعلقات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت مفتی صاحبؒ کو فضل و کمال اور علم و عرفان کا کتنا غیر معمولی مرتبہ حاصل ہے اور اکابر و معاصرین کی نظر میں رسوخ فی العلم والعمل اور تفقہ فی الدین کے آپ کتنے بلند مقام پر فائز ہیں۔

حضرت مفتی صاحبؒ نے دیوبند میں وہاں کے مشائخ اور اساتذہ کرام سے صرف علوم و فنون پر ہی اکتساب نہیں کیا تھا بلکہ روحانی فیوض و برکات بھی حاصل کئے اور بڑے بڑے نامور اور جلیل القدر اکابر و مشائخ کے زیر سایہ عرصہ دراز تک ایسی شاندار اور قابل قدر خدمات انجام دیتے رہے کہ ان خدمات پر نہ صرف یہ کہ معاصر علماء کرام نے خراج تحسین پیش کیا بلکہ حضرات اکابر و مشائخ

نے بھی اپنی خوشنودی کی مہر تصدیق ثبت کر دی اور حضرت ممدوح کو کمالات علمیہ وعملیہ کا جامع قرار دے کر فقہی بصیرت اور اپنے اجتہاد کی سند عطا فرما دی۔ خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون میں حضرت حکیم الامت تھانویؒ سے اپنی باطنی تربیت اور روحانیت کی تکمیل کے لئے رجوع کیا حضرت تھانویؒ کے فیض صحبت سے آپ نے تصوف وسلوک کے ان اعلیٰ وارفع مقامات تک رسائی حاصل کی کہ بہت جلد آپ کا شمار حضرت تھانویؒ کے محبوب اور اجل خلفاء میں ہونے لگا۔ حضرت ممدوح علم ومعرفت کے دونوں چشموں سے فیضیاب وسیراب ہو کر علمی وروحانی کمالات کی جامعیت میں اپنے اکابر مشائخ کے بجا طور پر جانشین قرار پائے، حضرت مفتی صاحبؒ نے یوں تو دین کے ہر شعبہ تفسیر وحدیث فقہ وعقائد کلام معیشت وسیاست سیرت وتاریخ اصلاح وارشاد تعلیم وتبلیغ زبان وادب میں قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں مگر آپ کا خاص موضوع فقہ رہا ہے اور اس میں جو خداداد ملکہ وسعت معلومات اور دقت نظری آپ کو حاصل تھی وہ آں ممدوح کا ہی خاص حصہ تھا صرف علم فقہ میں آپ نے بچانوے رسائل تصنیف فرمائے اسی طرح حضرت کے رشحات قلم سے جو فتاوےٰ دار العلوم دیوبند اور کراچی میں محفوظ ہیں ان کی تعداد ننانویں ہزار سے بھی زیادہ ہے، علم فقہ میں حضرت رح کو جو خداداد بصیرت حاصل تھی اور تفقہ کا جو خاص ملکہ آپ کو عطا کیا گیا تھا۔ اس کی وجہ سے بجا طور پر آپ کو مفتیٔ اعظم پاکستان کے لقب کا اعزاز ملا اور ہر خاص و عام کی زبان پر یہ لقب مشہور ہو گیا۔

علم تفسیر میں "احکام القرآن عربی" اور "معارف القرآن" اردو آپ کے

ایسے شاہکار ہیں جو معارف قرآنیہ کے پیاسوں کے لئے ہمیشہ باعث تسکین بنے رہیں گے اور یہ ایسے کارنامے ہیں کہ اس عہد میں تو کیا شاید قریب کی گذشتہ صدیوں میں بھی ان کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ باوجود ضعف عمر اور انحطاط قویٰ کے اس خدمت کو انجام تک پہنچا دینا آں ممدوح کی کرامات میں شمار کئے جانے کے قابل ہے۔

ظاہر ہے کہ تفسیر معارف القرآن کے تقریباً چھ ہزار صفحات پر مشتمل مضامین عالیہ اور معارف قرآنیہ کا محققانہ انداز میں بیان کرنا کرامت سے کم نہیں ہے۔ مختصر یہ کہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع صاحب دیوبندی قدس سرہٗ دارالعلوم دیوبند اور خانقاہ اشرفیہ تھانہ بھون کے ممتاز فضلاء اور فیض یافتہ علماء میں خاص مقام اور مرتبہ پر فائز تھے، اپنے علمی اور روحانی کمالات اور مختلف دینی شعبوں میں خدمات اور فیوضات ارشاد و اصلاح کے لحاظ سے بمصداق شعر مسطورہ گویا ایک عالم کے کمالات کے جامع اور ان کا احاطہ کئے ہوئے تھے اس کے باوجود تواضع عجز و انکساری تحمل و بردباری جیسے اوصاف فاضلہ میں آپ کی ذات ستودہ صفات اپنی مثال آپ تھی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو ہم سب کے لئے آں ممدوح اور آپ کے اکابر و مشائخ کے ساتھ روحانی نسبت و عقیدت محبت و عظمت میں اضافہ کا باعث بنائے اور خدا کرے یہ رشتہ عقیدت و عظمت تحصیل برکات کا سبب اور سعادت دارین کا وسیلہ ثابت ہو، آمین

فقط: سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ، مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا

۲۶ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ ہفتہ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۹ء

عرضِ مؤلّف

امام المفسرین والمحققین شیخ الفقہ والحدیث عارف باللہ مفتیٔ اعظم پاکستان سیدی ومرشدی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نوراللہ مرقدہٗ کی ذات اقدس دنیائے اسلام میں ایک مسلّمہ شخصیت تھی ان کی پوری حیات طیبہ ہمارے لئے مشعلِ ہدایت ہے اور ایسی برگزیدہ اور جامع صفات وکمالات عظیم ہستی سے ہم جیسے کوتاہ علم وعمل خدام کا تعلق بھی اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔

گرچہ خوردیم نسبتے است بزرگ
ذرۂ آفتاب تابانیم ؎

اور ؎ فی الجملہ نسبتے بہ تو کافی بوَد مرا
بلبل ہمیں کہ قافیۂ گل شود بس است

حق تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ کی قدر دانی اور شکر گزاری کا حق اسی صورت میں ادا ہوسکتا ہے کہ جب ہم حضرت والاؒ کا اتباع اور ان کے مذاق اور رنگ کو پوری طرح اختیار کریں دعا ہے کہ حق تعالیٰ ہمیں ان کے نقشِ قدم پہ چلنے کی پوری پوری توفیق عطا فرمائے آمین۔

حضرت والاقدس سرہٗ کے علمی، عملی اور روحانی مقام کو ظاہر کرنے کے لئے بندۂ ناکارہ نے رسالہ "مفتی اعظم پاکستان اکابرین و معاصرین کی نظر میں" ترتیب دیا ہے جس کا مفصل تعارف پیش لفظ کے عنوان سے مخدوم المکرم حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہم العالی نے فرمادیا ہے۔ بندۂ ناچیز بصمیم قلب حضرت مولانا ترمذی صاحب مدظلہم کا شکر گزار ہے کہ جنہوں نے اپنی ضعف و علالت کے باوجود رسالہ ھٰذا کو بندہ کی درخواست پر ملاحظہ فرما کر اس پر اپنی محققانہ تقریظ تحریر فرمائی ہے۔

حضرت ترمذی صاحب مدظلہٗ کے علاوہ ان تمام بزرگوں کا بھی شکریہ ادا کیا جاتا ہے جنہوں نے اس سلسلہ میں بندۂ ناچیز سے تعاون فرمایا ہے آخر میں ادارہ اسلامیات لاہور کا بھی بے حد شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے اس رسالہ کو طبع کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ حق تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی اس سعی و کاوش کو قبول فرما کر صدقۂ جاریہ اور قارئین کے لئے نافع اور مفید بنائے آمین ثم آمین۔

بندۂ ناچیز

محمد اکبر شاہ بخاری عفی عنہ

ناظم مجلس صیانۃ المسلمین جام پور
ضلع ڈیرہ غازی خان
۲۴ ربیع الثانی سنہ ۱۴۰۷ھ

شیخ الہند

حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی قدس اللہ سرہ دار العلوم دیوبند کے سب سے پہلے باضابطہ صدر مدرس اور قدیم فضلاء میں سے تھے، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور حضرت نانوتوی قدس سرہٗ کے بعد قاسمی علوم کا جو فیضان عالم میں آپ کی ذاتِ مقدس سے ہوا اس کی نظیر دوسرے تلامذہ میں نہیں ملتی، دین کے ہر دائرے میں آپ کی خدمات نمایاں مقام رکھتی ہیں، درس و تدریس تصنیف و تالیف ارشاد و تلقین اور جذبۂ جہاد میں آپ کی خدمات نمایاں ہیں، دار العلوم دیوبند میں تقریباً چالیس برس تک درسِ حدیث دیتے رہے اور ہزاروں اعلیٰ استعداد کے مالک علماء و فضلاء اور ماہرینِ فنون پیدا کئے، بیعت و ارشاد کے راستہ سے ہزار ہا تشنگانِ علوم و معارف کو عارف باللہ بنا دیا اور آپ کا فیض علمی و روحانی تمام دنیائے اسلام میں پھیلا، حضرت مفتیٔ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت شیخ الہند قدس اللہ سرہٗ کے آخری دور کے فیض یافتہ حضرات میں سے ہیں اور حضرت مفتیٔ اعظم کو جن بزرگوں سے خصوصی تعلق رہا ہے ان میں حضرت شیخ الہندؒ کا اسمِ گرامی سرِ فہرست آتا ہے، دیوبند اور

تھانہ بھون کے سفرنامے میں حضرت مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھ اپنے تعلق کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا ہے "

"احقر نے حضرت شیخ الہند کا زمانہ پایا مگر ضابطے کا تلمذ اس لئے نہیں ہو سکا کہ میں اس وقت متوسط کتابیں پڑھتا تھا مگر حضرت قدس سرہٗ کے ساتھ قلبی عظمت و محبت مجھے اکثر ان کے درس بخاری میں لے جایا کرتی تھی، قید مالٹا سے پہلے دو سال تک رمضان المبارک میں حضرت ممدوح کے ساتھ رات بھر کی تراویح میں شرکت کا شرف حق تعالےٰ نے عطا فرمایا مالٹا سے واپسی کے بعد حضرتؒ ہی سے بیعت و سلوک کا شرف حاصل ہوا جب کہ احقر دارالعلوم دیو بند میں ابتدائی مدرس کی حیثیت سے خدمتِ تعلیم و تدریس میں مشغول تھا، مزار مبارک کی حاضری کے وقت حضرت قدس سرہٗ کی شفقتوں اور عنایتوں کا ایک وسیع میدان سامنے آگیا۔"

(نقوش و تاثرات ص۳۰)

حضرت مفتیٔ اعظمؒ کو ضابطے کا تلمذ اگرچہ شیخ الہندؒ سے حاصل نہ ہو سکا لیکن اول تو جب بھی موقع ملتا آپؒ حضرت شیخ الہندؒ کے درس بخاری میں جا بیٹھتے اور یہ جا بیٹھنا محض رسمی عقیدت کا اظہار ہی نہ تھا بلکہ آپ کو حضرت شیخ الہندؒ

کے درس بخاری کی بہت سی باتیں اسی وقت سے یاد تھیں جو اکثر اپنے شاگردوں اور خدام کے سامنے بیان فرمایا کرتے تھے، اس کے علاوہ عصر کے بعد جب دوسرے طلباء اپنے درس سے فارغ ہو کر کھیل کود یا تفریح کا اہتمام کرتے تھے۔ آپ حضرت شیخ الہند قدس سرہ کی مجلس کا رخ کرتے اور روزانہ مغرب تک اس بابرکت مجلس سے فیض یاب ہوتے تھے۔

پھر جنگ بلقان، اور طرابلس کے موقع پر حضرت شیخ الہندؒ کے ایماء سے دارالعلوم دیوبند کی طویل چھٹی کی گئی اور اساتذہ و طلباء اس جنگ کے لئے چندہ جمع کرنے میں مشغول ہو گئے اس موقعہ پر حضرت شیخ الہندؒ کے زیر ہدایت حضرت مفتئ اعظمؒ نے بھی گاؤں گاؤں پھر کر چندہ جمع کیا اور حضرت الہندؒ کے حکم پر پورا پورا عمل کر کے اپنے شیخ کی ہدایت کا خوب حق ادا کیا۔

حضرت شیخ الہندؒ کو بھی آپ پر بے حد شفقت تھی اگر کسی روز آپ ان کی مجلس میں نہ ہوتے تو دریافت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کو بخار ہوا، دو روز تک حاضر نہ ہو سکے، تیسرے روز جب آپ پہنچے تو دیکھا کہ حضرت شیخ الہندؒ کہیں جانے کے لئے کھڑے ہیں، معلوم ہوا کہ آپ ہی کے گھر جانے کا قصد فرمایا تھا، اس سے حضرت مفتی اعظمؒ سے حضرت شیخ الہندؒ قدس سرہ کی محبت و شفقت کا اندازہ ہوتا ہے کہ اتنے عظیم شیخ کو اپنے اس مرید سے کتنی محبت تھی اور حضرت مفتی اعظمؒ سے یہ خصوصی شفقت و عنائیت مفتی اعظمؒ کے لئے سرمایۂ افتخار کا درجہ رکھتی ہے۔ بہرحال حضرت مفتئ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے بزرگوں سے جو تعلق اور لگاؤ تھا وہ قابل رشک ہے۔ آپ نے ایسے ماحول میں آنکھ

کھولی کہ گھر میں بزرگوں ہی کے تذکرے تھے۔ جب کوئی پریشانی کی بات ہوتی تو گنگوہ کو دعا کے لئے خط لکھا جاتا۔ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے دعائیہ کلمات جواب میں آتے تو گھر میں سنائے جاتے۔ آپ کی ولادت پر حضرت گنگوہی قدس سرہٗ نے ہی آپ کا نام محمد شفیع تجویز فرمایا تھا۔ مگر ابھی آپ نو سال کے تھے کہ ۱۳۲۳ھ میں حضرت گنگوہیؒ کی وفات ہو گئی۔ اور آپ کو ان کی خدمت میں حاضری کا موقع نہ مل سکا۔ (بحوالہ مجالس حکیم الامت)

(نوٹ)

حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت مفتئ اعظمؒ کے تعلق کا تفصیلی جائزہ
ماہنامہ "البلاغ" کے مفتئ اعظم نمبر میں ملاحظہ فرمائیے

حکیم الامت مجدد ملت
حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کی ذات اقدس سے کون واقف نہیں جن کے علوم بیکراں فیوض حق رساں سے لاکھوں افراد بہرہ مند، ہزاروں فیضیاب اور سینکڑوں باکمال بن کر نکلے، سو سے زائد وہ خوش نصیب ہیں جو قبائے خلافت سے سرفراز ہوئے، بارگاہ اشرفیہ کے یہ مہر و ماہ اور تارے ایک دوسرے سے بڑھ کر درخشندہ و روشن ہیں، ہر ایک اپنی شان علمی و عرفانی اور ظاہری و باطنی تابانی میں اپنی مثال آپ ہے، ان کے علمی و ذہنی، اخلاقی و قلبی رفعتوں اور بلندیوں تک اس شکستہ بال کوتاہ نظر کے خیال و ادراک کے پر پروانہ کی رسائی بھی ممکن نہیں ان میں سے ہر ایک اپنی ذات میں ایک انجمن کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت مفتئ اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی ایسے ہی باکمال حضرات میں سے ہیں جو اپنی ذات میں دائرہ علم، جامع فنون، مرکز فضیلت، منبع معارف و برکات، علوم عقلیہ و نقلیہ کے بیک وقت امام ظاہر و باطن کے مجمع البحرین، تقویٰ و ورع کے آفتاب، مجمع الفضائل اور قدوۂ عالم ہیں۔ حضرت مفتئ اعظمؒ، حضرت شیخ الہندؒ کی رحلت کے بعد

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے اور جلد ہی خلافت سے بھی نوازے گئے، حضرت مفتیٔ اعظمؒ کو اپنے شیخ حضرت حکیم الامت تھانویؒ سے جس قدر محبت و عقیدت تھی اور جتنا استفادہ آپ نے حضرت حکیم الامتؒ سے کیا اس کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں، حضرت حکیم الامتؒ کا اسم گرامی آتے ہی آپ پر جو عجیب وارفتگی طاری ہوجاتی تھی وہ اپنی مثال آپ ہی تھی، آپ اپنے شیخ و مربی کا جس قدر عقیدت و محبت سے تذکرہ فرماتے تھے اس کے لئے صرف ایک دو اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ کہ:

"ہمارے اس آخری دور میں لقیۃ السلف، حجۃ الخلف، مجدد الملت، حکیم الامت سیدی و مرشدی حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کو حق تعالیٰ نے حقیقی معنیٰ میں حکیم الامت بنایا تھا، مسلمانوں کو صلاح و فلاح کی فکر ان کے حوائج طبعیہ میں داخل اور عمر کے بیشتر اوقات کا اہم مشغلہ ہو گئی تھی ٹھیک چودھویں صدی ہجری کا شروع ان کے اصلاحی کاموں کے آغاز کا وقت ہے، سنہ ۱۳۰۱ھ میں آپ کو دارالعلوم دیوبند سے علوم دینیہ کی تکمیل پر سند فراغت اور آئمہ و اقطاب زمانہ کے ہاتھوں دستار فضیلت ملتی ہے، درس و فتویٰ کا کام تو دارالعلوم ہی میں اساتذہ کے سامنے شروع

ہو چکا تھا اب مستقل طور پر کانپور میں قیام فرما کر درس و
فتویٰ کے ساتھ تبلیغ و ارشاد اور تصنیف و تالیف
کا سلسلہ بھی مجددانہ جذبہ کے ماتحت شروع ہو گیا"

دین کے ہر رخنہ پر نظر اور اس کی اصلاح کی فکر اور امت کی ہر ضرورت کا خیال اور اس کی صحیح اور سہل تدبیریں حق تعالےٰ نے آپ پر القاء فرمائیں اور پورے پندرہ سال کانپور کے قیام میں یہ سلسلہ دور دراز تک پہنچ گیا اس کے بعد بمقتضائے جاذبۂ الٰہیہ خالص اصلاح و ارشاد کا داعیہ غالب آیا اور ۱۳۱۵ھ میں کانپور کی ملازمت ترک فرما کر تھانہ بھون میں قیام فرمایا اور خدمت و اصلاحِ خلق کے جتنے شعبے ہو سکتے تھے، ہر شعبہ اور ہر راستہ سے تن تنہا وہ خدمات انجام دیں۔ کہ بڑی بڑی جماعتیں اور ادارے اس کا عشر عشیر کرنے سے بھی عاجز ہیں، خلوت اور گوشہ نشینی طبعاً محبوب ہونے کے باوجود مجددانہ جذبہ نے آپ کو گوشہ سے نکالا اور ملک کے چپہ چپہ، گوشہ گوشہ میں پہنچ کر مواعظِ حسنہ اور زبانی تبلیغ اور مخصوص اندازِ اصلاح سے مسلمانوں کو بیدار کیا اس کے ساتھ تربیت سالکین اور تصنیف و فتویٰ وغیرہ کے مشاغل پہلے سے زیادہ جاری رہے ۱۳۱۵ھ سے ۱۳۳۰ھ تک ٹھیک پندرہ سال اس طرح کا سلسلۂ اصلاح و خدمتِ خلق جاری رہا۔ ۱۳۳۱ھ میں ضعف و امراض اور بعض دوسرے اسباب سے سفر ترک فرما کر عذرِ سفر کا اعلان شائع فرمایا اور اب یکسوئی کے ساتھ افاضۂ باطنی تربیت سالکین اور خدمتِ خلق کا گویا نیا باب شروع ہوا، جس میں فتویٰ تصنیف و تالیف اور مقامی مواعظ و ملفوظات کا ایک خاص نہج ہو گیا جس کا رنگ و اثر پہلے سے کہیں

قوی تر تھا اور جس نے گویا ملک کے گوشہ گوشہ کو نور ہدایت سے بھر دیا۔
وراثت نبوت یا جذبۂ مجددیت سے جو شفقت علی الخلق اور اصلاح مسلمین کی فکر آپ پر ہمہ وقت مسلط رہتی تھی، اس نے آپ کا سونا جاگنا رفتار و گفتار اور آرام و راحت سب کا سب اسی مشغلہ کی نذر کر دیا جہاں کہیں مسلمانوں پر کوئی مصیبت آتی یا کسی پریشانی کی خبر ملتی وہ غم میں اس طرح گھلنے لگتے تھے جیسے کسی شفیق باپ کی صلبی اولاد پر کوئی مصیبت آئی ہو،

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

اس دور پر فتن میں ایسا جذبہ رکھنے والے کو چین کہاں اور آرام کہاں خود احقر نے بارہا دیکھا ہے کہ جب کوئی فتنہ مسلمانوں میں اٹھا جس سے ان کی دینی یا دنیوی تباہی کا خطرہ ہوا تو حضرت کا نظام صحت مختل ہو جاتا اور قویٰ میں ضعف و اضمحلال نظر آنے لگتا تھا، ایک ایسے ہی فتنہ کے زمانہ میں خود فرمایا۔"

مسلمانوں کی موجودہ حالت اور اس کے نتائج کا تصوّر
اگر کھانے سے پہلے آجاتا ہے تو بھوک اڑ جاتی ہے
اور سونے سے پہلے آجاتا ہے تو نیند اڑ جاتی ہے"

یوں تو حضرت نوّر اللہ مرقدہ کی پوری عمر اور عمر کے تقریباً پورے اوقات ہی افادہ کے لئے وقف تھے حضرت کے جملہ کاروبار کو دیکھ کر بے ساختہ یہ آیت زبان پر آتی تھی۔ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ (ہم نے ان کو ایک مخصوص کام کے لئے خاص کر دیا ہے اور وہ کام کی آخرت کی یاد ہے) اور

معلوم ہوتا تھا کہ حضرت کی ذات گرامی انھیں مخصوص بندگان الٰہی میں سے ہے جن کو قدرت کے انتخاب نے اپنے لئے چن لیا تھا لیکن اس افاضہ وافادہ کا رنگ آخر عمر میں اور زیادہ ممتاز طریق پر محسوس ہوتا تھا حق تعالےٰ حضرت والا کے درجات بلند فرمائے آمین ۔ (خاتمہ السوانح بحوالہ حکیم الامت تھانوی اکابر

(اور معاصرین کی نظر میں صفحہ ۶۶ تا صفحہ ۶۹)

بہرحال حضرت مفتیٔ اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا جو تعلق حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ سے تھا وہ اور کسی سے نظر نہیں آتا، یہی وجہ ہے کہ آپ حضرت حکیم الامت کے حقیقی علمی اور روحانی جانشین تسلیم کئے گئے ہیں اور آپ کی رفعت و بلند پایہ شخصیت کا اندازہ کرنے کے لئے یہی کافی ہے کہ آپ کے پیر و مرشد حضرت حکیم الامت تھانوی قدس اللہ سرہٗ نے متعدد بار اپنی تحریرات و تقریظات میں آپ کی علمی قابلیت و فقہی بصیرت پر مکمل اعتماد و اطمینان کا اظہار فرمایا ہے اور یہ کسی معمولی شخص کی شہادت نہیں بلکہ اس شخص کی شہادت ہے جو حقیقی معنوں میں حکیم الامت اور مجدد اعظم تھا جس کا ہر قول و فعل شریعت کی کسوٹی پہ پورا اترتا تھا، مستند ہے ان کا فرمایا ہوا ۔

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ وہ خوش نصیب ہستی ہیں کہ حضرت حکیم الامت نے متعدد بار ان کے لئے کلماتِ خیر ارشاد فرمائے یا تحریر فرمائے ورنہ کسی شخص کے بارے میں حضرت حکیم الامت تھانوی کا صرف ایک بار ہی کچھ فرما دینا یا تحریر فرمانا اس کے لئے زادِ سعادت توشۂ آخرت، ذریعہ نجات بلکہ سرمایۂ فخر ہوگیا۔ حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کے بارے میں حضرت حکیم الامت تھانوی نے جو

کچھ ارشاد یا تحریر فرمایا ان سب کا احاطہ ناممکن ہے صرف بطور نمونہ کچھ ارشادات پیش کئے جاتے ہیں جن سے حضرت مفتی اعظمؒ کے علمی و روحانی مقام کے بارے میں بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ اپنے رسالہ "التصوف فی تحقیق التصرف" کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"یعنی اور مزید فائدہ کے لئے رسالہ دلائل القرآن علی مسائل النعمان کے ساتویں باب کا مطالعہ کیا جائے جس کو فاضل صالح مولوی محمد شفیع صاحب دیوبندی نے تالیف کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور علم و عمل میں برکت عطا فرمائے، تو اس مسئلہ کے متعلق بعض فوائد اس میں بھی ملیں گے۔"

اسی طرح حضرت حکیم الامتؒ حضرت مفتی اعظمؒ کے رسالہ الاعجوبۃ فی العربیہ خطبۃ العروبۃ کی تقریظ میں حکیم الامت قدس سرہٗ نے حضرت مفتی اعظمؒ کے اسم مبارک سے قبل، "جامع الکمالات العلمیہ والعملیہ" کے الفاظ تحریر فرمائے ہیں۔ (دیکھئے ماہنامہ النور تھانہ بھون ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ)

بزمانہ قیام تھانہ بھون شعبان ۱۳۵۴ھ ایک بار حضرت مفتی صاحبؒ کو بلا کر ارشاد فرمایا۔ "آپ کا رسالہ "المفتی" تو بڑا ہی نافع ہے سب مغز ہی مغز ہے میں نے تو بعض لوگوں سے کہا ہے کہ اس کی قیمت سالانہ تو صرف سوا روپیہ ہے لیکن

یہ مضامین سوا لاکھ روپیہ میں بھی ہو جائیں تو سستے ہیں۔" (مجالس حکیم الامت ص۲۰۳)

حضرت مفتی اعظمؒ کی مشہور تالیف "سیرت خاتم الانبیاء" کے مطالعہ کے بعد حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ ایک والانامہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"از اشرف علی عفی عنہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

القاب اس لئے نہیں لکھا کہ سمجھ میں نہیں آیا، آپ کے والد ماجد صاحبؒ کے تعلقات اخوت پر نظر کر کے تو عزیزم لکھنے کو جی چاہتا تھا مگر آپ کے کمالات کو دیکھ کر اس کے لکھنے کو بے ادبی سمجھا۔" (سیرت خاتم الانبیاء ص۔)

ایک بار حضرت مفتی صاحبؒ سے حضرت حکیم الامتؒ نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ کو جانتے ہیں؟ حضرت مفتی صاحب کو اپنے پیر بھائیؒ کی سبقت نے قابل رشک اور اپنی تاخیر کو قابل حسرت بنا دیا تھا اس لئے حضرت حکیم الامتؒ کے سامنے زبان سے بے ساختہ یہ شعر نکل گیا ۔

با او مجنوں ہم سبق بودیم در دیوان عشق
او بصحرا رفت و ما در کوچہا رسوا شدیم

اس پر حضرت حکیم الامتؒ نے ایک خاص لطف کے ساتھ ارشاد فرمایا۔

"ہاں یہاں یہی دستور ہے کہ کسی کو صحرا دیا جاتا

ہے اور کسی کو سہرا دیا جاتا ہے ہر ایک کو جو کچھ عطا
ہوا ہے اس پر راضی رہنا چاہیئے ۔"

(بزم اشرف کے چراغ ص ۵۹)

مولانا عبدالماجد دریاآبادی کے ایک مفصل خط پر تنقید کے آخر میں حضرت حکیم الامت نے ازخود تحریر فرمایا ۔

"مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اصولِ تکفیر میں ایک
مختصر اور جامع ، مانع اور نافع رسالہ لکھا ہے بعض اجزاء
میں میں بھی الجھا تھا مگر اُن کی تقریر و تحریر سے قریب
قریب مسئلہ صاف ہوگیا ۔"

(ماہنامہ النور تھانہ بھون ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ)

یادگار سلف صالحین حضرت مولانا الحاج ماسٹر محمد شریف صاحب مدظلہ خلیفہ حضرت حکیم الامت ارشاد فرماتے ہیں کہ جب حضرت والا مفتی صاحب قدس سرہ دارالعلوم دیوبند سے مستعفی ہوکر تھانہ بھون تشریف لے آئے تو حضرت حکیم الامت نے بصد افسوس اپنی مجلس میں ارشاد فرمایا ۔

"دیوبند ایک عظیم ہستی سے محروم ہوگیا"

(ماہنامہ البلاغ کراچی ۔ محرم ۱۳۹۷ھ)

حضرت مفتی صاحب کے تبحر فقہ پر حضرت حکیم الامت تھانوی کو اس قدر اعتماد تھا کہ خود حضرت حکیم الامت نے کئی بار ذاتی معاملات میں حضرت مفتی صاحب سے استصواب فرماکر اس پر عمل کیا ایسے ہی ایک فتویٰ کے جواب میں حکیم الامت

تھانویؒ نے انہیں لکھا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میرے بعد بھی کام کرنے والے موجود ہیں۔" (ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک۔ اکتوبر ۱۹۷۶ء)

حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی صاحب راوی ہیں کہ جب حضرت والد ماجد مولانا مفتی عبدالکریم صاحب گمتھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "الحیلۃ الناجزۃ" کی تالیف مکمل کر لی جو حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے حکم پر حضرت مفتی اعظم قدس سرہ اور والد ماجد رحمۃ اللہ نے تصنیف کی تھی تو حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے دونوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"آپ دونوں میری آنکھیں ہیں، ایک کے نام کے شروع میں عین ہے یعنی عبدالکریم، اور دوسرے کے نام کے آخر میں عین ہے یعنی محمدؒ شفیع۔" (مفتی اعظم نمبر)

حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔی صاحب عارفی مدظلہ سے بارہا سُنا گیا کہ حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے آخری عمر میں ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ الحمدللہ مجھے اطمینان ہے کہ میرے بعد کام کرنے والے باقی رہیں گے اور اس کے بعد کچھ حضرات علماء کے نام لئے جن میں حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی بھی شامل تھا۔

(بحوالہ البلاغ مفتی اعظم نمبر)

غرضیکہ حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مقام بہت بلند تھا اور حکیم الامت تھانویؒ جیسے مردم شناس بزرگ کی نظر میں آپ کی قدر و منزلت کتنی بلند و بالا تھی اس کا اندازہ مندرجہ بالا واقعات اور تحریرات سے لگایا جا سکتا ہے حضرت حکیم الامت سے تعلق اور والہانہ محبت کے بارے میں واقعات اتنے بےشمار

ہیں کہ ان سے بلامبالغہ ایک پوری کتاب تیار ہوسکتی ہے۔ حق تعالیٰ حضرت مفتیٔ اعظم قدس سرہ کے فیضِ علمی و روحانی کو قیامت تک جاری رکھے۔ آمین

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیئ صاحب عارفی مدظلہم العالی فرماتے ہیں کہ۔

ایک مرتبہ حضرت حکیم الامت قدس سرہ نے فرمایا کہ۔
"مجھے اپنے مرنے کا کوئی ڈر نہیں کیونکہ بحمداللہ چند لوگ ایسے موجود ہیں جو میرے بعد میرے خدمت دین کے کام کو آگے بڑھائیں گے، اس کے بعد حضرتؒ نے دو چار حضرات کے نام لئے جن میں مفتیٔ اعظم حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ کا نام منفرد تھا"

ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنا ذوق بہت عزیز ہے اور یہ ذوق سالہا سال کے بعد مرتب ہوا ہے اور میرے ذوق و مسلک پر مفتی محمد شفیع پورے اترتے ہیں"۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ آج دنیا نے حضرت تھانویؒ کو مجدد ملت تسلیم کر لیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے جو عظیم الشان اسلامی کارنامے سرانجام دیئے وہ آپ کے مجدد ہونے کی دلیل ہیں" اتنے بڑے مجدد کا وارث ہونا کوئی معمولی بات نہ تھی، میں نے خود دیکھا ہے کہ حضرت مفتی صاحبؒ میں حضرت تھانویؒ کا رنگ بھرا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ آپ کی قرأت اور اندازِ گفتگو میں بھی حضرت تھانویؒ کا لب و لہجہ آجاتا تھا، اسی لئے کہنا پڑتا ہے کہ حضرت مفتیٔ اعظمؒ حضرت تھانویؒ کے صحیح جانشین اور علمی و روحانی وارث تھے"۔

(بحوالہ ماہنامہ البلاغ مفتیٔ اعظم نمبر)

مفتیٔ اعظم ہند

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ

مفتیٔ اعظم ہند عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی قدس سرہٗ مرکزِ علومِ اسلامیہ دار العلوم دیوبند کے باقاعدہ سب سے پہلے صدر مفتی تھے اور حضرت مفتیٔ اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نور اللہ مرقدہٗ کے اساتذہ اور مربیوں میں سے تھے۔ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانیؒ آپ کے بھائی تھے، ۱۲۹۵ھ میں دار العلوم دیوبند سے فارغ ہوئے اور ۱۲۹۹ھ میں آپ نے دار العلوم دیوبند میں بلا تنخواہ تعلیم تدریس کی خدمت شروع کی اور ۱۳۱۰ھ میں جب دار العلوم دیوبند میں "دار الافتاء" ایک مستقل شعبے کی حیثیت سے قائم ہوا تو آپ کو صدر مفتی مقرر کیا گیا چنانچہ اس کے بعد ۳۵ سال مسلسل دار العلوم دیوبند جیسے علمی مرکز میں فتویٰ کی اہم خدمت آپ ہی کے سپرد رہی، حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے مشکوٰۃ اور جلالین شریف حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب قدس سرہٗ سے درساً پڑھی تھی اس کے بعد حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کو بھی فتویٰ کی خدمت تفویض کی گئی تو عرصہ دراز تک آپ حضرت عزیز الرحمٰن صاحبؒ کے زیر نگرانی فتاویٰ تحریر فرماتے رہے

اسی طرح فتاویٰ کی تربیت آپ نے بنیادی طور پر حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ ہی سے حاصل فرمائی، حضرت مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی قدس سرہٗ کے علمی مقامِ بلند کا اندازہ تنہا اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ اس دور میں دار العلوم دیوبند کے صدر مفتی رہے جب کہ وہاں آسمانِ علم کے آفتاب و ماہتاب مصروفِ تدریس تھے لیکن تواضع و سادگی کا یہ عالم تھا کہ حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:۔

"حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی قدس سرہٗ کو حق تعالیٰ نے جو کمالات علمی اور عملی، ظاہری اور باطنی عطا فرمائے تھے، حقیقت یہ ہے کہ ہر ایک شخص کے لئے ان کا ادراک بھی آسان نہ تھا اور کوئی کیسے سمجھے کہ یہ کوئی بڑے عالم یا صاحب کرامات صوفی اور صاحب نسبت شیخ ہیں جب کہ غایت تواضع کا یہ عالم ہو کہ بازار کا سودا سلف نہ صرف اپنے گھر کا بلکہ محلے کی بیواؤں اور ضرورت مندوں کا بھی خود لاتے بوجھ زیادہ ہو جاتا تو بغل میں گٹھڑی دبا لیتے اور پھر ہر ایک کے گھر کا سودا مع حساب کے اس کو پہنچاتے بسا اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ جب حضرت مفتی صاحبؒ کسی عورت کو سودا سلف دینے جاتے تو وہ دیکھ کر کہتی، مولوی صاحب! یہ تو آپ غلط لے آئے

ہیں میں نے یہ چیز اتنی نہیں، اتنی منگائی تھی چنانچہ
یہ فرشتہ صفت بزرگ دوبارہ بازار جاتے اور اس
عورت کی شکایت دور کرتے۔"

(مقدمہ فتاویٰ دار العلوم دیوبند)

بہرحال حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے علمی و عملی کمالات میں اپنی مثال آپ تھے حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ آپ کے فقہی و علمی لحاظ سے صحیح جانشین اور قائم مقام تھے، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب قدس سرہ، اپنے اس تلمیذ رشید یعنی حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ پر بے حد شفقت و عنایت فرماتے اور آپ کی علمی و عملی صلاحیتوں کی نہایت قدر کرتے تھے چنانچہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی تالیف "سیرت خاتم الانبیاء" کی تقریظ میں آپ کے اُستاذِ مکرم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

"بندہ نے کتاب مستطاب سیرت سید البشرؐ موسوم از
جزاالبر الخیر البشر مؤلفہ عالم ذکی تقی و نقی مولوی
محمد شفیع صاحب دیوبندی کو مِن اولہٖ الیٰ آخرہ
نہایت شوق و محبت سے دیکھا اور اس کے مطالعہ
سے محظوظ و مسرور ہوا، حق یہ ہے کہ اس موضوع
میں یہ کتاب لاجواب ہے۔

مؤلفہ سلمہ اللہ تعالےٰ نے نہایت بلاغت و فصاحت و ایجاز و محمود و سادگی و

بے تکلفی کے ساتھ صحیح حالات وواقعات کو جمع کردیا ہے، حق تعالیٰ اپنے فضل و لطف سے مؤلف سلمہٗ کو جزائے خیر دارین میں عطا فرمائے اور اس کتاب کو مقبول فرمائے اور بندگان خاص کو اس سے نفع پہنچائے آمین ۔"

(ماہنامہ البلاغ مفتی اعظم نمبر)

دیکھا حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ نے اپنے شاگردِ رشید کو کن کن الفاظ و القاب سے نوازا ہے ۔حضرت مفتی اعظمؒ واقعی انہی القابات کے مستحق تھے اور اپنے وقت کے بہت بڑے محدث، مفسر اور فقیہ اعظم تھے اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، حق تعالیٰ آپ کی قبر مبارک پر اپنی رحمتوں کی بارش برسائے اور ہمیں آپ کے نقشِ قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔

0106545

امام العصر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ

امام العصر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سابق صدر المدرسین دار العلوم دیوبند حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی قدس سرہ کے مخصوص تلامذہ میں سے تھے، علم کا چلتا پھرتا کتب خانہ تھے، آپ تمام علوم منقولات و معقولات میں کامل دستگاہ رکھتے تھے، قوت حافظہ میں یگانہ روزگار تھے آپ کے تبحر علمی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ برصغیر پاک و ہند کے ممتاز علماء و فضلاء زیادہ تر آپ ہی کے تلامذہ ہیں جنہوں نے ہند و پاک میں علمی و روحانی مسند کو آراستہ کیا ہوا ہے حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ ہی کے مخصوص اور معتمد علیہ ارشد تلامذہ میں سے ہیں اور حضرت مفتی اعظمؒ کی علمی تربیت اور تحقیقی مذاق کی آبیاری میں امام العصر علامہ کشمیری قدس سرہ کا سب سے زیادہ حصہ ہے، حضرت مفتی اعظمؒ نے حضرت امام العصر قدس سرہ سے صحیح بخاری اور جامع ترمذی شریف کے علاوہ فلسفہ جدیدہ اور طب وغیرہ کی کتابیں بھی پڑھی تھیں اور تدریس کے دوران بھی استفادہ کا سلسلہ طویل عرصے تک جاری رہا اور روز افزوں تعلق بڑھتا گیا، تدریس و تصنیف کے کاموں کے علاوہ آپ حضرت علامہ کشمیریؒ

کے ساتھ بہت سے کاموں میں شریک رہے، مناظروں میں بھی ساتھ رہے کئی مناظروں میں حضرت شاہ صاحبؒ خود تشریف نہ لے جاسکے تو آپ کو بھیجا، رد قادیانیت کا جو کام حضرت شاہ صاحب علامہ کشمیریؒ نے نہایت اہتمام سے شروع فرمایا تھا اس میں آپ نے خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس موضوع پر کئی کتابیں ختم نبوت ۲، ہدایۃ المہدیین عربی، دعاوی مرزا، مسیح موعود کی پہچان، اور التصریح بما تواتر فی نزول المسیح، حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ ہی کی رہنمائی میں تالیف فرمائیں قادیانیوں کے خلاف مشہور مقدمہ بہاولپور جو بہاولپور کی عدالت میں دائر تھا اور جس میں مسلمانوں کو فتح مبین حاصل ہوئی، اس میں حضرت شاہ صاحبؒ کی طرف سے جو تحریری بیان عدالت میں پیش ہوا، وہ بھی حضرت مفتی اعظمؒ نے اسی رات جاگ کر مرتب کیا تھا غرض آپ نے حضرت شاہ صاحبؒ سے خوب خوب استفادہ کیا اور قدم قدم پر اپنے استاذ مکرم کی دعاؤں سے مالامال ہوتے رہے حضرت مفتی اعظم کو حضرت شاہ صاحبؒ سے بڑی عقیدت و محبت تھی اور حضرت شاہ صاحبؒ کا نام آتے ہی حضرت مفتی صاحبؒ کے چہرے پر عجیب قسم کی بشاشت آجاتی تھی اور ان کا تذکرہ بڑی محبت و عقیدت کے ساتھ فرمایا کرتے تھے حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرماتے تھے کہ

> اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہ صاحبؒ کو ہر علم و فن میں کمال عطا فرمایا تھا اور حضرت شاہ صاحبؒ کے فیض صحبت کی بناء پر ہم لوگوں کو بھی مطالعۂ کتب کی ایک دھن سی لگ گئی تھی فراغت کے بعد تقریباً ایک

سال تو میں نے اس طرح گزارا کہ چند اسباق پڑھانے
کے بعد کتب بینی کے سوا کوئی کام نہ تھا دوپہر کو
دارالعلوم دیوبند کے کتب خانے میں داخل ہوتا ناظم
کتب خانہ بعض اوقات باہر سے تالا لگا کر چلے جاتے
اور میں اندر کتابوں کا مطالعہ کرتا رہتا تھا۔
(بحوالہ ماہنامہ البلاغ مفتیٔ اعظم نمبر)

حضرت مفتیٔ اعظمؒ اور حضرت شاہ صاحبؒ کے تعلقات کے بارے میں محدث عصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

"مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ،
حضرت شاہ صاحبؒ کے ان شاگردوں میں سے ہیں
جن سے حضرت شاہ صاحبؒ ہمیشہ خوش رہے اور
کبھی کوئی تکدر کا شائبہ پیدا نہیں ہوا حالانکہ دارالعلوم
دیوبند میں ایک فتنہ ایسا اٹھا تھا جس میں دارالعلوم
کے اساتذہ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور
بالآخر یہ ہنگامہ حضرت شاہ صاحبؒ کے استعفیٰ پر
منتج ہوا، اس دوران حضرت مفتی صاحبؒ حضرت
شاہ صاحبؒ کے بجائے حضرت حکیم الامت تھانویؒ
حضرت میاں اصغر حسین صاحبؒ اور حضرت مولانا
حبیب الرحمٰن صاحبؒ کے ساتھ تھے لیکن رائے

کے اس اختلاف کے باوجود حضرت شاہ صاحبؒ کے پاس حضرت مفتی صاحبؒ کی نیاز مندانہ آمد و رفت جاری رہی، حضرت شاہ صاحبؒ بھی نہایت محبت و شفقت سے پیش آتے رہے، اور مجھے خوب یاد ہے کہ اس دور میں ایک مرتبہ حضرت مفتی صاحبؒ حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں ایک ہدیہ لے کر حاضر ہوئے اور حضرت شاہ صاحبؒ نے اُسے بڑی شفقت کے ساتھ قبول فرمایا، حضرت مفتی صاحبؒ کی علمی زندگی میں حضرت شاہ صاحبؒ کی توجہات کا بہت بڑا دخل رہا بالکل ابتدائی دور میں جب "معارف اعظم گڑھ میں فوٹو کے جواز پر ایک مبسوط مقالہ آیا جو درحقیقت شیخ محمد نجیب مطیعی شیخ الازہر کے رسالہ ——

اباحۃ الصور الفوتوغرافیہ، کا چربہ تھا۔ اور اچھا خاصا محققانہ علمی انداز تھا، کیونکہ شیخ محمد نجیب اپنے دور میں مصر کے سب سے بڑے عالم و محقق سمجھے جاتے تھے اور مذاہب اُمت کے ادلہ و تفصیلات میں بقول حضرت شیخ محمد زاہد الکوثریؒ آیۃ من آیت اللہ تھے جب یہ مقالہ شائع ہوا تو حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ کو اس کی فکر ہوئی اور اپنے حلقۂ

تلامذہ میں سے حضرت مفتی صاحبؒ کو بلا لیا اور فرمایا کہ اس کا جواب لکھیں چنانچہ حضرت مفتی صاحبؒ نے ان کی علمی راہنمائی میں ماہنامہ القاسم دیوبند میں اس پر ایک مفصل علمی و تحقیقی مضمون لکھا جو بعد میں التصویر لاحکام التصویر کے نام سے مستقل رسالہ کی شکل میں شائع ہوا حضرت شاہ صاحبؒ ہی کی رہنمائی میں آیت خاتم النبیین کی شرح تفسیر عمدہ اور یگانہ انداز سے عربی میں تالیف فرمائی جو ھدیۃ المہدیین کے نام سے شائع ہوئی۔ اس پر حضرت امام العصر شاہ صاحبؒ کی قابل رشک تقریظ ہے اس کے چند جملے ملاحظہ ہوں:

"ہمارے رفیق دانشمند مولوی محمدؐ شفیع دیوبندی نے، اللہ تعالٰے انھیں اپنی مرضیات کی توفیق عطا فرمائے۔ میری فرمائش پر رسالہ ھدیۃ المہدیین فی آیۃ خاتم النبیین جمع کیا ہے، اللہ تعالٰے انہیں میری طرف سے اور تمام مسلمانوں کی جانب سے جزائے خیر عطا فرمائیں۔ اس میں اس مضمون کی قریباً ۱۶۵ حدیثیں ذکر کی ہیں کہ بعثت محمدیہؐ کے بعد نبوت ختم ہو چکی ہے یہ رسالہ تفسیری بھی ہے اور حدیثی بھی، کلامی بھی اور فقہی بھی اور ان تمام امور کے ساتھ ساتھ ادبی بھی، جس کے الفاظ روح کی طرح بدن میں سرایت کرتے ہیں، حلاوت

ایمان کی طرح قلب مومن میں جاگزین ہوتے ہیں
اور خالص دودھ کی طرح رگ دپے میں گردش
کرتے ہیں۔ اے رفیق! اس گلشن کی سیر کر جس
سے ایک غم زدہ شخص اپنے ہموم وافکار کا زنگ
دور کرتا ہے، اس کی باد صبا اس کے دامن سے اٹھکیلیاں
کرتی ہے اور اس کی کلیاں اس کے دامن میں مسکراتی ہیں"

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ کے رسالہ "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" کو حضرت مفتی صاحبؒ نے مرتب فرمایا اور اس پر ایک بہترین ادیبانہ اور فاضلانہ مقدمہ لکھا جو بجائے خود ایک مستقل رسالہ ہے اس طرح حضرت شیخ رحمۃ اللہ کی توجہات سے ان کی علمی قابلیت اور ردّ قادیانیت کے سلسلہ میں ان کی خدمات میں روز افزوں ترقی ہوتی گئی اور حضرت شیخ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت میں قوت پیدا ہوتی چلی گئی۔

مقدمۂ بہاولپور میں حضرت امام العصر شاہ صاحبؒ کے دست راست رہے اور آپ ہی کے قلم سے حضرت شیخ کشمیری رحمۃ اللہ کی دقیق و عمیق۔ تعبیرات سہل اردو میں مرتب ہوئیں جو مقدمۂ بہاولپور کے نام سے معروف ہے اور فرمایا کہ ایک رات اسی کام میں ایسی گزری کہ عشاء کے بعد صبح تک میں اس کی تکمیل میں مصروف رہا۔ اس طرح حضرت شیخ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں اور توجہات کے آپ مرکز بنے رہے"۔

(ماہنامہ بینات کراچی۔ نومبر ۱۹۷۶ء)

الغرض حضرت مفتی اعظمؒ کی علمی طبیعت و مزاج میں حضرت امام العصر علاّمہ محمدؒ انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ کی توجہات کو بڑا دخل تھا اور حضرت مفتی اعظمؒ کی علمی و فقہی بصیرت پر حضرت شاہ صاحبؒ کو کتنا اعتماد تھا اس کا اندازہ اس تقریظ سے بھی لگایا جا سکتا ہے جو حضرت امام العصر علاّمہ کشمیریؒ نے حضرت مفتی اعظمؒ کی تالیف "سیرت خاتم الانبیاءؐ" پر تحریر فرمائی تھی۔ فرماتے ہیں۔

"کہ جن حضرات کو مختصر سیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھنی ہو وہ مفتی محمد شفیع صاحب کی سیرت خاتم الانبیاء کا مطالعہ فرمائیں، اختصار کے ساتھ معتمد علیہ اور مستند نقل بھی انشاءاللہ دستیاب ہو جائے گی، تبلیغ کے انجام دینے والے حضرات اور طلباء مشکوٰۃ شریف بھی اسی رسالہ کے محتاج ہیں۔ حق تعالیٰ مؤلف ممدوح کو اجر جزیل دے۔ آمین یا رب العالمین۔

(سیرت خاتم الانبیاء ص۹)

فخر العلماء حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

فخر العلماء حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ دار العلوم دیوبند کے چھٹے مہتمم تھے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو دین کا خاص فہم عطا فرمایا تھا آپ کی دانش و تدبیر مشہور زمانہ تھی، ادبیات کے ماہر تھے عربی نظم و نثر دونوں پر کمال قدرت رکھتے تھے، دار العلوم کے نظم و نسق نے آپ کے تدبر و دانش سے عظیم استفادہ کیا اور ہزاروں افراد آپ کے فیض علمی سے سیراب و شاداب ہوئے حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے فیض یافتہ حضرات میں سے ہیں اور جن بزرگوں کا تذکرہ حضرت مفتی صاحبؒ بکثرت فرماتے تھے ان میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قدس سرہٗ کا اسم گرامی بھی بہت نمایاں ہے، حضرت مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے عجیب کمالات عطا فرمائے تھے آپ کو عربی ادب کا بڑا استھرا ذوق تھا اور آپ کی عربی تحریریں بڑی چست اور ادیبانہ ہوتی تھیں آج کل دار العلوم دیوبند کے فضلاء کو جو سند دی جاتی ہے اس کا پورا مضمون حضرت مولانا قدس سرہٗ ہی کا مرتب فرمایا ہوا ہے اور جب ہم

لوگوں نے حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ کی سرپرستی میں عربی نظم و نثر کی مشق کے
کے لئے "نادیۃ الادب" قائم کی تو حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب
قدس سرہٗ اس میں بڑی دلچسپی کے ساتھ حصہ لیا کرتے تھے اور مجھے تصنیف و تالیف
اور مضمون نگاری کی طرف متوجہ کرنے میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا حصہ ہے
حضرت مولانا کی عادت یہ تھی کہ وہ انتظامی کاموں میں مصروف رہنے کے باوجود
دارالعلوم کے طلباء پر خاص نظر رکھتے تھے اور جس طالب علم میں کوئی صلاحیت
دیکھتے اس کی ہمت افزائی فرما کر اس کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کی کوشش فرماتے
میں ابھی دارالعلوم میں پڑھتا ہی تھا کہ مولانا کی خاص نظرِ عنایت مجھ پر مبذول ہو
گئی بارہا ایسا ہوا کہ جب میں امتحان گاہ میں بیٹھا پرچہ لکھ رہا ہوتا تو حضرت مولانا
میرے پاس تشریف لاکر میرے لکھے ہوئے جوابات دیکھتے اور بعض اوقات
اتنے مسرور ہوتے کہ دوسرے اساتذہ کو جا کر اطلاع دیتے تھے، ایک مرتبہ
کسی اخبار یا رسالے میں کوئی مضمون شائع ہوا جس میں امت کے کسی اجماعی مسئلے
کے خلاف رائے ظاہر کی گئی تھی، حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب قدس سرہٗ
نے احقر کو حکم دیا کہ اس کا جواب لکھو، میں نے تعمیل حکم کی، اور یہ میرا پہلا مضمون
مضمون تھا، میں نے جب یہ مضمون لکھ کر حضرت مولانا قدس سرہٗ کو دکھایا تو وہ
خوشی سے پھولے نہیں سمائے اور اسی وقت مجھے حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ
حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ اور دوسرے اساتذہ کے پاس لے گئے اور
ان کو میرا لکھا ہوا یہ مضمون دکھایا۔ وہ میرا پڑھنے کا زمانہ تھا اور میں نے پہلا مضمون
لکھا تھا۔ اس لئے اس میں یقیناً بہت سی خامیاں ہوں گی لیکن حضرت مولانا نے

جو معاملہ میرے ساتھ فرمایا اس نے میری ایسی ہمت افزائی کی کہ تحریری کام کا ایک شوق پیدا ہوگیا۔ اس کے بعد "القاسم" کے نام سے دار العلوم دیوبند کا جو رسالہ حضرت مولانا قدس سرہٗ کی ادارت میں نکلتا تھا میں نے اس میں مضامین لکھنے شروع کردیئے،

فراغت کے بعد کچھ عرصہ حالات ایسے رہے کہ مجھے تصنیف و تالیف کی طرف توجہ دینے کا موقع نہ مل سکا۔ اس لئے حضرت مولانا اس زمانے میں مجھ سے کچھ شاکی رہے اس کے بعد جب میں نے دو تین رسالے لکھ کر انھیں دکھائے تو وہ کھل اُٹھے اور فرمایا۔

"یہی تو وہ کام ہے جس میں تمہیں مشغول دیکھنا چاہتا ہوں۔" (ماخوذ ماہنامہ البلاغ مفتئ اعظم نمبر ص۳۰۴ تا ص۳۰۶)

بہرحال حضرت مفتئ اعظم قدس سرہٗ اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قدس سرہٗ ایک دوسرے سے بڑی محبت فرماتے اور حضرت مفتئ اعظمؒ اپنے اس بزرگ کے دلچسپ واقعات سنایا کرتے تھے حضرت مفتی صاحبؒ سے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانیؒ کو جس قدر محبت تھی وہ آپ قارئین نے خود حضرت مفتی اعظمؒ کے قلم سے پڑھ لی ہے، اسی سلسلہ میں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ایبٹ آبادی فرماتے ہیں کہ مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ اکابر علماء دیوبند کے بڑے چہیتے شاگرد تھے۔ خصوصاً حکیم الامت مولانا تھانویؒ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی اور علامہ شبیر احمد عثمانی کی نگاہ میں حضرت مفتی اعظمؒ کا مقام بلند

تھا اور یہ حضراتِ اکابر آپ سے بڑی محبت وشفقت فرماتے تھے اور آپ کی علمی وفقہی قابلیت پر پورا اعتماد فرماتے تھے۔

اس ضمن میں آپ کی تالیفات پر ان حضرات اکابر کی تقاریظ موجود ہیں جو حضرت مفتی اعظمؒ کے مقام کو بخوبی ظاہر کرتی ہیں۔ خصوصاً ہدیۃ المہدیین پر مولانا کشمیریؒ اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ کی تحریریں قابلِ دید ہیں۔"

عارف باللہ حضرت مولانا سیّد اصغر حسین دیوبندیؒ

عارف باللہ حضرت مولانا سیّد اصغر حسین دیوبندی نور اللہ مرقدہٗ دارالعلوم دیوبند کے ممتاز اساتذہ میں سے ہیں اور اپنے علم و عمل اور تقویٰ و طہارت کے لحاظ سے اپنے معاصرین میں بلند مقام پر فائز تھے، حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کی تربیت میں جن بزرگوں نے حصہ لیا۔ ان میں حضرت مولانا سیّد اصغر حسین صاحب قدس سرہٗ کا اسمِ گرامی بھی سرفہرست ہے آپ دیوبند میں حضرت میاں صاحبؒ کے لقب سے معروف تھے اور اپنے وقت کے عظیم محدّث، فقیہ اور عارف تھے۔ حضرت مفتیٔ اعظمؒ کے آپ استاذ بھی تھے اور کتب خانہ دارالاشاعت میں دونوں شریک تجارت بھی تھے اور بچپن سے لے کر بڑھاپے تک حضرت میاں صاحبؒ حضرت مفتی صاحب کے اہم گھریلو معاملات میں بھی دخیل رہے اس لئے حضرت مفتی صاحبؒ ان کے ایسے عجیب و غریب واقعات سنایا کرتے تھے کہ جن کی نظیر اس دور میں ملنی مشکل ہے حضرت مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب ایسی یگانۂ روزگار ہستی کے علمی و عملی کمالات اور مخصوص طرز زندگی کو ضبط تحریر

میں لانے کے لئے طاقت اور فرصت چاہیئے یہاں صرف حضرت میاں صاحب رؓ کی شگفتہ اور معنی خیز تحریر کا ایک نمونہ پیش کرتا ہوں، حضرت میاں صاحبؓ نے اپنا تجارتی کتب خانہ آخر میں بھوڑی سی قیمت لگا کر مجھے عطا فرما دیا تھا اور اس کی قیمت بھی بہت کم مقدار کی ماہوار قسطوں میں ادا کرنا طے ہؤا تھا۔ آخر عمر میں ایک مرتبہ بطور علاج آپ کوہ کسولی پر گئے ہوئے تھے یہ مہینے کی قسط میں نے بذریعہ منی آرڈر وہیں بھیج دی اس کے جواب میں والا نامہ صادر ہؤا جس کے یہ کچھ الفاظ یاد ہیں۔ فرماتے ہیں کہ۔

"آپ کا مرسلہ عطیہ احبّ الاشیاء والبغضھا وصول
ہؤا، روز روز کے احسانات کا شکریہ کہاں تک؟
بس دعا کرتا ہوں اور آپ سے بھی حیاً و میتاً
دعا کا امیدوار ہوں۔"

دو سطر کا خط ہے مگر ذرا دیکھئے اس میں سموئے ہوئے مضامین ایک قرض کو قسطوں میں وصول کرنے کا جو احسان مجھ پر فرمایا تھا اس کو میرا احسان قرار دیتے ہیں۔ اس کا نام تحفہ رکھتے ہیں اس کے ساتھ مالی دنیا کی حقیقت اس عربی جملے میں کیسی واضح فرمائی کہ شاید اس سے زیادہ تصور نہیں کی جا سکتی کہ مال ایسی چیز ہے کہ ایک طرف اس کے برابر کوئی چیز محبوب نہیں کیونکہ وہ ساری محبوب چیزوں کے حصول کا ذریعہ ہے دوسری طرف وہ ایک ایسی چیز ہے کہ اس کے برابر دنیا کی کوئی چیز مبغوض نہیں ہو سکتی کہ باپ کو بیٹے سے بیٹے کو باپ سے، شوہر کو بیوی سے بیوی کو شوہر سے لڑا دیتی ہے، انسان ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کو تیار ہو جاتا ہے

آخری جملے میں ہر وقت موت کے استحضار کو واضح کرتے ہوئے دعا کی ترغیب فرمائی ہے۔

یہ تھا خط حضرت میاں صاحبؒ نے جو حضرت مفتی صاحبؒ کے لئے لکھا تھا اسی طرح متعدد خطوط جو حضرت مفتی صاحب سے محبت و شفقت کے انداز میں حضرت مفتی صاحبؒ کے لئے لکھے ہیں وہ ماہنامہ البلاغ کراچی میں قسط وار شائع ہوتے رہے ہیں جن سے حضرت میاں صاحبؒ اور حضرت مفتی صاحبؒ کے تعلق پر کافی روشنی پڑتی ہے، اب حضرت مفتی صاحبؒ کی کتاب "سیرت خاتم الانبیاء" پر حضرت میاں صاحبؒ نے جو تقریظ لکھی ہے اس کے چند جملے درج کئے جاتے ہیں جس سے حضرت مفتی صاحبؒ کے مقام کا پتہ چلتا ہے کہ حضرت میاں صاحبؒ کی نظر میں آپ کا کیا مقام تھا۔ فرماتے ہیں کہ:

"دارالعلوم دیوبند کے نوجوان مدرس و عالم مولوی محمد شفیع صاحب سلمہٗ میرے سامنے کے بچے ہیں مگر ان کا علم و فضل مجھے ان کو مولانا محمد شفیع کہنے پر مجبور کرتا ہے ان کی عربی و اردو تصانیف کی تعداد ایسی تیزی سے بڑھ رہی ہے کہ مجھ جیسے ضعفاء پا بہ رکاب بوڑھوں کو رشک آوے تو بجا ہے، دونوں زبانوں میں سلاست زبان اور حسن بیان حق تعالےٰ نے ان کو عطا

فرمایا ہے، پھر بڑی خوبی یہ ہے کہ سلف صالحین اور اپنے اساتذہ اور بزرگوں کے طریقے کو سنبھالے رہتے ہیں، نئی روشنی اور جدید تمدن کے اثر نے جو جا بجا نظر فریب مگر مہلک غار ڈال دیئے ہیں۔ لوگوں کو ان کے بچانے کی فکر کرتے ہیں اور کامیاب ہوتے ہیں ان کی ہر تصنیف و تالیف کو دیکھ کر دل سے دعا نکلتی ہے"۔

(ماخوذ ماہنامہ البلاغ مفتیٔ اعظم نمبر ص ۲۹۸)

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ آسمانِ شریعتِ اسلامیہ کے درخشندہ آفتاب تھے، آپ ایک بہت بڑے محدث، جلیل القدر مفسر، عظیم المرتبت متکلم، رفیع الشان فقیہ، بہترین مقرر، اعلےٰ درجے کے انشاء پرداز اور بلند پایہ سیاستدان تھے، آپ کی ذات گرامی علم و عمل کا سرچشمہ تھی اور آپ کی تمام زندگی خدمتِ اسلام اور خدمتِ مسلمین میں گزری آپ کے قلم اور زبان سے شریعت کے اسرار آشکارا ہوئے اور آپ کے کردار نے مسلمانوں میں زندگی کی روح دوڑادی، آپ دارالعلوم دیوبند کے مایۂ ناز فاضل اور صدر مہتمم تھے ہزاروں علماء و فضلا آپ کے چشمۂ فیض سے سیراب و شاداب ہوئے، حضرت مفتئ اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے مخصوص تلامذہ میں سے ہیں اور جن اکابر کی صحبت اٹھائی اور جن سے آخر تک خصوصی تعلق رہا ان میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہ کا اسم گرامی بھی شامل ہے اس سلسلہ میں حضرت مفتئ اعظم قدس سرہ کے مایۂ ناز فرزند ارجمند کی تحریر پیش کی جاتی ہے جو حضرت شیخ الاسلامؒ اور حضرت مفتی اعظمؒ کے خصوصی تعلقات پر ایک مدلل و مفصل تحریر ہے۔ جس سے حضرت مفتی اعظمؒ کا مقام خوب ظاہر

ہوتا ہے چنانچہ حضرت مولانا محمد تقی عثمانی ایم۔ اے۔ ایل ایل بی اپنے تفصیلی مقالے میں تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا اسمِ گرامی کسی تعارف کا محتاج نہیں آپ کی علمی اور سیاسی زندگی کے بارے میں مفصل کتابیں شائع ہو چکی ہیں، حضرت والد ماجد مفتیٔ اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے جن اکابر کی صحبت اٹھائی اور جن سے آخر تک وقت خصوصی تعلق رہا ان میں شیخ الاسلام حضرت علامہ عثمانیؒ بھی شامل ہیں، حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہدایہ کا کچھ حصہ اور صحیح مسلم حضرت علامہ عثمانیؒ ہی سے پڑھی تھی اور جب علامہ عثمانی ڈابھیل میں صحیح بخاری کا درس دیتے تھے تو ایک مرتبہ بیماری کی بناء پر تدریس سے معذور ہو گئے اس موقعہ پر حضرت علامہ نے اپنی جگہ صحیح بخاری کا درس دینے کے لئے حضرت والد ماجدؒ کو نامزد فرمایا، حضرت والد صاحبؒ اس وقت دارالعلوم دیوبند سے مستعفی ہو چکے تھے، حضرت علامہ

عثمانی کی فرمائش پر ڈابھیل تشریف لے گئے اور
چند ماہ وہاں حضرت علامہ قدس سرہ' کی جگہ صحیح
بخاری کا درس دیا۔
پھر جب قیام پاکستان کے لئے حضرت علامہ عثمانی
قدس سرہ' نے ملک گیر جدوجہد شروع کی اور
اس غرض کے لئے جمعیت علماء اسلام کا قیام
عمل میں آیا تو حضرت والد صاحبؒ اس پوری جدوجہد
میں حضرت علامہ کے دست و بازو بنے رہے
اور اس غرض کے لئے ملک کے طول و عرض
میں دورے کئے، متعدد مقامات پر جہاں حضرت
علامہ تشریف نہیں لے جا سکتے تھے حضرت والد
صاحبؒ کو اپنی جگہ بھیجا، اور سرحد ریفرنڈم کے
موقع پر پورے صوبہ سرحد کا دورہ کرتے ہوئے
حضرت والد صاحب کو اپنے ساتھ رکھا۔ پاکستان
بننے کے بعد جب یہاں اسلامی دستور کی جدوجہد
کا آغاز ہوا تو شیخ الاسلام حضرت علامہ عثمانیؒ ہی
کی دعوت پر حضرت والد صاحبؒ پاکستان تشریف
لائے، انہی کی ہدایت پر تعلیمات اسلامی بورڈ
میں شامل ہوئے جو اسلامی دستور کا خاکہ مرتب کرنے

کے لئے بنایا گیا تھا پھر حضرت علامہ کی وفات
تک ہر اہم معاملے میں ان کے شریک کار رہے
اور حضرت علامہؒ کی نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت
بھی حضرت والد صاحبؒ ہی کو حاصل ہوئی۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ عثمانی قدس سرہٗ پاکستان کے
صفِ اوّل کے معماروں میں شامل تھے، قائدِاعظم
اور نوابزادہ لیاقت علی خان مرحوم تقسیم ملک
کے وقت آپ کو اپنے ساتھ پاکستان لے آئے
تھے اور مغربی پاکستان میں پاکستان کا پرچم سب
سے پہلے حضرت علامہ عثمانیؒ ہی نے لہرایا، اگر
آپ چاہتے تو یہاں اپنے لئے بہت کچھ دنیوی
ساز و سامان اور عہدہ و منصب حاصل کر سکتے تھے
لیکن علامہ نے آخر وقت تک درویشانہ زندگی
گزاری، اپنے لئے کوئی ایک مکان بھی حاصل
نہ کیا بلکہ وفات کے وقت تک دو مستعار لئے
ہوئے کمروں میں مقیم رہے اور اس حالت میں
دنیا سے تشریف لے گئے کہ نہ آپ کا کوئی
بنک بیلنس تھا نہ ذاتی مکان تھا نہ ساز و
سامان ۱۹۴۸ء میں جب حضرت والد صاحب

پاکستان تشریف لائے تو روزانہ شام کے وقت حضرت علامہؒ کے پاس جانے کا معمول تھا، راقم الحروف اس وقت بہت کم سن تھا اور اکثر حضرت والد صاحبؒ کے ساتھ علامہ کی خدمت میں چلا جایا کرتا تھا اس زمانے میں کراچی میں کوئی معیاری علمی مرکز نہ تھا، کوئی علمی کتب خانہ بھی نہ تھا لہذا جب کسی علمی مسئلے کی تحقیق مقصود ہوتی تو حضرت علامہؒ حضرت والد صاحبؒ کے پاس تشریف لے آتے کیونکہ والد صاحبؒ اپنے ساتھ اپنی کتابوں کا ذخیرہ لے آئے تھے چنانچہ ہمارے مکان پر علمی اور فقہی مجلسیں رہتیں اور حضرت علامہ اپنے ضعف و علالت کے باوجود علمی پیاس بجھانے کے لئے تین منزلہ مکان کی سیڑھیاں طے کر کے پہنچ جایا کرتے تھے، اللہ تعالٰے نے حضرت علامہ عثمانیؒ کو تحریر اور تقریر دونوں کا منفرد ملکہ عنایت فرمایا تھا خاص طور سے آپ کی خطابت انتہائی مؤثر اور دلنشین ہوتی تھی اور آپ مختلف جملوں کے ذریعے اپنی بات دلوں میں اتار دیتے تھے، حضرت والد صاحبؒ سے سُنے ہوئے حضرت علامہ عثمانیؒ

متعلق چند جملے ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت علامہ عثمانی قدس سرہٗ علم و فضل کے پہاڑ تھے اور اللہ تعالیٰ نے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہٗ بانی دارالعلوم دیوبند کو جو علوم عطا فرمائے تھے وہ اچھے اچھے علماء کی سمجھ میں نہیں آتے تھے لیکن علمائے دیوبند کی جماعت میں دو بزرگ ایسے ہیں جنہوں نے حکمتِ قاسمی کی شرح و توضیح اور اِسے اقرب الی الفہم بنانے میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں ایک حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اور دوسرے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہم العالی۔

حضرت والد صاحبؒ ہی نے فرمایا تھا۔ کہ جب حضرت علامہ عثمانی قدس سرہٗ نے فتح الملہم یعنی شرح صحیح مسلم جیسی شہرۂ آفاق کتاب تالیف فرمائی تو اس کا مسودہ حرمین شریف لے کر گئے تھے وہاں روضۂ اقدس کے سامنے بیٹھ کر اس کی

ورق گردانی کی اور پھر روضۂ اقدس پر بھی
اور حرم مکہ میں ملتزم پر بھی مسودہ سر پر
رکھ کر دعا فرمائی تھی۔ کہ،

"یہ مسودہ احقر نے بے سرو سامانی کے عالم
میں مرتب کیا ہے، یا اللہ! اس کو قبول فرما
لیجئے اور اس کی اشاعت کا انتظام بھی فرما دیجئے"

اس کے بعد جب حرمین شریفین سے واپس آئے تو نظام حیدر آباد کی طرف سے پیش کش کی گئی کہ ہم اس کتاب کو اپنے اہتمام سے شائع کرائیں گے چنانچہ وہ نظام حیدر آباد ہی کے مصارف پر بڑی آب و تاب کے ساتھ شائع ہوئی اور اس نے پوری علمی دنیا سے اپنا لوہا منوا لیا۔

حضرت والد صاحبؒ حضرت علامہ عثمانیؒ کی اردو تصانیف میں تفسیر عثمانیؒ کے علاوہ، اسلام، العقل والنقل، اور اعجاز القرآن کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے اور کئی مرتبہ اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ ان کتابوں کا انگریزی میں ترجمہ ہو جائے اپنے بعض انگریزی داں متعلقین کو اس طرف متوجہ بھی فرمایا لیکن افسوس ہے کہ یہ کام حضرت والد صاحبؒ کی حیات میں انجام نہ پا سکا۔

حضرت والد صاحب قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت علامہ عثمانی کو تحریر کا بھی خاص ملکہ عطا فرمایا تھا اور جب حضرت شیخ الہندؒ نے آزادئ ہند کی جدوجہد کے لئے جمعیت علماء ہند قائم فرمائی اور اس غرض کے لئے دہلی میں ایک عظیم الشان اجلاس طلب فرمایا تو اس کا خطبۂ صدارت

حضرت شیخ الہندؒ کو خود لکھنے کا موقع نہ تھا اس لئے اپنے تلامذہ میں سے متعدد حضرات کو یہ خطبہ لکھنے پر مامور فرمایا، آپ کے تلامذہ نے اپنے اپنے انداز میں یہ خطبہ لکھا لیکن بالآخر حضرت شیخ الہندؒ نے جس خطبے کو پسند اور منظور فرمایا وہ حضرت علامہ عثمانیؒ کا تحریر فرمودہ تھا چنانچہ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے وہی خطبہ پڑھا اور وہی شائع بھی ہوا۔

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت علامہ عثمانی قدس سرہٗ کا رشتہ داری کا بھی تعلق تھا اور حضرت والد صاحبؒ حضرت علامہ کے شاگرد بھی تھے اور پھر تحریک پاکستان کی جد و جہد میں آپ کے دست و بازو بھی بنے رہے ان تمام رشتوں کے نتیجے میں حضرت علامہ عثمانیؒ حضرت والد صاحبؒ سے بہت محبت فرماتے تھے اور آپ کی علمی و عملی صلاحیتوں کے معترف تھے، دو قومی نظریے کے بارے میں حضرت والد صاحبؒ نے ایک استفتاء کے جواب میں جو مفصل رسالہ لکھا اس پر بطور تقریظ علامہ عثمانیؒ نے تحریر فرمایا:،

"میں نے اس فتویٰ کا بالاستیعاب مطالعہ کیا، ماشاءاللہ مسئلہ کو بالکل صاف کر دیا ہے اہل علم و نظر کے لئے گنجائش نہیں چھوڑی، سب اطراف و جوانب واضح ہو کر سامنے آ گئے حق تعالیٰ سبحانہٗ حضرت مفتی صاحب کو جزائے خیر دے" (جواہر الفقہ ص ۲۴۸ ج ۲)

اسی طرح والد صاحبؒ کے رسالہ "نیل المآرب فی المسح علی الجوارب" پر تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"میں نے مسح علی الجوربین کی بحث پڑھی، حق تعالےٰ مفتی صاحب کے اعمال اور علوم میں برکت دے، نہایت تحقیق و تفتیش سے جواب لکھا ہے، بہر حال میرے نزدیک مفتی صاحب کی تحقیق صحیح ہے۔"

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند ص ۲۹۸ ج ۲)

حضرت والد صاحبؒ کے ایک اور رسالہ "اوزان شرعیہ" کا مطالعہ کر کے حضرت علامہ نے تحریر فرمایا کہ :-

"اس قدر تحقیق و کاوش آپ ہی کا حصہ تھا حق تعالےٰ جزائے خیر دے، مجھے اس رسالہ کے مضمون پر پورا اتفاق ہے۔"

(ماخوذ ماہنامہ البلاغ مفتی اعظم نمبر)

بہر حال حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و فقہی کمالات کے سب ہی اکابر معترف تھے، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ جو اپنے علم و فضل اور تقویٰ و طہارت کے اعتبار سے یگانۂ روزگار تھے اور شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے بڑے بھائی تھے اور علامہ عثمانیؒ ان کے جوتے سیدھے کیا کرتے تھے جب حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ کا انتقال ہُوا تو حضرت

علامہ عثمانیؒ نے اس خیال سے کہ حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ انتقال کے وقت تک فتویٰ لکھتے رہے ہیں کہیں شدت مرض وفات کے وقت کوئی بات بغیر سوچے سمجھے غلط نہ لکھی گئی ہو وہ تمام فتاویٰ حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کو دیکھنے کے لئے فرمایا تھا۔ سبحان اللہ! حضرت علامہ عثمانی قدس سرہٗ کی نظروں میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی کیا عظمت تھی کہ حضرت مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ جیسے فرشتہ صفت انسان اور اپنے مربی واستاذ کے فتویٰ پر نظر ثانی کرنے کا اعزاز دیا جا رہا ہے۔ آخر میں حضرت مفتی اعظمؒ کے متعلق حضرت علامہ عثمانی قدس سرہٗ کی ایک اور تحریر پیش خدمت ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ حضرت علامہؒ آپ کو کس نظر سے دیکھتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ:۔

"مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، علم فقہ میں بلند مقام رکھتے ہیں ان کی تقریر و تحریر میں اکابر کا عکس نظر آتا ہے اور ان کے فتاویٰ تحقیق سے خالی نہیں ہوتے اور نہ ہی ان کے سامنے کسی دوسرے فتاویٰ کی ضرورت ہوتی ہے"۔ (ماہنامہ الرشید ساہیوال)

مجاہدِ اسلام
حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رح

مجاہدِ اسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہٗ کی ذات اقدس کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے آپ دار العلوم دیوبند کے ممتاز فضلاء میں سے تھے اور حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے معتمد ترین تلامذہ میں سے تھے اور آخر دم تک دار العلوم دیوبند کے صدر مدرس کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ حضرت مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ کوئی کتاب حضرت مدنی قدس سرہٗ سے نہیں پڑھی لیکن ہمیشہ آپ کو اپنے اساتذہ ہی کے درجہ میں سمجھا اور آپ کے ساتھ اساتذہ ہی کا معاملہ فرمایا، جس زمانے میں حضرت مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کو دار العلوم دیوبند میں فتوی کی خدمت سپرد کی گئی اس دور میں حضرت مدنی رح دار العلوم کے صدر مدرس اور شیخ الحدیث تھے اس لئے ان سے علمی مسائل میں استفادہ اور مشورہ کا سلسلہ بکثرت رہتا تھا۔

حضرت مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مدنی قدس سرہٗ کا یہ عظیم احسان میں کبھی نہیں بھول سکتا کہ انھوں نے مجھے علم حدیث کی طرف متوجہ فرمایا اور اصرار کرکے مجھے حدیث کی تدریس پر آمادہ کیا، اس سے پہلے میں علوم

الیہ سے لے کر تفسیر اور فقہ تک ہر علم و فن کی کتابیں دار العلوم میں پڑھا چکا تھا۔ لیکن حدیث پڑھانے کا موقع نہیں ملا تھا، واقعہ یہ ہے کہ جب حضرت مدنیؒ سلہٹ میں تشریف رکھتے تھے تو وہاں حدیث پڑھانے کے لئے ایک مدرس کی ضرورت پیش آئی، مجھے دو الانامہ تحریر فرما کر بلایا۔ میں نے عذر کیا کہ اس وقت تک دار العلوم میں مجھے کبھی حدیث پڑھانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ اس پر تقاضا کا خط آیا کہ ایسا کیوں؟ حدیث کی تعلیم کو ضروری سمجھو! پھر دیوبند تشریف آوری کے وقت دوبارہ حکم دیا! میں نے عرض کیا کہ حضرت! جہاں اُستاذ محترم حضرت شاہ صاحبؒ درس حدیث دیتے ہوں، وہاں ایسا احمق کون ہوگا جو مجھ سے حدیث پڑھنے کو گوارا کر لے گا؟ فرمایا نہیں، کوئی نہ کوئی کتاب حدیث ضرور پڑھایا کرو! اور پھر بار بار اس کا تقاضا فرمایا، بالآخر دار العلوم کی طرف سے سب سے پہلے موطاء امام مالکؒ کا درس میرے سپرد ہوا، اور اس کے بعد دورۂ حدیث کی دوسری کتابیں پڑھانے کی نوبت آئی۔"

(بحوالہ نقوش و تاثرات ص ۲۳)

بہر حال حضرت مدنی قدس سرہٗ اور حضرت مفتئ اعظم رحمۃ اللہ علیہ علمی مسائل میں ایک دوسرے سے آپس میں اکثر مشورہ فرماتے رہتے اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مفتی صاحبؒ کی علمی و فقہی بصیرت پر مکمل اعتماد فرماتے تھے ایک دفعہ حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کے ایک فتویٰ کے خلاف شرپسندوں نے ایک بڑا فتنہ کھڑا کیا اور طرح طرح سے حضرت مفتی صاحبؒ کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کر دیا جب فتنہ حد سے بڑھا تو حضرت مفتی صاحبؒ کے فتویٰ کی تائید و حمایت

میں اکابر علماء دیوبند حضرت حکیم الامت تھانویؒ اور حضرت مولانا اصغر حسین دیوبندیؒ نے مستقل رسالے تالیف فرمائے مگر مخالف طبقہ باز نہ آیا، اور حضرت مفتی صاحبؒ کو بدنام کرنے کے لئے دیوبند میں ایک جلسے کا بڑا گرم بنایا اس جلسے میں حضرت مولانا مدنی قدس سرہٗ کی تقریر کا انتظام بعض سیاسی عناصر نے اسی مقصد کے لئے کیا کہ اپنے مطلب کی کوئی بات کہلوا سکیں مگر حضرت مدنی قدس سرہٗ نے اپنی تقریر میں حضرت مفتی صاحبؒ کے فتویٰ کی اوّل سے آخر تک ایسی تائید و حمایت فرمائی کہ منتظمین جلسہ حیران و پریشان ہو گئے اور بقول خود حضرت مفتی صاحبؒ کہ میں خود بھی ایسی نہ کر سکتا، تقریباً چار گھنٹے تقریر اور ایک گھنٹہ مسلسل لوگوں کے سوال و جواب کا سلسلہ رہا اور حضرت مدنی قدس سرہٗ سب کا جواب حضرت مفتی صاحبؒ کے اسی رسالہ اور فتویٰ کی عبارات پڑھ پڑھ کر دیتے رہے، اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مدنیؒ کی نظر میں حضرت مفتی صاحبؒ کا کیا مقام تھا اور آپ کی علمی و فقہی بصیرت پر کتنا اعتماد تھا۔

حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جب "سیرت خاتم الانبیاءؐ" تالیف فرمائی تو آپ نے حضرت مدنی قدس سرہٗ کی خدمت میں پیش کی اس کے بعد جب دوسرا ایڈیشن طبع ہونے لگا تو حضرت مدنیؒ اس وقت سلہٹ میں مقیم تھے، حضرت مفتی صاحبؒ نے دوبارہ کتاب کا ایک نسخہ ان کی خدمت میں ارسال فرمایا، اس پر حضرت مدنیؒ نے ایک مکتوب میں بطور تقریظ ارشاد فرمایا کہ:

"میں آپ کے رسالے کے پہلے ہی ایڈیشن کو حرفاً حرفاً دیکھ چکا ہوں اور نہایت موزوں پاکر

نصاب میں داخل کر چکا ہوں، عنقریب اس کے متعلق
ایک جلسہ کمرلائ میں منعقد ہوگا اور یہ نصاب
انشاء اللہ تمام صوبہ بنگال و آسام کے قومی مدارس
کے لئے معمول بہ ہوگا، بقیہ حصص جلد تکمیل کے
درجے کو پہنچنے چاہئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جناب مولانا
تھانوی دامت برکاتہم اور دیگر بزرگوں کی تحریرات کے
بعد ہم جیسے ناکاروں کا کچھ بھی لکھنا منہ چڑانا اور
سخت بے ادبی ہے۔"

(بحوالہ البلاغ مفتی اعظم نمبر ص۲۲۵)

غرضیکہ حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شخصیت اس قدر جامع، مکمل، ہمہ گیر اور متنوع صفات فاضلہ کی حامل تھی کہ اس کے جمیع جوانب واطراف کا استیعاب تو کجا اس کے بعض پہلوؤں پر بھی کما حقہٗ روشنی ڈالنا کسی ایک شخص کے بس کا کام نہیں، آپ کی ذات اور آپ کی حیات مبارکہ مکمل ایک قرن تھی جس کا ایک سرا اگر آج ہمارے سامنے سے گزر رہا ہے تو دوسرا سرا وہ ہے جو شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمٰن عثمانیؒ، امام العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور مجاہد اسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ جیسے اکابر کے سامنے ابھرا تھا اور یہی حضرات آپ کے مقام و مرتبہ کو پہچانتے تھے آپ کی رحلت سے برصغیر پاک و ہند کے اکابر علماء و مشائخ اور ان کے عظیم کارناموں کی تاریخ کا ورق پلٹ گیا ہے جس کے امین اور عینی شاہد آپ تھے۔

شیخ الادب
حضرت مولانا اعزاز علی دیوبندی رح

شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ دار العلوم دیوبند کے اُن مقبول عام اساتذہ میں سے تھے کہ جس شخص نے ان سے چند اسباق پڑھ لئے اُن کا گرویدہ ہو گیا، حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عربی صرف و نحو اور ادب کی تقریباً تمام کتابیں ان ہی سے پڑھی تھیں، حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ جس سال ہم نے باقاعدہ عربی پڑھنی شروع کی اسی سال حضرت شیخ الادب رح نے تدریس کا آغاز فرمایا۔ پھر جوں جوں ہم آگے بڑھتے گئے حضرت مولانا قدس سرہٗ تدریس میں آگے بڑھتے رہے۔ اس طرح کئی سال تک مسلسل آپ ہی کے تلمذ کا شرف حاصل رہا ؏

حضرت مفتی اعظم فرماتے ہیں کہ جب ہم حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رح کے پاس نفحۃ الیمن پڑھ رہے تھے تو حضرت استاذ کے فیضانِ توجہ سے عربی میں شعر کہنے لگے تھے۔ اس کا واقعہ یہ ہوا کہ ایک مرتبہ میں نے اردو میں دو چار شعر کہے۔ کسی نے حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رح کو اس کی اطلاع کر دی۔ مولانا رح نے فرمایا" اردو میں شعر کہے تو کیا کہے! کہنا ہو تو عربی میں کہو، اور

اس کے ساتھ مصرعہ طرح بھی دے دیا چنانچہ ہم نے اسی وقت سے عربی میں شعر کہنے کی کوشش شروع کردی تھی۔ حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ کچھ لوگ مولانا اعزاز علی صاحبؒ کے ساتھ کسی سفر پر روانہ ہوئے جن میں میں بھی شامل تھا سفر کے آغاز میں حضرت مولانا نے فرمایا:-

"اپنے میں سے کسی کو امیر سفر بنا لو"

ہم نے عرض کیا: حضرت امیر تو متعیّن ہیں" فرمانے لگے۔

"اگر مجھے امیر بنانا چاہتے ہو تو پھر مکمل میری اطاعت کرنی ہوگی"

ہم نے کہا "انشاء اللہ ضرور" لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب سامان اٹھانے کا مرحلہ آتا تو مولانا خود آگے بڑھ کر نہ صرف اپنا بلکہ دوسروں کا بھی سامان اٹھا لیتے ہم لوگ سامان اٹھانے پر اصرار کرتے تو مولانا فرماتے:-

"میں امیر ہوں، میرے حکم کی اطاعت ضروری ہے"۔

اس کے بعد سارے سفر میں یہی معمول رہا کہ جب کوئی مشقت کا کام ہوتا تو مولاناؒ آگے بڑھتے اور ہم مداخلت کرتے تو امیر اطاعت کا حکم سنا کر خاموش کر دیتے۔"

پاکستان آنے کے بعد بھی حضرت شیخ الادبؒ سے حضرت مفتی اعظمؒ کی خط و کتابت جاری رہی اور حضرت شیخ الادبؒ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ حضرت مفتی اعظمؒ کو جو حضرت مولانا کے تلمذ کو اپنے لئے مایۂ افتخار سمجھتے تھے۔ اس انداز سے خط لکھتے تھے جیسے کوئی چھوٹا اپنے بڑے کو لکھتا ہے"۔ آخر

عمر میں حضرت شیخ الادبؒ کے ذہن میں پاکستان آنے کا رجحان پیدا ہو گیا تھا اور جب حضرت مفتی صاحبؒ کو اس کا علم ہوا تو حضرت مولانا قدس سرہٗ سے درخواست کی تھی کہ جب بھی پاکستان تشریف لائیں۔ دار العلوم کراچی کو اپنا مرکز فیض رسانی قرار دیں اور حضرت مولانا نے اس کا وعدہ بھی فرمایا تھا لیکن اس کے بعد ان کی عمر نے وفا نہ کی اور وہ دیوبند ہی میں وفات پا گئے۔ حضرت شیخ الادبؒ اور حضرت مفتی اعظمؒ کا بڑا گہرا تعلق تھا اور حضرت مولانا، حضرت مفتی اعظمؒ سے بڑی محبت و شفقت فرماتے تھے اور آپ کی علمی قابلیت کے قائل تھے حضرت مفتی اعظمؒ کے رسالہ "آلۂ مکبر الصوت" پر جو تحریر شیخ الادبؒ نے تحریر فرمائی اس سے حضرت مفتی اعظمؒ کے مقام رفیع کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔" فرمایا کہ:-

"لاؤڈ اسپیکر کا استعمال موجودہ زمانے میں اہم مسائل میں سے ہو گیا ہے اور اس کے متعلق علمائے زمانہ کی مختلف آراء شائع ہوتی رہتی ہیں اور چونکہ اس کا زیادہ تعلق نماز سے ہے اس لئے یہ اختلاف مسلمانوں کے لئے زیادہ موجب تشویش ہے، جناب محترم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اس کے متعلق مفصل اور مفید رسالہ لکھا ہے، میں نے اس کو من اولہ الیٰ آخرہ

سنا اور حبیب لبیب مفتی صاحب کو صمیم قلب سے دعائیں دیں خدا کرے کہ مصنف علامہ کے اور رسائل کی طرح یہ رسالہ بھی خواص و عوام دونوں کے لئے مفید اور عند اللہ مقبول ہو۔ آمین۔ (آلات جدیدہ صلا بحوالہ البلاغ مفتی اعظم نمبر)

اُستاذ الاساتِذہ

حضرت مولانا رسُول خان ہزاروی رحمہ اللہ

اُستاذ الاساتذہ حضرت مولانا رسول خان صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ دار العلوم دیوبند کے بلند پایہ اساتذہ میں سے تھے اور آپ کی ذات اقدس علم و عمل کا مجمع البحرین تھی، دار العلوم دیوبند کی تدریس کے بعد آخر دم تک جامعہ اشرفیہ لاہور میں درس حدیث دیتے رہے اور ہزاروں افراد کو اپنے فیض علمی و روحانی سے مستفید کیا، حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ بھی آپ کے مخصوص ترین تلامذہ میں سے ہیں اور مدت تک ان سے فیض حاصل کرتے رہے۔ حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جن اساتذہ کرام سے استفادہ کا شرف حق تعالیٰ نے عطا فرمایا ان کی علمی قدر و منزلت سے تو بہت بعد میں واقفیت ہوئی کہ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے فن کا امام تھا انہیں بزرگوں میں حضرت الاستاذ علّامہ مولانا محمد رسول خان صاحب رحمہ اللہ بھی ہیں جن کی خدمت میں حاضری اور مختلف فنون کی بہت سی کتابوں میں تلمذ و استفادہ کا شرف حق تعالیٰ نے عطا فرمایا، حضرت علّامہ رسول خان صاحب رحمہ اللہ کو حق تعالےٰ نے ہر فن میں ایسا کمال عطا فرمایا کہ ان کے درس سے انسان فن کی حقیقت کو سمجھتا تھا اس کے علاوہ ہر علم و فن کی کتابیں گویا از بر یاد تھیں۔ جب کسی کتاب کے

کسی مسئلے میں آپ سے پوچھا گیا تو اس کا علم مستحضر اور جواب شافی پایا گیا۔ از تمام علمی کمالات کے باوجود مواضع شہرت سے بیگانہ گوشہ نشینی کے عادی، تواضع کے پیکر تھے مجھے چونکہ زمانہ طالب علمی سے خصوصاً عنایات تھیں اور مجھ پر بے حد شفقت و عنایت تھی، آپ کا ارادہ ہوا کہ علم ظاہر کے ساتھ باطن کی اصلاح اور تصوّف و سلوک حاصل کیا جائے اور اس کے لئے حضرت حکیم الامت سیّدی مولانا تھانوی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری کا قصد فرمایا اس سلسلہ میں احقر کو ساتھ لیا کیونکہ احقر پہلے سے اس دربار میں حاضری کا اور حضرت حکیم الامتؒ کی خصوصی عنایات کا شرف رکھتا تھا حضرت حکیم الامتؒ نے احقر کی درخواست اور حضرت علاّمہ کی تمنا کو پورا فرمایا بیعت و تلقین شروع ہو گئی تاآنکہ حق تعالیٰ نے آپ کو وہ کمال عطا فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے خلفاء و مجازین میں شامل ہوئے اور ان کی برکت سے ہزاروں بندگان خدا کی اصلاح آپ کے ذریعہ سے ہوئی اور احقر کو حضرت علاّمہ کی خدمت میں حاضری اور استفادہ کا طویل زمانہ حق تعالیٰ نے نصیب فرمایا۔" (سوانح مولانا رسول خان مؤلفہ قاری فیوض الرحمٰن)

حضرت مولانا سبحان محمود صاحب ناظم دار العلوم کراچی فرماتے ہیں کہ :۔

"اپنے اساتذہ سے حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت کا حال میں نے بھی دیکھا ہے غالباً ۱۳۸۰ھ میں حضرت مفتی صاحبؒ کے استاذ مولانا رسول خان صاحبؒ دار العلوم میں تشریف لائے حضرت مفتی صاحبؒ ان کے سامنے بچھے

جا رہے تھے چہرہ سے اس قدر مسرت عیاں تھی
جو ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھی، مسجد میں طلباء اور
اساتذہ کا اجتماع ہوا، حضرت مفتی صاحبؒ نے
اپنے استاذ کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ آپ
میرے استاذِ مکرّم ہیں اور اس وقت صرف دو
استاذ میرے حیات ہیں ایک آپ کی ذات گرامی
اور دوسرے حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی
پھر آپ نے مولانا رسول خاں صاحبؒ کی رفعتِ
شان اور علمی مقام بیان کر کے فرمایا کہ میں استاذ
محترم کے فضائل و مناقب میں سے ہزارواں حصّہ
بھی آپ کے سامنے بیان نہیں کر سکا اس کے
بعد مولانا رسول خان صاحبؒ کا بیان ہوا جو
خالص علمی دلائل، منطقی براہین اور نازک و دقیق
مسائل کلامیہ و اصولیہ پر مشتمل تھا مولانا نے علوم و
فنون کے پیچیدہ اور دقیق مسائل کو نہایت سہل
انداز میں بیان فرمایا۔ حضرت مفتی صاحبؒ کا چہرہ
اس بیان کے دوران خوشی سے چمک رہا تھا
بیان کے بعد حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ
دیکھی آپ حضرات نے میرے استاذ کے علوم

کی جھلک ؛ آپ کو اپنے اساتذہ و مشائخ سے
عشق کی حد تک لگاؤ تھا اور بڑے عقیدت و
احترام سے ان کا نام لیتے تھے۔"

(بحوالہ ماہنامہ البلاغ مفتی اعظم نمبر ص ۸۹۷)

حضرت مولانا رسول خان صاحبؒ کو بھی حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ سے بڑی محبت تھی اور استاذ ہونے کے باوجود حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کا بے حد احترام اور قدر کرتے تھے اور حضرت مفتی اعظمؒ کے علم و عمل کے قائل تھے اس کا اندازہ اس مکتوب گرامی سے لگایا جاسکتا ہے جو حضرت استاذ الاساتذہ مولانا رسول خان صاحب قدس سرہٗ نے حضرت مفتی اعظمؒ کے رسالہ "دستور قرآنی" اور رسالہ "آلہ مکبر الصوت" کو ملاحظہ فرمانے کے بعد حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کو ارسال فرمایا تھا مکتوب گرامی ملاحظہ فرمایئے۔

بعزت مآب جناب مولانا صاحب دامت برکاتہم ؛

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ؛

جناب والا کے دو صحیفے ملکوتی وصول پاکر باعثِ فخر و صد عزت ہوئے جناب کی یاد فرمائی کے شکریے سے عاجز ہوں اور قرآنی نکات پر متنبہ فرمانے کا شاکر ہوں۔ حق تعالےٰ ایسے نفوسِ قدسیہ کو مثلِ لوح محفوظ کے ہر فتنے سے محفوظ رکھے تاکہ عالم اسلام ان سے سیراب ہوتا رہے۔ آمین

"دستورِ قرآنی" اور "آلہ مکبر الصوت" کے مطالعہ سے جو مختلف اوقات فرصت میں ہوتا رہا۔ آج بحمدہٖ تعالیٰ فارغ ہوا، یہ خیال تھا کہ مطالعہ کے بعد علی سبیل البصیرت

اعلیٰ شکریہ خدمتِ عالیہ میں پیش کروں، مطالعہ کے بعد جناب عالی کی اصولی فقاہت با متانت سے بے حد محظوظ ہُوا۔ اللہ تعالیٰ جناب کی طویل عمر کی برکات سے ہر خاص عام کو متمتع فرمائے۔

"دستور قرآنی" میں ہر دعویٰ کو آپ نے نصوص قرآنیہ صریحہ سے ثابت فرمایا۔ اس لئے واجب التسلیم ہوا اور اس کی ہی برکت سے دستور منشور ہوا اور آپ کی ذات گرامی اس میں اصل الاصول ثابت ہوئی۔ باقی رہا آلہ مکبر الصوت اس میں بھی جناب کی تحقیق و تدقیق کا نہایت اعلیٰ اور بلند پایہ پرواز ہے۔ نیز مدلل ہونے کے علاوہ بے حد دلچسپ ہے۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔ و اللہ اعلم بالصواب۔ محمد رسول خان عفا اللہ عنہ،

(سوانح حضرت مولانا محمد رسول خان ہزارویؒ ص ۱۵)

محقق العصر حضرت علاّمہ محمدؒ زاہد الکوثری مصری رحؒ

محقق العصر حضرت علاّمہ محمد زاہد الکوثری مصری قدس سرہٗ اپنے دور کے بہت بڑے محقق، مدبّر، اور مایہ ناز عالم دین تھے اور اگر آپ کو ان کے تبحّر علمی اور وسعت معلومات کی بناء پر اگر مصر کے علاّمہ محمدؒ انور شاہ کشمیریؒ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

ایک مرتبہ حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فقہی مسئلے کی تحقیق میں حضرت علاّمہ کوثری صاحبؒ کو خط لکھا تھا۔ اس خط کا جو جواب آیا اس کا کچھ حصہ مفتی اعظمؒ نے اپنے رسالہ "آلہ مکبّر الصوت" میں شامل فرمایا ہے لیکن غالباً تواضع کی بناء پر پورا خط نقل نہیں فرمایا یہاں اِس خط کو نقل کیا جاتا ہے تاکہ حضرت کوثری صاحبؒ کی نظر میں حضرت مفتی اعظمؒ کے مقام علمی کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکے۔

مکتوب کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے ملاحظہ فرمایئے:۔

"اخی فی اللہ علاّمہ محدث و فقیہہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی حفظ اللہ!

وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ برکاتہ"

مجھے آپ کا گرامی نامہ ۱۵ صفر ۱۳۶۹ھ کو ملا اور اس خط کے ملنے میں بہت تاخیر اس لئے ہوئی

کہ اس پر پتہ غلط درج تھا بہرحال آپ نے یہ
مکتوب بھیج کر مجھ پر جو کرم فرمایا اس کی بنائ
پر مجھے بے حد مسرت ہوئی اور اس بات پر
اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ آپ خیریت سے ہیں
اور شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی سربراہی
میں اپنے فاضل رفقاء کے ساتھ دینی خدمات
میں مصروف ہیں، اللہ تعالیٰ مولانا عثمانی کی عمر دراز
فرمائے اور آپ سب کو توفیق عطا فرمائے کہ
اس نوخیز اسلامی مملکت میں جس کے ساتھ
ہماری بڑی امیدیں وابستہ ہیں، علومِ اسلامی کو
فروغ دیں اور شریعت الٰہیہ کی بنیادیں قائم
فرما دیں۔

مجھے امید ہے کہ آپ میرا پُر خلوص سلام اور
اعزاز و احترام کے دلی جذبات محقق عصر
علامہ شبیر احمد عثمانی تک پہنچا دیں گے جو اس
تبحر علمی میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔ میری دعا
ہے کہ جو علالت انہیں لاحق ہے، اللہ تعالیٰ
اس سے اُن کو شفاء کامل عطا فرمائے۔ ساتھ
ہی اُن کو یہ پیغام بھی پہنچا دیجئے کہ دنیا

بھر کے علمی حلقے نہایت بے چینی سے اس
بات کے منتظر ہیں کہ وہ اپنی ہمّت عالیہ کا
کچھ حصّہ اپنی اس شرح کی تکمیل پر بھی خرچ
فرمائیں جو ہر پہلو سے ایک عظیم شرح ہے[1]۔
میں مدّت دراز سے آپ کی ذات مبارک سے
متعارف ہونے کا مشتاق تھا اس لئے کہ میں
نے آپ کی بعض یادگار اور مفید تصانیف نہ
صرف دیکھی ہیں بلکہ ان سے استفادہ کیا ہے
اور استاد بنوری اور استاذ بجنوری اکثر ہماری
ہماری مجلسوں کو آپ کے خوشگوار ذکر خیر سے
معطّر رکھتے ہیں چنانچہ مجھے یہ سن کر بے حد
مسرت ہوئی کہ آپ نے اس مجلس کی رکنیت
سنبھال لی ہے جو حضرت علاّمہ عثمانی کی سربراہی
میں قائم ہوئی ہے اور آپ نے جو باتیں لکھی
ہیں وہ درحقیقت آپ کی انتہائی تواضع کا نتیجہ
ہیں، ورنہ علومِ اسلامیہ میں آپ کے مقام بلند
کو تمام اہلِ علم پہچانتے ہیں، خواہ وہ آپ سے
قریب ہوں یا دور ہوں ہوں اور ہم سب دُعا گو

---

[1] یعنی مسلم کی شرح فتح الملہم مراد ہے جو علامہ شبیر احمد عثمانی کی تالیف ہے۔

ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے مشن میں مکمل کامیابی عطا فرمائے اور آپ اسماعیلیوں قادیانیوں اور اُن جیسے دوسرے اندرونی و بیرونی فتنوں سے محفوظ رہیں، جہاں تک استفتاء کا تعلق ہے تو فتویٰ کے ماہر و محقق تو آپ خود ہیں اور اس سلسلے میں آپ کے طویل تجربے نے آپ کو اس مقام تک پہنچا دیا ہے جو صحیح معنی میں فقیہہ النفس کا مقام ہے اور آپ نے اپنے مکتوب میں جو نکات اٹھائے ہیں وہ نہایت دقیع ہیں، لیکن میں فتویٰ پر دستخط کرنے کی جرأت نہیں کروں گا کیونکہ یہ آپ کی فقہی مہارت کے آگے ایک جسارت کے مترادف ہوگا، بس میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنی رضا کے مطابق کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کو تادیر خیر و عافیت کے ساتھ سلامت رکھے فہارس البخاری کے مؤلف اس بات پر بہت مسرور ہیں کہ آپ جیسی شخصیت نے ان کی کتاب کی قدر دانی کی، وہ سلام خلوص کے ساتھ آپ کے انتہائی شکر گزار ہیں اور میں بھی امیدوار ہوں کہ قبولیت کے خاص مواقع پر اپنی

دعاؤں میں مجھے فراموش نہیں فرمائیں گے۔

والسلام محمد زاہد الکوثری

۱۶ / صفر ۱۳۶۹ھ شارع العباسیۃ نمبر ۱۰۴ قاہرہ

اس مکتوب میں علامہ کوثریؒ نے حضرت مفتی اعظمؒ کے علم و فضل کی محض رسمی تعریف نہیں کی بلکہ باقاعدہ آپ کو صحیح معنی میں "فقیہ النفس" کا خطاب دیا ہے اور جو لوگ علامہ زاہد الکوثریؒ کے تبحر علمی سے واقف ہیں، انھیں اندازہ ہوگا کہ ان الفاظ سے کسی تصنع یا مبالغے پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔ واقعی حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم اور فقیہ النفس تھے حق تعالیٰ درجات عالیہ نصیب فرمائے آمین۔ (تفصیل مفتی اعظمؒ نمبر میں ملاحظہ فرمائیے)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رح

شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت علمائے ربانی میں وہ عظیم شخصیت تھی جس کو دین و سیاست کے رجالِ کار کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ کل کا مورخ جب پاکستان کے بانی محرک اور مؤید اہلِ فکر اور نظریہ پاکستان کو فروغ دینے والے مدبرین و مبصرین پر قلم اٹھائے گا تو علمائے حق میں سے شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی قدس سرہٗ کے اسمِ گرامی کو سنہری حروف سے لکھنے پر مجبور ہو گا، آپ کو نہ صرف ہندوستان و پاکستان کے اہلِ علم بلکہ تمام دنیائے اسلام متفقہ طور پر آسمانِ علم و حکمت و سیاست کا نیرِ اعظم تصور کرتی ہے۔ یوں تو دنیا میں بڑے بڑے اہلِ علم گزرے ہیں مگر ایسی شخصیت جس کو یکساں طور پر تفسیر، حدیث فقہ، علم کلام، معقولات و منقولات، تحریر و تقریر اور سیاسیات میں بصیرت حاصل ہو کوئی کوئی ہوتی ہے، حضرت مولانا عثمانی قدس سرہٗ کی شخصیت دین و سیاست کا سنگھم تھی اور تمام علوم کی جامع، پھر ان سب کا یہ کمال تھا کہ وہ دین اور بین الاقوامی مسائل کو ہم آہنگ بنانے میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ کی شخصی عظمت اور علمی و روحانی مقام کے بارے میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی مہتمم اعلیٰ دار العلوم

دیوبند فرماتے ہیں کہ :۔

"حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی قدس سرہٗ اس تاریک دور میں علم و عمل، اخلاص وہمت اور علم ظاہر و باطن کے آفتاب و ماہتاب تھے، رشد و ہدایت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے، آخر وقت تک تحریر و تقریر اور درس و تدریس کے ذریعے حقیقت و معرفت کی شمعیں جلاتے رہے اور راہِ طریقت و تصوف کے ذریعے خلق اللہ کے تزکیۂ نفس اور باطنی اصلاح میں مصروف رہے، سینکڑوں علماء اور ہزار ہا افراد آپ کے فیوض و برکات سے مستفید و مستفیض ہوئے" (بحوالہ بشیر عثمانی رح ص ۱۵)

مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ "حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت اُن چند بزرگ ہستیوں میں سے تھے جو برصغیر پاک و ہند میں انگلیوں پہ گنی جاتی ہیں وہ عہد حاضر کے آئمہ فن علماء اولیاء اور اتقیاء کی صف میں ایک بلند اور ممتاز مقام رکھتے تھے میرے اساتذہ کے طبقے کے بزرگ تھے اگرچہ ان سے کچھ پڑھنے کی نوبت نہیں آئی مگر ان کا مقام اپنے اساتذہ جیسا ہی سمجھتا تھا، اللہ تعالےٰ نے حضرت مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کو علمی و عملی کمالات میں ایک خاص مقام عطا فرمایا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ بزرگان دین کی صحبت نے تواضع اور فروتنی کی بھی وہ صفت عطا کردی تھی جو اکابر علماء دیوبند

کا ایک خاص امتیاز ہوتا ہے افسوس کہ وہ بھی ہم سے جُدا ہو گئے ان کے سانحہ ارتحال سے جو اثر اس ضعیف و ناتواں پر ہُوا وہ بیان سے باہر ہے ان کی وفات سے تو کمر ہی ٹوٹ گئی اپنے بزرگوں کی یہ آخری یادگار بھی رخصت ہو گئے۔ حق تعالیٰ درجات بلند فرمائے۔ آمین۔ (تذکرۃ الظفر صد ۴۶۶)

بہر حال حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ حضرت مولانا عثمانی قدس سرہٗ کا بے حد احترام فرماتے تھے اور حضرت مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کو بقول مولانا عبد الشکور ترمذی کہ:-

"حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوریؒ کے بعد حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ کے خلفاء میں جس قدر تعلق خاطر حضرت مولانا مفتی محمدؐ شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تھا اور کسی دوسرے سے نہ تھا۔"

اسی تعلق کی بناء پر حضرت مولانا عثمانی قدس سرہٗ کی نمازِ جنازہ پڑھانے کا شرف بھی حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہُوا۔ غرضیکہ ان دونوں بزرگوں کا تعلق قابل دید تھا اور آپس میں ایک دوسرے کے علم و فضل کے بے حد قدر دان تھے، حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق تفسیر "معارف القرآن" کے بارے میں حضرت مولانا عثمانی قدس سرہٗ کے تأثرات ملاحظہ فرمائیے۔ جس سے معلوم ہوگا کہ حضرت مولانا عثمانی کی نظر میں حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کا کیا مقام تھا فرماتے ہیں۔

"اس وقت حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ کے علمی و روحانی جانشینوں میں حضرت مولانا مفتی محمدؐ شفیع صاحب کا مقام بہت بلند ہے وہ حقیقت

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کی رائے عالی ملاحظہ فرمایئے فرماتے ہیں کہ :۔

"بندہ نے "اسلام کا نظام اراضی" مؤلفہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ اوّل سے آخر تک دیکھا ۔ ماشاء اللہ نظام اراضی کے باب میں بہترین کتاب ہے جس میں کتب فقہ اور تاریخ سے اسلامی نظام کو بخوبی واضح کیا گیا ہے جس سے اسلام کے عدل و انصاف اور فاتحین اسلام کے اعلےٰ کردار پر روشنی پڑتی ہے اس باب میں اردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے اللہ تعالےٰ حضرت مؤلف سلمہ کو جزائے خیر عطا فرمائیں اور بایں فیوض علمی و عملی تادیر سلامت رکھیں ، امید ہے کہ مسلمانوں کا ہر طبقہ اس سے مستفید ہونے کی کوشش کریگا"

ظفر احمد عثمانی عفی عنہ

(ماہنامہ البلاغ مفتی اعظم نمبر ص ۱۲۱۷)

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ اور حضرت مفتی اعظمؒ کے تعلقات کا یہ مختصر ذکر پیش کیا گیا ہے جس سے دونوں حضرات کے مقام ارفع کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے حق تعالیٰ اُن دونوں بزرگوں پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے ۔ آمین

سیّد الملت حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحؒ

سیّد الملت حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ ان علماء محققین میں سے تھے جن پر نہ صرف برصغیر پاک و ہند بلکہ پورا عالم اسلام بجا طور پر ناز کر سکتا ہے، آپ جیسی جامع صفات و کمالات شخصیتیں کہیں صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں، آپ اپنے علم و عمل اور تقویٰ و طہارت میں آئمہ اسلاف کی یادگار تھے۔ موجودہ دور میں آپ کی تالیفات، مقالات، خطبات اور مکاتیب ایک گنج گرانمایہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے آپ خاص معاصرین میں سے تھے اور ایک ہی دربار اشرفیہ کے آفتاب و ماہتاب تھے آپس میں بڑے گہرے روابط اور تعلقات تھے اور دونوں بزرگ ایک دوسرے کا حد سے زیادہ احترام و اکرام کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں حضرت مولانا سبحان محمود صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"حضرت مفتی صاحبؒ کو اپنے اساتذہ اور مشائخ کے علاوہ اپنے دوسرے بزرگوں کے ساتھ بھی ایسا ہی عظمت و احترام کا معاملہ تھا

اگرچہ وہ ضابطہ میں آپ کے اُستاذ یا شیخ نہ ہوں بلکہ بعض ہم عصروں کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ فرماتے تھے خاص طور سے حضرت مولانا سیّد سلیمان ندویؒ، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ حضرت مولانا عبدالرحمٰن کاملپوریؒ، حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ، حضرت مولانا خیر محمدؒ جالندھریؒ حضرت مولانا شبیر علی تھانویؒ، حضرت مولانا عبدالغفور مدنیؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ذکریا کاندھلوی دامت فیوضہم اور عارف باللہ سیدی حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب مدظلہم وغیرہ کے ساتھ ہم نے آپ کو ایسا معاملہ کرتے دیکھا جیسا اساتذہ و مشائخ کے ساتھ کیا جاتا ہے، ان حضرات کے ساتھ چلنے اور ان حضرات کی خدمت میں جانے کا اہتمام، پھر ان کو دارالعلوم کراچی میں بلانے کی درخواست حضرت مفتی صاحبؒ کا معمول تھا، حالانکہ ان میں سے اکثر آپ کے پیر بھائی اور بعض تو عمر میں چھوٹے تھے اور حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی حیات میں ان سے بے تکلفانہ مراسم تھے۔

۱۳۷۲ھ میں دارالعلوم میں ایک مختصر سا جلسہ ہُوا، حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ اور حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ بھی تشریف لائے، فراغت کے بعد جلسہ گاہ میں ہی کسی مسئلہ کی تحقیق میں حضرت سید صاحبؒ نے شامی طلب کر کے مطالعہ شروع فرما دیا۔ حضرت مفتی صاحبؒ ان کے سامنے اس طرح دوزانو بیٹھے تھے جیسے شاگرد استاذ کے سامنے۔ ایک صاحب نے حضرت مفتی صاحبؒ کو دوسری طرف بلانا چاہا تو حضرت قدس سرہٗ نے حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ کی طرف اشارہ کیا، جس کا انداز یہ تھا کہ حضرت سید صاحبؒ کی اجازت کے بغیر میں کیسے اٹھ جاؤں اسی طرح ۱۳۸۲ھ میں اُستاذ محترم محدّث کامل فقیہ اعظم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کاملپوریؒ دارالعلوم میں تشریف لائے تو حضرت مفتی صاحبؒ ان کے ساتھ بھی شاگردوں جیسا معاملہ فرما رہے تھے، اپنے عمر بھر کے بے تکلف ساتھیوں کے ساتھ بھی بے تکلفی کے ساتھ عظمت و احترام کا معاملہ فرماتے تھے، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور حضرت مولانا قاری محمد طیّب صاحب دامت برکاتہم جب بھی کراچی تشریف لائے تو دارالعلوم میں ضروری قدم رنجہ فرماتے تھے اس وقت حضرت مفتی صاحبؒ کی حالت قابلِ دید ہوتی ہے اور ان حضرات کے ساتھ آپ کی مجلس عجیب و غریب معلوم ہوتی، دارالعلوم دیوبند اور تھانہ بھون کی تاریخ کھل جاتی یا مسائلِ حاضرہ پر عالمانہ تبصرہ ہوتا یا معارف و لطائف کا دفتر کھل جاتا، اکثر و بیشتر ہم خدام بھی اِس مجلس کی رونق اور برکات سے مستفید ہوتے تھے۔

(بحوالہ ماہنامہ البلاغ کراچی مفتی اعظم نمبر ص۸۹۷)

حضرت علامہ ندوی قدس سرہٗ سے مفتی اعظمؒ کو اتنی محبت و عقیدت تھی

کہ حضرت ندویؒ کی رحلت پر غم سے نڈھال ہوگئے اور حضرت علامہ ندویؒ کی تدفین سے قبل مجمع کثیر کے سامنے درد بھرے لہجے میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"کہ ہم ابھی غم عثمانیؒ (علامہ شبیر احمد عثمانیؒ) کو بھلانے نہ پائے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ نشانی (یعنی علامہ سید سلیمان ندویؒ) بھی ہم سے کھو گئی۔"

(تذکرۂ سلیمانؒ)

حضرت مولانا محمد اشرف خان صاحب فرماتے ہیں حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ حضرت مفتی صاحبؒ کی علمی وفقہی بصیرت پر مکمل اعتماد فرماتے تھے، سیدی وسندی حضرت سید الملت علامہ سید سلیمان ندوی نور اللہ مرقدہ' اتفاقی سفر سے پاکستان تشریف لائے قیام پاکستان کے سلسلہ میں کوئی فیصلہ نہیں ہورہا تھا دونوں ملکوں کے عمائد اور مسلمان اپنے ملک میں اس متاع گرانمایہ کو رکھنا چاہتے تھے۔ اس کشاکش اور کشمکش کا فیصلہ اس طرح ہوا کہ ایک دن فقیر اپنے حضرت والا سید صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ تشریف لائے باتوں ہی باتوں میں حضرت سید صاحبؒ کی ہجرت اور ہندوستان واپسی کا تذکرہ چل نکلا، حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا دارالاسلام آکر پھر ہندوستان جانا سمجھ میں نہیں آتا۔" حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ کی اتنی سی بات پر حضرت سید صاحبؒ کو پاکستان میں مستقل قیام اور ہجرت کے بارے میں شرح صدر ہوگیا اور پاکستان میں مستقلاً ٹھہرنے کا ارادہ فرمالیا، حضرت سید والا قدس سرہٗ کی نظر میں حضرت مفتی صاحبؒ کی فقہی رائے کی جو قدر تھی اس کا اندازہ صرف ایک اس واقعہ سے ہی ہوسکتا ہے۔ اسی طرح بندہ کی موجودگی میں حضرت

مفتی صاحبؒ نے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ سے جمعیت علماء اسلام کی صدارت قبول کرنے کے لئے فرمایا، حضرت والا قدس سرہٗ نے اولاً انکار فرمایا پھر حضرت مفتی صاحب کے اصرار پر فرمایا کہ جمعیت فلاں شخص کی ہر رائے کو خواہ صواب ہو یا خطا (اس کے اثر کی وجہ) قبول کرے گی اس لئے صدارت قبول کرنا مشکل ہے، حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا ہمارے اکابر کا مسلک یہ ہے کہ حق بات قبول کریں اور غلط کو رد"

اس پر حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے گویا صدارت قبول فرمالی۔

رسالہ" اوزان شرعیہ" کی تقریظ و تصدیق کے سلسلہ میں حضرت والا نے رقم فرمایا۔

"رسالہ مقادیر شرعیہ نظر سے گزرا، بڑی ضروری تحقیق فرمائی۔ آپ اجازت دیں تو اس کی تلخیص معارف میں شائع کر دوں میں خود اس میں بہت تردّد میں تھا۔ مگر چونکہ حساب سے فطرۃً لگاؤ نہیں، اس لئے کبھی ادھر کبھی اُدھر میلان ہوتا تھا مولانا سجّاد صاحب مرحوم کی بھی تحقیق مولانا عبدالحئیؒ صاحب فرنگی محل سے مختلف تھی، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے"

حضرت سید الملت علامہ ندوی قدس سرہٗ اور اس دور کے جملہ اساطین فقہاء اور مشائخ عظام حضرت مفتی صاحبؒ کی فقاہت اور فتاویٰ نویسی کی مہارت و کمال پر متفق تھے بلکہ آپ کے شیخ و مربی حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ بھی آپ کی فقہی بصیرت اور فتاویٰ پر مکمل اعتماد فرماتے تھے اور حضرت تھانوی قدس سرہٗ کا اعتماد حضرت مفتی صاحبؒ کے فتاویٰ کے لئے اس دور میں سب سے بڑی سند ہے۔ (بحوالہ البلاغ مفتی اعظم نمبر ص ۵۶۲)

آخر میں حضرت علامہ ندوی کا ایک مکتوب گرامی پیش کیا جاتا ہے جس سے حضرت علامہ ندویؒ اور حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے حضرت مفتی اعظمؒ کی خدمت میں اپنے مکتوب گرامی میں لکھتے ہیں جو مفتی اعظم نمبر کے حوالہ سے نقل کیا جاتا ہے۔

محب مکرم تم دامت مکارمکم !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' !

مدت کے بعد مکرمت نامہ نے سعادت بخشی، آپ حضرات کی یاد آوری اور دعوت کے لئے سراپا سپاس گزار، جواب ایک ہفتہ کی تاخیر سے دے رہا ہوں، سمجھ میں نہیں آتا، کہ حقائق کو کس طرح پیش کروں، قصد مصمم تھا کہ تادیۂ فریضۂ حج کے بعد حاضری ہوجائے اس وقت تک اِدھر سے اُدھر جانا آسان تھا، اب واپسی کے بعد دیکھا کہ دنیا بدل گئی، اب ایک تنکا بھی جگہ سے نہیں ہل سکتا۔ بات پر یاں زبان کٹتی ہے ہوشیاری اور احتیاط سے ذات بد کی من ھھنا الی ھنا۔ تحویل میرے بس کی بات نہیں، عمر بھی ضعیف عقلی دنیا بھی ضعیف، سعی اعضاء بھی ضعیف، ایک امید ہے کہ مردے از غیب بروں آید کارے بکند، وہ مرد غیب بھی آپ کے ہاں ہیں وہ آسکیں تو کچھ کرسکیں تاہم آئندہ ماہ اپنی لڑکی کو دیکھنے کے لئے آنا چاہتا ہوں لیکن آپ میرا انتظار کئے بغیر اپنا کام شروع کر دیجئے اور سمجھ لیں کہ میں نہیں ہوں۔

والسلام :۔ ندوی "

مخدوم الامت حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری رح

مخدوم الامت حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اُن علمائے سلف میں سے تھے جن کا علم و عمل، تقویٰ و طہارت اور خلوص و للہیت ایک امر مسلّمہ کی حیثیت رکھتے ہیں، آپ اپنے دور کے جیّد ترین عالم، محدّث، مفسر، فقیہہ اور شیخ کامل تھے، حق و صداقت اور اتباعِ سنّت کے پیکر تھے اور حقیقت میں اپنے قدیم اسلاف کی یادگار تھے۔

حضرت مفتیٔ اعظم مولانا محمد شفیع صاحب دیوبندی رح اور حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رح بانی جامعہ اشرفیہ لاہور کا تعلق خاطر اور باہمی روابط کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں تھی، خانقاہِ اشرفیہ تھانہ بھون کے رشتہ سے اُن حضرات میں گہری ہم آہنگی اور ہم رنگی تھی ملاقات کے وقت اِن حضرات کی آپس میں اخلاص و محبّت میں ڈوبی ہوئی سادہ اور بے تکلّف گفتگو کے مناظر بڑے لذیذ اور عجیب و غریب ہُوا کرتے تھے یوں معلوم ہوتا تھا کہ ہر ایک دوسرے کے لئے بچھا جا رہا ہے اور دل و جان فرشِ راہ کر رہا ہے گفتگو میں علمی مسائل و تحقیقات کا تذکرہ بھی ہوتا اور اکابر کے واقعات و لطائف بھی، اپنے ذاتی اور نجی مسائل پر مشورہ بھی ہوتا اور ملکی و ملّی حالات پر تبصرہ بھی، غرض باہمی تعلق و اعتماد کے وہ مناظر و مظاہر سامنے آیا کرتے تھے جنہیں دیکھنے

کے لئے آج نگاہیں ترستی ہیں، حضرت مفتئ اعظمؒ جامعہ اشرفیہ لاہور کے سالانہ جلسہ میں کراچی سے لاہور آتے اور دارالعلوم کراچی کے سالانہ اجتماع یا دینی دسیاسی اجتماع کے موقعہ پر حضرت مفتی محمد حسن صاحب امرتسریؒ کراچی تشریف لے جاتے یہاں تک کہ حضرت مفتی محمد حسن صاحبؒ کراچی میں مرضِ وفات میں بھی حضرت مفتئ اعظم سے کئی کئی گھنٹے علیحدگی میں گفتگو فرماتے رہے، حضرت مفتئ اعظمؒ حضرت مفتی محمد حسن صاحبؒ کے علم کے قائل تھے۔ ایک بار امرتسر میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کو امرتسر حضرت مفتی محمد حسن صاحبؒ کے درس قرآن میں شریک ہونے کا موقع ملا، اس کے بعد آپ نے اپنی کیفیتِ قلبی کا اظہار ان شعروں سے فرمایا جو حضرت مفتی محمد حسن صاحبؒ کے مقام کو ظاہر کرتے ہیں۔ فرمایا ہے کہ:۔

یہ اعجاز بہ فیض و فضلِ مولانا حسن دیکھا
کہ امرتسر میں ہم نے آج اک تھا نجھون دیکھا
سُنا وہ درسِ قرآں دل کی آنکھیں کھول دیں جس نے
معارف ہائے قرآنی کا دریا موجزن دیکھا

(القول العزیز ص۱۲)

حضرت اقدس مولانا مفتی محمد حسن صاحبؒ کی بے نفسی اور للّٰہیت کے بارے میں حضرت مفتئ اعظم قدس سرہٗ نے فرمایا:۔

"پاکستان بننے کے بعد مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کے قتلِ عام کے زمانے میں میرے کراچی آنے سے پہلے مفتی محمد حسن صاحبؒ لاہور میں آکر مقیم ہو چکے

تھے اور مدرسہ کے لئے شہر کی ایک عمارت نیلا گنبد
کے متصل حاصل کر چکے تھے اور درس نظامی کے مکمل
انتظام کے ساتھ خود درسِ قرآن دینے کا مشغلہ جاری
تھا مگر حضرت مفتی صاحبؒ کی بے نفسی اور للّٰہیت
کا ایک خاص انداز تھا کہ کبھی جب احقر یا کوئی دوسرے
اہل علم لاہور آئے تو اس درسِ قرآن کے لئے اِن کو
بڑے ذوق و شوق سے دعوت دیتے اور خود درس میں
شریک ہوکر ایک ایک جملہ پر دادِ استحسان دیتے رہتے
تھے، دنیا میں کوئی پیر و مرشد یا عالم اپنے معتقدین و مریدین
کے سامنے دوسروں کی اتنی تعظیم و تکریم نہیں کیا کرتا جس سے
معتقدین کو یہ خیال پیدا ہو کہ یہ تو ہمارے بزرگ سے
زیادہ بزرگ ہیں، مگر یہاں تو اپنی عزت و جاہ کو اللہ تعالیٰ
کے لئے قربان کئے ہوئے تھے (احسن السوانح ص۲۰۸)

حضرت مفتی محمد حسن صاحب قدس سرہ حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا بے حد احترام فرماتے تھے اور اپنی تحریروں اور مکاتیب میں حضرت مفتی اعظمؒ کو مخدوم العلماء اور مخدوم الکل کے القاب سے نوازتے تھے اور آپ کو اپنے سے بڑا سمجھتے تھے ایک مکتوب گرامی میں فرماتے ہیں کہ: ۔

"بخدمت شریف حضرت مخدومی مخدوم العلماء و الصلحاء کثر اللہ امثالکم!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جناب والا کے رسائل دستورِ اسلامی کے متعلق اور اشتہار و خطوط شریفہ مسلسل پہنچ کر موجب دُعا ہوئے۔ حق تعالیٰ نے آنجناب کو خدمتِ دین کے لئے پیدا فرمایا ہے اور آپ سے کام لے رہے ہیں۔ ذالک من فضل اللہ۔ اور آپ کی قدرت میں ان کا ترک نہیں، اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ مرتبہ شکر کریں تو بھی شکرادانہ ہوگا یہ بھی درجہ استحضار میں ہوگا۔ کہ کام مطلوب ہے ثمرہ چونکہ غیر اختیاری ہے مطلوب نہیں، اس واسطے اس کا تعلق بھی حدِ اعتدال سے زائد نہ ہوگا اور جو ثمرہ اصلی مطلوب ہے، رضاءِ حق اس کا تخلّف ناممکن ہے اور یہی دولت ہے جس پر دنیا بھی لاکھ نثار ہے حق تعالیٰ آپ کی اعانت میں ترقی فرمادیں اور ہر فتنہ سے محفوظ فرمادیں۔ اس کی معافی طلب کرتا ہوں کہ بوجہ غایتِ مجبوری آپ کے قدموں میں نہیں پہنچ سکا۔" محمد حسن (مفتیٔ اعظم نمبر میں دیکھئے)

ایک اور مکتوب میں حضرت مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کو تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

" بخدمت شریف مخدومی و محترمی دام فیوضہم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

برخوردار سعادت آثار محمد زکی سلمہٗ اللہ سے آپ کی بیماری کا سُن کر ہوش و حواس معطّل رہے، اس کا تصوّر بھی کرنا موت ہے کہ اس اِلحاد کے زمانہ میں خدانخواستہ آپ اور آپ کے اِمثال غائب ہوجائیں تو پھر کیا ہوگا، دل سے دُعا ہے اور بار بار دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت باکرامت ہم پر سایہ افگن فرمادیں۔ احقر محمد حسن (بحوالہ البلاغ مفتیٔ اعظم نمبر صفحہ ۱۲۲)

مدارسِ عربیہ کے تذکرہ میں ایک مرتبہ حضرت مفتیٔ اعظم قدس سرہ کے دارالعلوم کے بارہ میں بڑی محبت کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ دارالعلوم کراچی کے ہر در دازہ پر دارالعلوم،

دارالعلوم لکھا ہوا ہے، چاہیئے تو یہ تھا کہ بجائے اس کے ہر جگہ اس مدرسہ کے قیام کی ترجمانی کرتا ہوا مولانا رومؒ کا یہ شعر لکھا ہوتا ہے

جانِ جملہ علم ہا اینؐ است و این | جملہ علوم کی روح یہ ہے کہ تم کو یہ فکر
کہ بدانی من کیسم در یوم دین | لاحق ہو کہ آخرت میں کیا ہوگا!

(احسن السوانح)

حضرت مفتی اعظمؒ کے ایک رسالہ "دستورِ قرآنی" کو دیکھ کر فرمایا کہ :-

"احقر نے باوجود شدید علالت کے دستور قرآنی کے تیس صفحات بڑے شوق اور دلچسپی سے پڑھے، مفتی صاحب نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا۔ کہ دستورِ مملکت کی اہم دفعات قرآن کریم کی آیات سے ثابت فرمائیں، الفاظ کی صولت و ہیبت خاص مصنف ہی کا حصہ ہے جو ان کی تمام تصانیف میں مشاہد ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ مفتی صاحب کی دوسری تصانیف کی طرح یہ رسالہ بھی مقبول ہو اور مفید نتائج کا حامل ہو"

(دستور قرآنی صـ۲)

محقق اسلام حضرت مولانا سیّد مناظر احسن گیلانی رح

محقق اسلام حضرت مولانا سیّد مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ مشاہیر فضلائے دیوبند میں سے تھے، صاحب طرز مصنّف تیز ذہن و ذکا اور طبّاعی میں منفرد تھے، اپنے وقت کے عظیم محقق، مدبر، فقیہ، ادیب، متکلم اور مایۂ ناز مصنّف تھے تحصیل علوم سے فراغت کے بعد دارالعلوم دیوبند کے آرگن رسالہ "القاسم" کے ایڈیٹر اور رئیس التحریر منتخب کئے گئے اور عرصۂ دراز تک قلمی خدمات سے ہندوستان کے علمی حلقوں کو مستفید کرتے رہے اس کے بعد حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب قاسمی رح مہتمم دارالعلوم دیوبند کی سفارش پر جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن کے پروفیسر مقرر ہوئے اور اس دوران میں بہت سی مفید اور علمی تصانیف آپ کے قلم فیض رقم سے نکلیں جن میں "کائنات روحانی" "النبی الخاتم" "سوانح ابوذر غفاری" "مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت" "اسلامی معاشیات" "رحمۃ اللعالمین" "تدوین حدیث" اور امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی" آپ کی مخصوص اور مشہور تصانیف ہیں آخر میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رح بانی دارالعلوم دیوبند کی سوانح تین جلدوں میں مرتب فرمائی۔ جو آپ کی تصانیف میں ایک یادگار شاہکار تالیف ہے حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے خصوصی احباب اور معاصرین میں سے ہیں، اور دونوں بزرگ ایک دوسرے کا بے حد احترام اور قدر کرتے تھے آپس میں ایک دوسرے کو اپنے سے بڑا سمجھتے اور علمی قابلیت کا کھُلا اعتراف کرتے تھے، قیام پاکستان کے بعد اپنے اُستاذ مکرّم شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہٗ کے حکم پر تدوین اسلامی قوانین کے سلسلہ میں ہندوستان سے پاکستان اکھٹے تشریف لائے اور دوسرے علماء اور شیخ الاسلام علامہ عثمانیؒ کے زیر سرپرستی ان دونوں حضرات نے اسلامی قوانین کی ترتیب و تدوین میں بھرپور حصہ لیا۔ اور شب و روز کی محنت کے بعد اسلامی دستور کا مسودہ حکومت پاکستان کو پیش کر دیا جو قرار دادِ مقاصد کے نام سے بعد میں مرکزی اسمبلی میں پاس ہوا۔

اسی دوران قیام حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ نے اپنی مایہ ناز تالیف "اسلام کا نظام اراضی" کا مسوّدہ حضرت مولانا گیلانی قدس سرہٗ کی خدمت میں پیش کیا جس پر حضرت مولانا گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک محققانہ تقریظ تحریر فرمائی۔ جس سے حضرت مفتی اعظمؒ رحمۃ اللہ علیہ کے مقام کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت مولانا گیلانی قدس سرہٗ کی نظر میں حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کا کیا مقام و مرتبہ تھا۔ چنانچہ حضرت مفتی اعظمؒ کی تالیف "اسلام کا نظام اراضی" کے بارے میں حضرت مولانا گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے گرامی ملاحظہ فرمائیے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"مخدومی و محترمی مولانا محمد شفیع صاحب کی کتاب "الحکم الاراضی" کے مسودے کے مطالعے کی سعادت خاکسار کو بھی حاصل ہوئی، اراضی کے متعلق اسلامی ذخائر میں جو منتشر معلومات پائے جاتے ہیں مولانا نے دین اور علم دونوں کی بڑی خدمت

ان معلومات کو اس کتاب میں جمع کر کے انجام دی ہیں ۔ جہاں تک خاکسار کی رسائی ہے اس کی بنیاد پر کہہ سکتا ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق جوہری معلومات تقریباً اس کتاب میں سمٹ گئے ہیں، مجھے اس کی بھی بڑی خوشی ہوئی کہ قرآن و سنت اور فقہی کتابوں کے ساتھ ساتھ مولانا نے تاریخ اور معاشیات کی کتابوں کی معلومات سے مسائل کے حل کرنے میں بجائے احتراز کے کافی فائدہ اُٹھایا ہے اور یہی میرا خیال ہے کہ اسلامی حقائق اور معارف کو صحیح دلنشیں تعبیروں میں ہمارے علماء اُس وقت تک پیش کرنے پر قادر نہیں ہو سکتے، جب تک کہ اسلامیات کے ساتھ عصری علوم اور ان علوم کی کتابیں جن زبانوں میں ہیں ان سے واقفیت حاصل نہ کریں، آخر میں میری دعا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مولانا کی عمر اور وقت میں برکت عطا فرمائے اور امید ہے کہ اس سلسلہ کے دوسرے اہم ابواب کے متعلق بھی اپنی معلومات سے مولانا موصوف موجودہ نسلوں کو مستفیض کرنے کا سامان فرماتے رہیں گے "

فقط خاکسار،

مناظر احسن گیلانی

(اسلام کا نظامِ اراضی صہ ۶)

استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ایسے علماء حق میں ہوتا ہے جو اپنے علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں اپنی نظیر آپ ہوتے ہیں۔ آپ کی پوری زندگی علوم دینیہ کی خدمت، درس و تدریس اور اصلاح و ارشاد میں گذری۔ آپ اپنے دور کے عظیم محدث، مفسر، مدبّر، محقق، اور عارفِ کامل تھے۔ حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے آپ سے بڑے تعلقات در روابط تھے۔ اس سلسلہ میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ خود تحریر فرماتے ہیں کہ:

> حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے میرا ابتدائی تعلق اب سے چوبیس برس پہلے ۱۳۴۶ھ میں اس وقت ہوا جب ہم دونوں خانقاہ امدادیہ میں حضرت حکیم الامت سیدی حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کی خدمت میں تربیت باطنی کے ایک طالب علم کی حیثیت سے جمع ہوئے۔ مولانا کے علمی اور عملی کمالات اور بزرگی کے سامنے یہ کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ کہ میں بھی کسی مکتب میں ان کا ہم سبق تھا بجز اس کے کہ

ما و مجنوں ہم سبق بودیم در دیوان عشق!
او بصحرا رفت و ما در کوچہا رسوا شدیم

اس چوالیس سالہ طویل عشق و محبت کے بعد رخصت ہونے والے خیر رفیق کی رحلت نے آج آنکھوں کے سامنے اُن بیشمار واقعات و حالات کے دفتر کھول دیئے جو اس عرصہ میں ان کی بزرگی اور فضل و کمال زہد و تقویٰ کے سلسلے میں مشاہدہ میں آتے رہے، آپ کی بے پناہ شفقت و عنایت کی یاد آج زخم دل و جان بنی ہوئی ہے"

(ماہنامہ البلاغ کراچی دسمبر ۱۹۷۰ء)

حضرت مولانا خیر محمدؒ جالندھری قدس سرہٗ کی عظیم یادگار مدرسہ خیر المدارس ملتان کے متعلق حضرت مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :-

"پاکستان بننے کے فوراً بعد مغربی پاکستان میں علوم اسلامیہ کا سب سے بڑا مرکزی مدرسہ ملتان شہر میں حضرت مولانا جالندھریؒ کے دستِ مبارک سے بنا اور انشاءاللہ تاقیامت آپ کی یادگار اور صدقۂ جاریہ بن کر جاری رہے گا، جہاں سے اس عرصہ میں سینکڑوں علمائ فضلاء، صلحاء، حفاظ اور قراء فارغ ہو کر ملک کے مختلف طبقوں میں دینی خدمات میں مشغول ہیں۔ پاکستان

بننے سے قبل سے مدرسہ مولانا نے اپنے وطن اصلی
جالندھر شہر میں قائم کیا تھا اور حضرت تھانوی قدس سرہٗ
نے اس کا نام خیرالمدارس تجویز کیا تھا جو آج اپنی
ظاہری و معنوی ہر حیثیت سے حقیقی طور پر خیرالمدارس
ثابت ہُوا ہے۔" (بحوالہ ماہنامہ البلاغ کراچی)

حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کا جو مقام تھا اُس کا اندازہ اس مکتوب گرامی سے لگایا جاسکتا ہے جو انھوں نے اپنے ایک خاص معتقد کو لکھا تھا فرماتے ہیں کہ:-

"میں تمہیں ایک ایسی برگزیدہ ہستی کے بارے میں پتہ دیتا ہوں جو اس وقت ایک زبردست عالم باعمل اور شیخ العصر ہیں قدیم بزرگوں کی سادگی و تواضع کا پیکر اور ہمارے اکابر خصوصاً حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ کی عظیم یادگار ہیں۔ رشد و ہدایت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں اور اپنے علم و فضل کے اعتبار سے سلف صالحین کا عین نمونہ ہیں، اس دور حاضر کے بہت بڑے مفسر، محدث اور فقیہہ ہیں اور حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے موجودہ مجازین و خلفاء میں ایک ممتاز مقام کے مالک ہیں یہ عظیم شخصیت مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم العالی کی ہے جو صحیح

معنوں میں دین کی خدمت میں مصروف ہیں میری رائے یہی ہے کہ انہی کو اپنا رہبر اور شیخ بنائیں جو ہمارے بھی بزرگ اور راہنما ہیں۔"

ایک مرتبہ خیر المدارس ملتان کے سالانہ اجتماع پر جب حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ تشریف لائے تو استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مفتی اعظمؒ کے خطاب سے قبل اپنے مختصر تعارفی کلمات میں فرمایا کہ "مفتی اعظم حضرت مخدوم المکرم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم اس وقت ان چند بلند پایہ علمی و روحانی شخصیتوں میں سے ہیں جن کے علم و عمل اور زہد و تقویٰ سے ہمارے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اس وقت آپ کی شخصیت پوری ملتِ اسلامیہ کے لئے عظیم سرمائے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور علم میں برکت عطا فرمائے اور آپ کا سایۂ عاطفت ہم پر دیر تک سلامت رکھے آمین۔"

بہر حال حضرت مولانا جالندھریؒ اور حضرت مفتی اعظمؒ خانقاہِ اشرفیہ تھانہ بھون کے آفتاب و ماہتاب ہیں اور وہ ایک دوسرے کے مقام سے خود ہی واقف تھے۔

حضرت مولانا جالندھری قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ:۔

اگر اس وقت عالم باعمل اور عارف کامل دیکھنا ہے تو وہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہٗ کو دیکھے۔"

(ماہنامہ الرشید ساہیوال نومبر ۱۹۷۶ء)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی قدس اللہ سرہٗ دارالعلوم دیوبند کے ممتاز فضلاء میں سے تھے آپ قیام پاکستان تک دارالعلوم میں شیخ التفسیر کے عظیم منصب پر فائز رہے اور پھر آخر دم تک جامعہ اشرفیہ لاہور میں حدیث رسول ﷺ کے چراغ جلاتے رہے آپ کے فیض علمی سے ہزاروں افراد فیضیاب ہوئے، آپ اپنے زمانہ کے عظیم محدث، جلیل القدر مفسر، پایۂ ناز محقق، بہترین مدبر اور بلند پایہ عالم دین تھے آپ کی تمام عمر درس و تدریس، تبلیغ و اصلاح اور تصنیف و تالیف میں گزری اور نظام زندگی اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کوشاں رہے حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ آپ کے قریبی ساتھی اور محبوب معاصرین میں سے تھے حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ:۔

"حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے ساتھ احقر کی رفاقت نصف صدی سے زائد کی رفاقت ہے جو ۷ رجب ۱۳۹۴ھ بروز دوشنبہ آپ کی وفات حسرت آیات پر ختم ہوئی۔ اس وقت دارالعلوم دیوبند کے اس دور کا نقشہ آنکھوں میں پھر رہا ہے جبکہ ۱۳۳۷ھ میں ہم چند نو عمروں کو بیک وقت دارالعلوم دیوبند میں

خدمت درس وتدریس سپرد کی گئی ان میں مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور مولانا سید بدر عالم میرٹھی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور سے فارغ ہو کر ۱۳۲۶ھ میں دوبارہ دورہ حدیث کے لئے حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ صدر مدرس دار العلوم دیوبند کی کی خدمت میں حاضر ہوئے اس طرح مکرر دورہ حدیث سے فارغ ہو کر ۱۳۲۷ھ میں خدمت درس وتدریس پر مامور ہوئے اس سے پہلے ایک سال پہلے ۱۳۲۵ھ میں احقر دورہ حدیث سے فارغ ہوا تو ۱۳۲۶ھ میں کچھ اسباق میرے سپرد کیے گئے اور ۱۳۲۷ھ میں مستقلا درس وتدریس کی خدمت پر مامور کیا گیا۔ ہم تینوں اس وقت کے نوعمر بچے تھے جن کو اکابر واساتذہ ہی کی خدمت میں رہ کر تعلیمی خدمات دینے کا موقع حق تعالیٰ نے عطا فرمایا اور اس وقت دار العلوم دیوبند آئمہ فن علماء اولیا اور اتقیاء کا ایک بے مثال گہوارہ تھا۔ اکابر دار العلوم کی خاص نظر عنایت نے ہم تینوں کو ایسا مخلص رفیق بنا دیا تھا کہ نہ کبھی کوئی معاصرانہ چشمک درمیان میں آئی نہ کوئی شکوہ شکایت، ۱۳۴۶ھ کے ایک خاص واقعہ میں حضرت علامہ کشمیریؒ مع بعض دیگر اکابر واصاغر کے ڈابھیل تشریف لے گئے تو مولانا سید بدر عالم صاحبؒ بھی ساتھ ہی تشریف لے گئے دیوبند میں اب ہم تینوں میں سے احقر اور مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحبؒ رہ گئے اور دیوبند میں ہماری یہ رفاقت بناء پاکستان کے وقت تک مسلسل رہی، پاکستان بننے کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے ہم تینوں کو پاکستان میں جمع فرما دیا۔ مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ پاکستان تشریف لائے تو پہلے جامعہ اسلامیہ بہاولپور کے سربراہ کی حیثیت سے بہاولپور میں مقیم ہوئے اس عرصہ میں بھی ملاقاتیں اور خط وکتابت ہوتی رہتی تھی پھر جلد ہی آپ جامعہ اشرفیہ لاہور میں

شیخ الحدیث ہو کر تشریف لے آئے اور اسی جامعہ میں درسِ حدیث کی خدمت انجام دیتے ہوئے عمر گزاری کی آخری ساعات پوری فرمادیں۔

قیام جامعہ اشرفیہ کے زمانے میں الحمد للہ بار بار باہمی ملاقات اور مسلسل خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ باہمی تعلق روز بروز بڑھ رہا ہے وہ ہر تصنیف مجھے سناتے رہے اور چھپنے کے بعد عطا فرماتے تھے یہی سلسلہ کچھ احقر کی طرف سے جاری رہتا تھا باوجودیکہ آپ کو جو فوقیت اللہ تعالیٰ نے ہر علم و فن اور عمل و اخلاق میں مجھ پر عطا فرمائی تھی اپنی تواضع کی بناء پر فتوٰی میں مجھ پر اعتماد فرماتے تھے اور میری تصانیف کی بڑی قدر و منزلت اور ان کو اہتمام کے ساتھ محفوظ رکھتے تھے وفات سے غالباً ایک سال پہلے جب میری تفسیر معارف القرآن مکمل ہوئی اور آخری آٹھویں جلد مولانا موصوف کی خدمت میں بھیجی تو اس پر انتہائی خوشنودی کا اظہار فرمایا جس کو دار العلوم کے ماہنامہ البلاغ میں شائع کر دیا گیا ہے اسی کے ساتھ ایک خط میں تحریر فرمایا کہ :-

میں تمہاری ہر تصنیف کے دو نسخے رکھتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمِنْ کُلِّ شَیْئٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ۔

مولانا موصوف کی ہر مجلس و گفتگو میں علمی چاشنی اور قرآن و حدیث کے جملے چسپاں بر موقعہ ہوا کرتے تھے میرے لڑکے مولوی محمد تقی سلمہٗ اب سے چند ماہ پہلے لاہور گئے تو مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے بڑی شفقت کے ساتھ بٹھایا اور فرمایا کہ معاصرین میں باہم کچھ چشمک ہوا کرتی ہے مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم میں اور مفتی صاحب میں کبھی اس کا نام نہیں آیا۔ جب کوئی مفتی صاحب کی تعریف و مدح کرتا ہے تو میں اس کو اپنی ہی تعریف سمجھتا ہوں کیونکہ ابن حاجب نے کافیہ میں توابع بیان کے تحت صفت کی دو قسمیں لکھی ہیں جن میں ایک قسم صفت متعلق

منعوت بھی ہے جیسے زید العالم اخوہ یعنی زید جس کا بھائی عالم ہے اس میں بھائی کے عالم ہونے کو خود زید کی صفت قرار دیا ہے تو میں مفتی صاحب کی صفت کو اپنی صفت کیوں نہ سمجھوں، حقیقت یہ ہے کہ مجھ بے علم بے عمل کا تو کہنا ہی کیا مولانا کو اللہ تعالیٰ نے علمی کمالات میں اپنے سبھی معاصرین میں خاص امتیاز اور تفوق عطا فرمایا تھا مگر ساتھ بزرگوں کی صحبت سے تواضع اور فروتنی کی بھی وہ صفت عطا کر دی تھی جو قدیم علماء دیوبند کا خاص امتیاز تھا مولانا کی وفات نے بالکل کمر توڑ دی اور اب اپنی زندگی بھی تلخ ہو گئی ہے مولانا عملی اور علمی کمالات میں مجھ سے بہت فائق اور آگے تھے"۔ (ماہنامہ البلاغ ستمبر ۱۹۷۶ء)

مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و روحانی کمالات کے بڑے معترف تھے اور ہمیشہ حضرت مفتی اعظمؒ کے ساتھ اکابر و مشائخ جیسا معاملہ فرماتے اور ان کو اپنا بزرگ اور رہنما تسلیم کرتے تھے جس کا اندازہ اس مکتوب گرامی سے لگایا جا سکتا ہے جو حضرت کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مفتی اعظمؒ کے نام تحریر فرمایا تھا لکھتے ہیں کہ:-

"بگرامی خدمت مخدوم و محترم فقیہ العصر مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم العالی!
بعد تحیۂ مسنونہ و ہدیۂ دعوات محبانہ و غائبانہ:- آنکہ گرامی نامہ صادر ہوا۔ علالت کا حال معلوم کر کے صدمہ ہوا، اسی وقت ہاتھ اٹھا کر آنمحترم کی صحت و عافیت و طول بقا کے لئے دعا کی، اللہ تعالیٰ آں محترم کو کمال صحت و عافیت کے ساتھ اسلام اور علم دین کی خدمت کے لئے سلمان فارسی اور بغوی اور ہیجیبی کی عمر عطا فرمائے آمین"۔ (مفتی اعظم نمبر)

مولانا حکیم انیس احمد صدیقی تحریر فرماتے ہیں :۔کہ "حضرت مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی اور حدیث کے اُستاذ تھے علم و فضل میں ایک بلند مقام پہ فائز ہیں حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی مرحوم کے معاصر اور خاص احباب میں تھے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جو محبت اور خلوص تھا وہ معاصرین میں مفقود ہے یحضرت مفتی صاحب نے بہت سی کتابیں تصنیف و تالیف فرمائی ہیں خاص طور سے معارف القرآن جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے نہایت عظیم تالیف ہے اسی نام سے حضرت مولانا محمد ادریس صاحب نے دونوں بزرگوں کی تفسیریں چھپنے کے بعد معلوم ہوا کہ نام میں توارد ہو گیا ،حضرت مولانا کاندھلوی فرماتے تھے کہ نام دونوں تفاسیر کا ایک ہے تو کیا ہے ہم بھی تو ایک ہی ہیں " اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مولانا کاندھلوی کی تفسیر کا مطالعہ کرنے کے بعد حضرت مفتی صاحب کی تفسیر کا مطالعہ کیا جائے تو تکرار مضامین کے بجائے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں نے آپس میں طے کر لیا ہے کہ آپ فلاں رموز کی وضاحت کریں میں فلاں رموز کی تشریح کروں گا ۔قرآن فہمی کے لئے مولانا کاندھلوی کی تفسیر اہم و انفع ہے اور مسائل حاضرہ کو قرآن کی روشنی میں حل کرنے کے لئے حضرت مفتی صاحب کی تفسیر اکمل و انفع ہے۔ در اصل حضرت مفتی صاحب نے معارف القرآن میں حضرت حکیم الامت تھانوی کی تفسیر بیان القرآن کی تسہیل و تشریح فرمائی ہے ۔معارف القرآن کے مطالعہ سے بیان القرآن کی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے ۔سرسری نظر سے بیان القرآن میں جو جمال و جلال ہے۔ وہ نظر نہیں آتا ،حضرت مفتی صاحب کا یہ کمال و نوال ہے ۔ آپ نے معارف القرآن میں اس کو واضح اور نمایاں کر کے دکھایا ہے ۔ایک مرتبہ ناچیز اور حضرت مولانا کاندھلوی کے چھوٹے صاحبزادے نے حضرت مولانا کاندھلوی سے عرض کیا کہ بیان القرآن کے مقابلے میں علامہ شبیر احمد عثمانی کے فوائد کو کچھ سمجھ لیتے ہیں اور زیادہ مفید ہیں اس پر حضرت کاندھلوی نے فرمایا کہ تم لوگ

حضرت علامہ عثمانی کے فوائد کو سمجھ لیتے ہو اور حضرت کے بیان القرآن کی رفعت تک تمہاری رسائی نہیں ہوئی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم نے اس کی رسائی کا ذریعہ بنا دیا ہے تاکہ جس کا دل چاہے وہ بیان القرآن اور قرآن کی عظمت تک رسائی حاصل کر سکے۔" (ماہنامہ الرشید دارالعلوم دیوبند)

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا کاندھلوی قدس سرہ حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف "یتیم پوتے کی میراث" کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

اس تحریر دلپذیر کو پڑھا جس کا ہر ہر لفظ عقل اور نقل کی ترازو میں تلا ہوا ہے اور عقلی و نقلی دلائل سے مدلل اور مبرہن اور قانونی نظائر سے روشن اور مزین ہے۔ امید ہے کہ اہلِ اسلام کے لئے عموماً اور ارکان اسمبلی کے لئے خصوصاً یہ تحریر شبِ تاریک میں شمع کا کام دے گی۔"

(ماخوذ ماہنامہ البلاغ مفتی اعظم نمبر صـ۱۱۶)

حضرت مولانا کاندھلوی قدس سرہٗ نے ایک مرتبہ ایک مجلس خاص میں ارشاد فرمایا کہ:۔

حضرت مفتی محمدؐ شفیع مدظلہٗ اپنے کمالاتِ ظاہرہ و باطنہ کے اعتبار سے علم و عرفاں کے چمکتے ہوئے آفتاب ہیں اور عالمِ اسلام کے لئے سرمایۂ افتخار ہیں، ہمارے شیخ و مربی حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کے علوم و معارف کے خزانہ ہیں۔ اُن کی ہر تصنیف و تالیف نور علی نور کا درجہ

رکھتی ہے حال ہی میں تفسیر معارف القرآن کے
نام سے انہوں نے ایک عظیم الشان تفسیر تالیف
فرمائی ہے جو حضرت حکیم الامت رح تھانوی رح کی تفسیر
بیان القرآن کی مکمل شرح اور جامع تفسیر ہے بڑی
تفسیر بھی معارف القرآن ہے لیکن میں اور حضرت مفتی
صاحب ایک ہیں پھر تفسیر کے نام ایک ہونے میں کیا
حرج ہے وہ ہمارے قابلِ احترام دینی پیشوا ہیں اُن کے
سامنے ہم بھی کچھ نہیں ہیں اللہ تعالیٰ ان کے فیوض و برکات
کو جاری و ساری رکھے ان کا وجودِ مسعود ہمارے لئے
ایک نعمتِ عظمیٰ سے کم نہیں ہے حق تعالیٰ اُن کا سایۂ
مبارک تادیر سلامت رکھے آمین ۔"

(بروایت حضرت قاضی عبیداللہ صاحب)

حضرت مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کے متعلق اکثر فرمایا کرتے تھے کہ :۔
"حضرت مفتی صاحب اس وقت فقہ کے امام ہیں ۔"

(بحوالہ ماہنامہ البلاغ کراچی مارچ ۱۹۷۸ء)

بدر العلماء حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

بدر العلماء حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار دار العلوم دیوبند کے ممتاز اور مایۂ ناز فضلاء میں ہوتا ہے آپ حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور حضرت علامہ کشمیریؒ کے علوم و معارف سے خاص ترجمان تھے بہت سی تالیفات کے مصنف ہیں۔ جن میں "فیض الباری شرح صحیح بخاری" آپ کی تالیفات کا عظیم شاہکار ہے دوسری تالیفات میں "ترجمان السنۃ" علم حدیث میں ایک علمی شاہکار تصنیف ہے جو چار جلدوں میں اپنی مثال آپ ہے۔ آپ بھی حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کے خاص احباب اور معاصرین میں سے تھے اس سلسلہ میں حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ:۔

> میں اور مولانا سید بدر عالم صاحب اور مولانا محمد ادریس صاحب جبکہ نوعمر بچے ہی تھے ہم کو اکابر اساتذہ ہی کی خدمت میں رہ کر تعلیمی خدمات انجام دینے کا موقع حق تعالیٰ نے عطا فرمایا ان حضرات اکابر نے ہم تینوں میں درس و تدریس کی خدمات کے ساتھ مسائل کی تحقیق اور علمی بحث و مباحثہ اور تصنیف و تالیف

بھی ذوق پیدا کیا اور ہم تینوں نو عمر مدرسوں کو اس کام پر لگایا کہ عقائدِ اسلامیہ کے خلاف تمام مسائل میں قادیانی دجل و فریب کا پردہ چاک کیا جائے، مسئلہ ختمِ نبوت لکھنے کے لئے احقر کو مامور کیا اور نزولِ مسیح علیہ السلام وغیرہ کے مسائل کا کام مولانا سید بدرِ عالم میرٹھیؒ اور مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ کے سپرد فرمایا، مولانا سید بدر عالم صاحبؒ نے "الکلام الفصیح فی نزول المسیح" کے نام سے ایک قابل قدر تصنیف تالیف فرمائی جو اسی زمانہ میں چھپ کر شائع ہوگئی پھر قادیانیوں اور مذاہب باطلہ کی تردید میں جلسوں اور مناظروں کا جو پروگرام بنا ہم تینوں رفیقوں کو اکابر کے ساتھ رہنے کا موقع حق تعالیٰ نے عطا فرمایا اور اکابر دارالعلوم دیوبند کی خاص نظرِ عنایت نے ہم تینوں کو ایسا مخلص رفیق بنا دیا تھا کہ نہ کبھی کوئی معاصرانہ چشمک درمیان میں آئی نہ کوئی شکوہ و شکایت۔ مجھے یہ بات ہمیشہ یاد رہتی ہے کہ میرے پاکستان میں مستقل قیام کا سبب مولانا بدرِ عالم صاحبؒ تھے کیونکہ احقر شروع میں جب پاکستان آیا تو ہجرت کی نیت سے نہیں بلکہ ایک سال

دستور اسلامی کے سلسلہ میں انجام دینے کے لئے
آیا تھا اس لئے والدہ محترمہ اور اکثر عیال اس وقت
تک دیو بند ہی میں تھے رمضان ۱۳۶۷ھ میں ہمارا
کام پورا ہوگیا تو میرا ارادہ واپس ہندوستان جانے کا
تھا یہ ماہ رمضان گرمی کے زمانے میں تھا مولانا سید
بدر عالم صاحبؒ کئی مرتبہ گورا قبرستان کراچی سے میری
جائے قیام وکٹوریہ روڈ پر پیدل چل کر اس لئے تشریف
لائے کہ مجھے پاکستان میں مستقل قیام کے لئے تاکید
کریں کیونکہ ان کی نظر میں اس وقت میرا قیام پاکستان
کے لئے ضروری تھا ان کی ایک مخلصانہ ہمدردانہ فہمائش
ہی کی بناء پر احقر نے ہندوستان سے ہجرت اور
پاکستان کے مستقل قیام کا عزم کرلیا۔"

(ماہنامہ البلاغ کراچی)

حضرت مولانا بدر عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں حضرت مفتی اعظمؒ کا جو مقام
تھا اس کا اندازہ اس مکتوب کے چند جملوں سے لگایا جاسکتا ہے فرماتے ہیں کہ:۔

"الفاضل المحترم جناب مفتی محمد شفیع صاحب دام مجدہم السامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

مزاج شریف! اس اثناء میں سلسلۂ مراسلت گو قائم نہ رہ سکا مگر الحمدللہ
کہ سب کوائف ایک دوسرے کو پہنچتے رہے ہوں گے، "ترجمان السنۃ" کی تیسری

جلد کے لئے آپ کے رسالہ نزول عیسیٰؑ کے ترجمہ کی ضرورت تھی اس میں بہت سی حدیثیں ترجمہ کی محتاج ہیں اور اِس سے زیادہ شرح کی محتاج ہیں۔ اِس دورِ الحاد میں اسی طرح اس کو عوام کے ہاتھوں میں دے دینا مناسب معلوم نہیں ہُوا، میں نے ترجمہ منگایا تھا مگر اس کی بجائے اصل رسالہ عربی کا پہنچا ہے اگر ترجمہ فرما دیا ہے تو حاجی صاحب دام مجدہم کے یہاں ایک نسخہ پہنچا دیں ورنہ بندہ کو مطلع فرمائیں تاکہ پھر اس کو مناسب انتخاب اور ترتیب و تہذیب کے ساتھ "ترجمان السنۃ" میں درج کر سکوں، اگر اذ النۃ الوہم المکنون من کلام ابن خلدونؒ رسالہ ہو تو وہ بھی ضرور ارسال فرمائیں بہت ممنون ہوں گا۔ آپ کی مصروفیتوں میں اگر کبھی یاد آجاؤں تو دُعاء خیر میں شامل فرمالیں۔

بدر عالم عفی عنہ

حضرت مولانا قاضی عبیداللہ صاحب نقشبندی کا بیان ہے کہ حضرت مولانا سید بدر عالم صاحبؒ اپنے معاصرین میں سے حضرت مولانا خیر محمدؒ جالندھریؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا بے حد احترام فرماتے تھے اور ان حضرات کے علم و فضل کے صحیح قدر دان تھے فرماتے تھے کہ دار العلوم دیوبند نے ایسی ایسی عظیم اور مقدس ہستیاں پیدا کی ہیں جن کی نظیر پوری دنیائے اسلام میں ملنی مشکل ہیں اور آپ کے پاکستان میں ابھی وہ بلند پایہ ہستیاں بحمداللہ موجود ہیں جن پر دار العلوم کو بھی ناز ہے خصوصاً حضرت مفتی محمد شفیع صاحب اور حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی دار العلوم کی انہیں مائیہ ناز شخصیتوں میں سے ہیں جن کا علم و تقویٰ مسلّم ہے اور ان کی تالیفات ملّتِ اسلامیہ کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہیں اور پاکستان پر خدا کا یہ احسانِ عظیم ہے جو ایسی مقدس ہستیوں کو وہاں جمع فرما دیا ہے حق تعالیٰ ان بزرگوں کو دیر تک سلامت رکھے آمین۔"

مخدوم العلماء حضرت مولانا اطہر علی سلہٹی رحہ

مخدوم العلماء و الصلحاء حضرت مولانا اطہر علی صاحب اشرفی سلہٹی رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے نامور فضلاء اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کے جلیل القدر خلفاء میں سے تھے آپ سابق مشرقی پاکستان میں دیوبندی مسلک کا سب سے پہلا نمونہ تھے جنھوں نے نصف صدی سے زائد بے غرضی اور لگن کے ساتھ احیاءِ دین و شریعت اور اعلاءِ کلمۃ الحق کے لئے بڑا کام کیا آپ کی زندگی جذبۂ خدمت دین اور شوق حُریت کا ایک حسین امتزاج تھی، آپ کی عظیم یادگار جامعہ امدادیہ کشور گنج آپ کا صدقۂ جاریہ ہے جہاں سے لاکھوں انسان فیض علمی و روحانی سے سیراب و شاداب ہو چکے ہیں حضرت مولانا اطہر علی صاحبؒ اپنے علمی و روحانی مرتبہ میں ایک بلند مقام پر فائز تھے ۔ امام العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ اور شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے مخصوص اور مستانہ تلامذہ میں سے تھے، تحریکِ پاکستان میں شیخ الاسلام علامہ عثمانیؒ کے دستِ راست رہے اور اپنے معاصر علماء حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ، حضرت مفتی محمد حسن امرتسریؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ کے شانہ بشانہ تحریک پاکستان اور تحریک نظام اسلام میں بھرپور حصہ لیتے رہے، حضرت مفتی اعظمؒ

کے ساتھ بڑی محبت وعقیدت تھی اور حضرت مفتی صاحبؒ کے خاص معاصرین میں سے تھے ایک ہی شیخ کے فیض یافتہ تھے حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ بھی آپ کی علمی و روحانی صلاحیتوں سے بے حد متاثر اور ان کی شخصی عظمت کے معترف تھے، خدا کی قدرت دیکھئے کہ یہ دونوں عظیم ہستیاں ایک تاریخ اور ایک ہی وقت میں خدائے بزرگ و برتر کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اِس سلسلہ میں حضرت مفتی اعظمؒ کے فرزند ارجمند جناب مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہٗ فرماتے ہیں کہ :-

"یہ قدرت کا عجیب و غریب نظام ہے کہ جس رات والدِ ماجد مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا وصال ہوا، اسی رات چند گھنٹے پہلے ان کے عظیم رفیق حضرت مولانا اطہر علی صاحبؒ میمن سنگھ میں واصلِ بحق ہوئے حضرت والدِ ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی طرح وہ بھی ایک ملک یا خاندان کی نہیں بلکہ پوری اُمّت مسلمہ کی گرانقدر متاع تھے اور ان کی وفات کے صدمے نے امّت مسلمہ کے لئے حضرت والد صاحبؒ کے حادثۂ وفات کا صدمہ دو چند کر دیا ہے، ہمارے پاس اِس حادثے پر بھی اظہارِ غم کے لئے الفاظ نہیں ہیں، حکیم الامت تھانویؒ کے دو عظیم خلفاء کا بیک وقت دنیا سے اٹھ جانا ایک سانحہ عظیم ہے" (ماہنامہ البلاغ کراچی نومبر دسمبر ۱۹۷۶ء)

حضرت مولانا اطہر علی صاحبؒ ہم مرتبہ اور ہم عصر ہونے کے باوجود حضرت مفتی اعظمؒ

کا احترام واکرام فرماتے تھے اور حضرت مفتیٔ اعظمؒ کے علمی وفقہی مقام کے معترف تھے ذیل میں صرف دو مکاتیب درج کئے جاتے ہیں جو حضرت مولانا اطہر علی صاحبؒ نے حضرت مفتی صاحبؒ کو تحریر فرمائے تھے ان سے حضرت مولانا اطہر علی صاحبؒ کی نظر میں جو مقام حضرت مفتی صاحبؒ کا تھا وہ بخوبی ظاہر ہو جائے گا۔ ملاحظہ فرمایئے:-

"بخدمت جامع کمالات علمیہ وعملیہ حضرت مفتی صاحب متعنا اللہ تعالیٰ بفیوضہم الظاہرہ والباطنہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

والانامہ سے مشرف ہوا، اپنی سیاہ کاری پر آنحضرت کی شفقت و عنایت سے ندامت کے ساتھ شکر گزار ہوا، حضرت اس ناکارہ کو آنجناب کے کمالات کے کروڑ ویں حصہ بھی حاصل نہیں، باوجود اس کے بار بار معافی کی درخواست سے گڑ جاتا ہے، میں تو تا زیست عالیہ عنایات ہدایات کا شکر ادا کرنے سے عاجز ہوں، اپنے تو ورطۂ ہلاکت کا نکالا۔ بے حد کرم و احسان فرمایا یہ تو میرا دل ہی جانتا ہے متواتر چار مہینے کی غم و فکر کہ حقوق العباد سے کیسی سبکدوشی ہو، راہ بتلا کر ہموم غموم کا پہاڑ سر سے ہٹا دیا، اگر ضعف پیری اور بیماری دامنگیر نہ ہوتی تو اس خوشی سے جوانی آجاتی۔ حضور علیہ تواضع سے معافی کے الفاظ سے دست بستہ معافی چاہتا ہوں، ضرورت ہے چند روز صحبت اکسیر صفت میں قیام کرنے کی دعا فرمادیں کہ غیب سے

زادِ راہ فراہم ہو اور حاضری نصیب ہو، حضور دعا فرمائیں"
بندہ اطہر علی ۔ (مکتوب گرامی بنام مفتی اعظمؒ بحوالہ البلاغ مفتی اعظم نمبر)

دوسرے مکتوبِ گرامی میں فرماتے ہیں کہ:۔

"محترمنا المخدوم حضرت مفتی صاحب متعنا اللہ والمسلمین لبطول حیاتکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے کہ جناب کا مزاج بخیر ہوگا۔ جب سے علالتِ طبع کی خبر معلوم ہوئی دل ہمیشہ بے قرار رہتا ہے، حضرت والا یوں تو اُستاذ بھائی اور خواجہ طاش ہونے کی حیثیت سے میں ہمیشہ آپ سے محبت اور دوستی رکھنے پر فخر محسوس کرتا ہوں لیکن اب تو آپ کی ذات ایک نادر روزگار فیقہ ہونے کی حیثیت سے دنیائے اسلام کی قابلِ فخر شخصیت ہو چکی ہیں جس سے صرف آپ کے نسلی اور علمی رشتہ داری متعلق نہیں ہیں بلکہ پاکستان اور عالم اسلام کے سارے مسلمان متعلق ہیں چنانچہ جامعہ امدادیہ کے حالیہ سالانہ اجلاس ششم کی تقریب میں جو حضرت والا کو صدارت کے لئے احقر کی طرف سے تکلیف دی گئی تھی۔ اس سے مقصد جہاں یہ تھا کہ احقر کو اپنے ایک خواجہ طاش سے مل کر قلبی اطمینان وسکون میسر ہو وہاں یہ بھی منشا تھا کہ ہمارے علاقے کے لوگ جامعہ امدادیہ کی بدولت آپ جیسی عظیم المرتبت مغتنم ہستی کی زیارت سے مشرف ہوں لیکن مشیت ایزدی یہی ظاہر ہوئی کہ فی الحال زیارت سے سب محروم رہے اور یہ ایسی راہ ہے جس میں کوئی حائل نہیں ہوسکتا وَمَا تَشَاءُونَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ ۝ حضرت والا کے خطوط کراچی ڈھاکہ سے ہمارے حوصلے بلند ہو چکے تھے اور ہم نے منعقدہ اجلاس ششم کے لئے سنینِ ماضیہ کے مقابلے میں زیادہ منادی کرائی تھی۔ مگر غنیمت تقی سلمہٗ کے

ٹیلیفون اور خطوط نے ہمارے دلوں ہی کو پارہ پارہ کر دیا اور دل کی شکستگی کا یہ عالم ہے کہ اب تک سکون نصیب نہیں دعا ہے کہ اللہ تعالٰے آپ کو تا دیر قائم رکھے اور آپ کی ذات سے عالمِ اسلام اور بالخصوص پاکستان زیادہ سے زیادہ فیضیاب ہو۔ آمین "

(ماخوذ ماہنامہ البلاغ مفتی اعظم نمبر ص ۱۲۵۶)

ایک دفعہ لاہور میں قیام کے دوران حضرت مولانا اطہر علی صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی ذات گرامی مسلمانان عالم کے لیے سایۂ رحمت ہیں اور اکابر و اسلاف کا جیتا جاگتا نمونہ ہیں حق تعالیٰ ان کا سایۂ مقدس دیر تک سلامت رکھے۔

بہر حال حضرت مفتی اعظمؒ اور حضرت مولانا اطہر علی صاحبؒ کے بڑے گہرے روابط و تعلقات تھے دونوں بزرگ ایک دوسرے کا حد سے زیادہ احترام و اکرام فرماتے تھے۔ ابتدائے زمانہ ہی سے آخر دم تک یہ دونوں حضرات ایک ہی مسلک و مشرب پر قائم رہے، مرکزی جمعیت علماء اسلام و نظام اسلام پارٹی دونوں صوبوں مشرقی و مغربی پاکستان میں ان ہی دونوں حضرات کے زیر سرپرستی ملکی سیاست میں حصہ لیتی رہی، غرض ہر معاملے میں یہ حضرات اکٹھے رہے اور عوام کی رہنمائی فرماتے رہے اللہ تعالٰے ان پر اپنی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رح

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مدظلہٗ کی ذاتِ گرامی کوئی محتاج تعارف نہیں، آپ موجودہ دور کے بہت بڑے محدّث، محقق، فقیہہ اور عارفِ کامل ہیں اپنے علم وعمل اور زہد وتقویٰ میں قدیم اسلاف کی آخری یادگار ہیں، متبع سنّت اور علم وعمل کا پیکر ہیں ایک سچے عاشقِ رسول ﷺ اور حق وصداقت کا مظہر ہیں حضرت مفتی اعظم رح کے خصوصی احباب اور معاصرین میں سے ہیں دونوں بزرگ ایک دوسرے کے علم وفضل کے معترف رہے ہیں۔ حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک تفصیلی مضمون آپ نے البلاغ کے مفتی اعظم نمبر کے لئے تحریر فرمایا تھا جو مفتی اعظم نمبر میں شائع ہو چکا ہے۔ اسی مضمون میں سے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ جس سے حضرت شیخ الحدیث کی نظر میں حضرت مفتی اعظم کا مقام بخوبی واضح ہو جاتا ہے حضرت شیخ الحدیث فرماتے ہیں:۔

"حضرت مفتی صاحب رح سے میرے تعلقات اس وقت سے تھے جب کہ میں اور وہ نئے نئے مدرس ہوئے تھے وہ دارالعلوم دیوبند میں اور میں مظاہر العلوم سہارنپور میں پڑھاتا تھا مگر اصل ملاقات اور بے تکلفی اس وقت شروع ہوئی جب حضرت

مفتی صاحبؒ نے بیشوں کے متعلق ایک رسالہ لکھا تھا جس کا نام "نہایات الارب فی غایات النسب" تھا اس رسالہ میں تفاخر بالانساب کی مذمت کی گئی ہے۔ اور کفایت کی شرعی حیثیت بتائی اور مساوات کا شرعی مطلب سمجھایا ہے اور اسی ذیل میں کچھ پیشہ وروں کی مذمت بھی آگئی، سادات اور شیوخ میں سے تو کسی نے برا نہ مانا۔ جن کے تفاخر کی وجہ سے مذمت کی گئی تھی لیکن پیشہ وروں نے اس کا بڑا اثر لیا، اِس رسالہ کی وجہ سے غیر منقسم ہندوستان میں بڑا کہرام مچا اور اخبارات میں بھی بہت لے دے ہوئی، دارالعلوم سے مطالبہ کیا گیا کہ حضرت مفتی صاحبؒ کو افتاء سے ہٹا دیا جائے، اس وقت میری جوانی کا جوش تھا، قوت اور طاقت مطالعہ کا شوق تھا کتب حدیث دیکھنے اور تخریج روایات کا شغف تھا، میں نے ایک بہت طویل رسالہ لکھ کر حضرت مفتی صاحب نوراللہ مرقدہ کی خدمت میں بھیجا جس میں حضرت مفتی صاحبؒ کے رسالہ کی تائید کی اور ان روایات کی تخریج کے علاوہ جو انہوں نے اپنے اصل رسالہ میں درج کی تھیں اور بہت سی روایات جمع کیں اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا تھا کہ حقیقت میں حضرت مفتی صاحبؒ کے رسالہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے یہ پیشوں کی برائی نہیں ہے بلکہ ان عیوب کی برائی ہے جو ان پیشوں والوں میں ہوتی ہیں ان لوگوں کو ان عیوب سے بچنا چاہیئے"۔

بہرحال حضرت مفتی صاحبؒ نے میرے مضمون کو بہت پسند کیا تھا اور بہت داد دی تھی اس کے بعد حضرت مفتی صاحبؒ سے برابر تعلقات بڑھتے چلے گئے اور حضرت مفتی صاحبؒ جب کبھی تھانہ بھون حاضری دینے کے لئے تشریف لے جاتے تو خواہ تھوڑی دیر ہو اسٹیشن سہارنپور سے میل ڈیڑھ میل کا سفر کر کے اس ناکارہ کی

ملاقات کے لئے ضرور تشریف لاتے تھے جب پاکستان بن گیا اور اس کے ایک سال بعد حضرت مفتی صاحبؒ کراچی تشریف لے گئے تو جب بھی کراچی سے دیو بند تشریف لاتے اس ناکارہ سے ملنے کے لئے سہارنپور ضرور تشریف لاتے اور ایک شب قیام فرمایا اس چند سال بعد اس ناکارہ کا حجاز مقدس آتے جاتے کراچی سے بارہا گزر ہوا اور تقریباً ہر مرتبہ دو تین روز کراچی میں قیام کرنے کا موقع ملا، اس موقع پر حضرت مفتی صاحبؒ اپنے لڑکوں اور اپنے دار العلوم کے اساتذہ کے ساتھ برابر مکی مسجد تشریف لاکر ملاقات فرماتے تھے اور میں بھی موقع نکال کر ضرور دار العلوم میں دو تین گھنٹے کے لئے جاتا تھا، اپنے ضعف اور معذوری کی وجہ سے گو سفر لمبا ہو جاتا تھا کیونکہ مکی مسجد سے دار العلوم میں دو تین گھنٹے کے لئے جانا بڑا مشکل ہو جاتا جو مکی مسجد سے بارہ تیرہ میل کے لگ بھگ ہے لیکن میں حضرت مفتی صاحبؒ کی شفقتوں کی وجہ سے ضرور حاضری دیتا تھا۔ حضرت مفتی صاحبؒ کا اصل فن تو فقہ اور فتویٰ کا تھا لیکن اللہ تعالیٰ شانہٗ نے ان سے آخری عمر میں قرآن مجید کی تفسیر بھی لکھوادی، یہ عظیم الشان تفسیر آٹھ جلدوں میں ان کی موجودگی ہی میں شائع ہو چکی ہے میں تو آج کل مطالعہ کرنے کے قابل ہی نہیں رہا۔ احباب جنھوں نے اس کا مطالعہ کیا اور اس سے مستفید ہوتے رہے ہیں انھوں نے بتایا کہ دور حاضر کے لئے یہ تفسیر بہت مفید ہے زبان بھی سلیس اور ادبی ہے فوائد و مسائل اور احکام کی تشریحات بھی نہایت عمدہ طریقہ پر کی گئی ہیں، مسلک اہلسنت کی پوری رعایت رکھتے ہوئے نئی اردو زبان میں واقعی تفسیر کی ضرورت تھی جو حضرت مفتی صاحبؒ کی معارف القرآن سے پوری ہو گئی۔ حضرت مفتی صاحبؒ ہمارے اکابرین کے عین مسلک

پر تھے ہمارے اکابر کا اخلاص، مکارم اخلاق اور محاسن اعمال اور شریعت وطریقت کی جامعیت عجیب چیزیں تھیں یہ حضرات ہر علم سے واقف معقولات اور منقولات کے سمندروں کے شناور اور ساتھ ہی بے نفسی، تواضع اور فنایت کے مجسمے تھے ان کے دل وزباں ہمیشہ ذکر اللہ سے معمور رہتے تھے ایک وہ زمانہ تھا کہ دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور دونوں مدرسوں میں دربان سے لے کر صدر مدرس تک اور مہتمم تک ہر شخص صاحب نسبت ہوتا تھا۔ اکابر ایک ایک کر کے سب رخصت ہو چکے ہیں حضرت مفتی صاحبؒ ان اکابر کی آخری یادگار تھے اب وہ چل بسے ؎

(تفصیل البلاغ کے مفتی اعظم نمبر میں دیکھیے)

شمس العلماء حضرت مولانا شمس الحق افغانی

شمس العلماء حضرت مولانا شمس الحق افغانی سابق شیخ الجامعہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور موجودہ دور کے مایہ ناز محقق، مفسر، مدبر اور عظیم اسکالر ہیں اور برصغیر پاک و ہند کی گنی چنی شخصیتوں میں سے ہیں، عرصہ تک دارالعلوم دیوبند میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد مدت دراز تک جامعہ اسلامیہ بہاولپور سے وابستہ رہے اور ہزاروں افراد آپ کے فیض علمی سے فیضیاب ہوئے، حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فضل کے قائل ہیں اور مفتی اعظم کی رحلت تک آپس میں ربط و تعلق قائم رہا۔ حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کے متعلق اپنے تاثرات میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"۱۳۳۹ھ سے حضرت مفتی اعظم پاکستان مرحوم کے وصال تک جو کچھ مجھے آپ کی شخصیت کے متعلق معلوم ہوا وہ مختصراً حسب ذیل شعبہ جات خدمت دین میں آپ کی خدمات ہیں جن کا مجموعہ کسی ایک شخصیت میں مجتمع ہونا کمیاب ہے۔

ا:۔ افتاء خدمت دین کا ایک اہم ترین شعبہ ہے، یہ خدمت آپ نے دارالعلوم دیوبند میں طویل مدت تک اکابر دیوبند کی نگرانی میں

اس خوبی سے انجام دی جن کی مقبولیت پر آپ کے مطبوعہ فتاویٰ اور فقہی تصانیف سے تصدیق کی جا سکتی ہے، تعمیر پاکستان سے کچھ قبل علماء کرام کے سیاسی مسالک کے اختلاف کی وجہ سے بعض حضرات کو حضرت مفتی صاحب مرحوم کے بعض فتاویٰ جو سیاسی امور سے متعلق تھے پر شبہ ہوا چنانچہ اس قسم کے فتاویٰ کی صحت کی جانچ کے لئے احقر کو نظر ثانی کے لئے مقرر کیا، احقر نے چند ایسے مسائل کو رجسٹر فتاویٰ میں ملاحظہ کیا اور غور سے دیکھا تو ان کو فقہی معیار پر صحیح اور درست پایا اور معاملہ رفع دفع ہوا، بعض اوقات غیر راسخین فی العلم سے تو سیاسی مصالح کی وجہ سے فقہی احکام میں کچھ تغیر و تبدل کا امکان ہے لیکن حضرت مفتی صاحبؒ کی شخصیت اس سے بالاتر تھی، حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی مجلس میں ذکر آیا کہ احکام شرعیہ میں سیاسی مصالح کا کیا مقام ہے تو حضرت اقدس نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ احکام شرعیہ کے مصالح کے مقابلہ میں سیاسی مصالح کو مسالہ کی طرح پیسا پڑتا تھا، اسی طرح یہی مقام حضرت مفتی صاحبؒ کے فتاویٰ کو حاصل تھا۔

۲:- حضرت مفتی اعظم مرحوم نے دار العلوم دیوبند اور بیرون دار العلوم میں کافی مدت تک تدریسی علوم دینیہ کی خدمت انجام دی، درس آپ کا کامیاب رہا، فقہ تفسیر حدیث علم کلام عربی ادب تصوف کی حقائق میں بھی آپ کو ممتاز مقام حاصل تھا۔ آپ عربی اور اردو کے ماہر

ادیب اور شاعر تھے ۔

۳:- عصری ضروریات کے مطابق ضروری مسائل ردّ بدعت والشرک ردّ قادیانیت ردّ الحاد آئین اسلامی کے متعلق آپ کی تصانیف موجود ہیں جو سب مقبول ہیں، میرے خیال میں آپ کی تصانیف جو مسودہ کے درجہ میں تھیں اور اب تک زیورِ طبع سے آراستہ نہیں ہوئی تھیں، جب کراچی میں آپ کا مہمان رہا تو مجھے سنائیں، ایک معارف القرآن دوم احکام القرآن دونوں کو میں نے سب سے زیادہ پسند کیا، آپ کی مشہور تصنیف ختم نبوت فی القرآن، ختم النبوت فی الحدیث ختم النبوت فی الآثار بے حد مقبول کتاب ہے، اکابر دیوبند نے اس کے حوالے نقل کئے ہیں اور ردّ قادیانیت میں ختم نبوت کی بے مثال مواد دلائل کا مجموعہ ہے آپ کی تصنیفات میں جب تک حضرت تھانویؒ حیات تھے تو آپ کا مشورہ شامل رہا۔ اس وجہ سے آپ کی تصنیفات مقبول ہوئیں ۔

۴:- آپ کی عملی زندگی اتباع شریعت و تقویٰ کا مظہر تھی اور آپ کی صحبت میں حکیم الامت تھانویؒ کا رنگ موجود تھا تحریر اور کلام میں اثر تقویٰ کا ثمرہ تھا میرے نزدیک تھانویؒ کے خلفاء میں حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب نور اللہ مرقدہٗ اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ دونوں حضرات اپنے مرشد تھانویؒ کا رنگ غالب تھا بہرحال مفتی اعظمؒ کی شخصیت جن کمالات کا مجموعہ تھی وہ کمیاب ہیں ''۔

(ماخوذ مفتی اعظم نمبر البلاغ)

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی

فقیہ العصر مخدوم العلماء حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی صدر مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور پاک و ہند کے ممتاز علماء دین میں ایک بلند مقام رکھتے ہیں آپ حضرتِ اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے خاص فیض یافتہ اور معتمد ترین تلامذہ میں سے ہیں، عرصہ دراز تک مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور اور خانقاہِ امدادیہ تھانہ بھون میں تدریسی، علمی، تصنیفی اور اصلاحی خدمات انجام دیتے رہے اور ہزاروں افراد کو اپنے چشمۂ فیض سے سیراب و شاداب کیا قیام پاکستان کے بعد سے پاکستان کی مرکزی دینی و علمی درسگاہ جامعہ اشرفیہ لاہور میں بطور صدرِ مفتی علمی و فقہی خدمات میں مصروف ہیں اس دور کے عظیم مفتی، محدث فقیہ اور شیخ کامل ہیں عربی ادب کے بڑے ماہر اور مایۂ ناز عربی شاعر ہیں اکابر کے بے حد قدر دان ہیں، اتباعِ سنت اور حق و صداقت کا عظیم پیکر ہیں۔ حضرت مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے محب و محبوب ہیں اور خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون کے زمانہ ہی سے مفتیٔ اعظمؒ کے ساتھ ربط و تعلق قائم رہا حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کے مقام کے متعلق اپنے مضمون میں تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"دارالعلوم دیوبند جو ایشیا بلکہ دنیا میں دین و علم کا مرجع ہے اس کے

فتاویٰ کا کام معمولی کام نہیں مگر حضرت والا مفتی صاحبؒ کی طبعی مناسبت نے افتاء نے بہت جلد اور انتہائی درجہ حاصل کر لیا کہ بعض آپ کے ساتھی بلکہ بعض پہلے کے معین مفتی معین ہی رہ گئے تکمیل کو نہ پہنچ سکے بلکہ اگر ارباب دارالعلوم برا نہ مانیں تو صحیح بات یہی ہے کہ حضرت مفتی صاحبؒ کے بعد دارالعلوم دیوبند کے شعبہ افتاء میں جو خلاء اور انحطاط ہوا اتفادہ آج تک جیسا کہ چاہیئے تھا پورا نہ ہو سکا چونکہ مفتیوں کے ساتھ ایک دوسرے کے جوابات سائلین بھیجتے رہتے ہیں یہ حالات کام کرنے والوں کو ہی معلوم ہوتے ہیں، یہ دولت پاکستان کے حصے میں آگئی تھی اور عوام نے بالکل بجا لقب مفتیٔ اعظم دیا تھا اب پاکستان بھی اس سے محروم ہو گیا اللہ تعالیٰ کو بڑی قدرت ہے وہ پھر کوئی ایسا پیدا کر سکتے ہیں۔

باطن کے مقام کا پتہ تو اسی درجہ کے بزرگوں کو ہو سکتا ہے، "ولی را ولی می شناسد" لیکن ہمارے پاس ایک معیار آسان ترین یہ ہے کہ مسلّم بزرگوں نے اُن کو کیا درجہ دیا تو حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ کا خلعت خلافت سے نواز دینا سب سے بڑی شہادت ہے اور خلفاء میں سے اس انتخاب میں ان کا آجانا جن کو اصلاح کے لئے منتخب کر کے اعلان فرمایا تھا سونے پر سہاگہ ہے اسی سے باطنی درجہ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

ایک دفعہ ایک عورت کا خط تھانہ بھون میں آیا اپنی مشکل کے حل کا مسئلہ پوچھا میری سمجھ میں حل نہ آیا حضرت تھانوی قدس سرہٗ حیات تھے عرض کیا، فرمایا ہاں ہے بہت پیچیدہ اسے مولوی محمد شفیع صاحب کو بھیج دو وہاں سے جواب آجائے گا، میں نے ایسا ہی کیا، جواب آیا، میں نے حضرت قدس سرہٗ کی خدمت میں پیش کیا تو بہت پسند فرمایا اور دعا دی اس وقت معلوم ہوا کہ اس فن میں حضرت مفتی صاحبؒ کا کیا درجہ تھا، فن والے کا درجہ

ماہر فن ہی جانتا ہے ۔
عربی مدرسوں میں ہمیشہ تنخواہیں کم اور کام زیادہ ہوتا ہے خیر کام تو سب انجام دیتے ہیں مگر جن کے اہل و عیال کافی ہوں یا ان کا ماحول بھی ذرا عشرت کی زندگی کا ہو وہ مجبور ہوتے ہیں کہ کوئی اور بھی کام ساتھ لگالیں تاکہ تنگی ترشی سے سابقہ نہ پڑے جب ہمہ تن ایک کام میں ایک آدمی نہ لگا تو ظاہر ہے کہ اس کی علمی ترقی میں کچھ خلل ضرور آئے گا میرا ذاتی تجربہ ہے کہ میں اس درجہ سے ہمعصر ساتھیوں کے پیچھے رہ گیا مگر جس قدر غور کرتا ہوں حیرت ہوتی ہے کہ حضرت مفتی صاحبؒ تجارت کتب خانہ کی مشغولی کے ساتھ علم و فضل میں ہمعصروں سے کیسے سبقت لے گئے، اللہ تعالیٰ نے ان کے اوقات اور دل و دماغ میں عجیب برکت عطا فرمائی تھی کہ دونوں کام نہایت عمدہ پیمانہ پر ساری عمر کر گئے۔

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ ؛ ؛

پھر اس علم و فضل کے ساتھ باطن میں بھی اعلیٰ درجہ پر فائز رہے یہ ایک زندہ کرامت کے سوا اور کیا کہی جاسکتی ہے۔ علم دین کے موقوف علیہ اور معین و مددگار علوم و فنون اور پھر درس و وعظ تصنیف و تالیف وغیرہ سب علمائے دین حسب قوت و ہمت کرتے رہتے ہیں مگر بعض کو کسی سے ایک طبعی لگاؤ ہوتا اور وہ اس فن میں جلد اور سب سے فوق ترقی کر جاتا ہے۔ (ماخوذ ماہنامہ البلاغ مفتی اعظم نمبر)

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب مدظلہٗ نے ایک مکتوب گرامی میں فرمایا کہ:۔
حضرت مفتی صاحبؒ کے انتقال نے تو ہماری کمر ہی تو توڑ دی ہے اور ہم یقیناً بے سہارا ہو

گئے ہیں اس موقعہ پر وہی بات کہتا ہوں جو حکیم الامت
تھانویؒ کی رحلت پر مفتی کفایت اللہ صاحبؒ
نے کہی تھی کہ عامتہ الناس تو مسائل معلوم کرنے کے
لئے ہم سے رجوع کرتے ہیں اب مسائل معلوم
کرنے کے لئے ہم کس سے رجوع کریں گے ؟!
یہ عظیم نقصان تو ہمارا ہے افسوس وہ ہم سے جدا ہو گئے ۔!
(مکتوب گرامی بنام احقر بخاری عغفر لہٗ)

حضرت مفتی جمیل احمد صاحب اپنے منظوم تاثرات میں فرماتے ہیں کہ ۔

اک شیخ وقت وہادیٔ عالم نہیں رہے ؛؛ شرع وطریق عشق کے سنگم نہیں رہے
تقویٰ وزہد و معرفت حق کے مقتدا ؛؛ میدان علم وفضل کے رستم نہیں رہے
ٹوٹی ہر ایک کی کمر اس سانحہ کے بعد ؛؛ ہر کام کے کسی میں وہ دم خم نہیں رہے
افتاء و درس و وعظ و تصانیف و نظم و نثر ؛؛ بے مثل کارہائے منظم نہیں رہے
اصلاح وتربیت کار ہا تھانوی طریق ؛؛ اُف "عصر" کے یہ شیخ معظم نہیں رہے
اک مختصر سے جثہ سے اتنے بڑے بڑے کام ؛؛ ہاں ہاں وہ خانقاہ میں کچھ کم نہیں رہے
چودہ سو سالہ نظریے اسلام کے بواج ؛؛ یورپ زدوں کے دل میں مسلم نہیں رہے
باطل کے منہ میں دیتے تھے جو ہر وقت لگام ؛؛ ہوتے تھے جن کے سامنے سر خم نہیں رہے

ہوش وحواس باختہ کیوں ہوں نہ اہل دین
وہ باکمال مفتیٔ اعظمؒ نہیں رہے ؛!

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی مہتمم دارالعلوم دیوبند حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہٗ بانی دارالعلوم دیوبند کے پوتے اور حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب مہتمم خامس دارالعلوم کے صاحبزادے ہیں آپ حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص تلامذہ اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کے اجل خلفاء میں سے ہیں، دارالعلوم دیوبند کے قابلِ فخر فضلاء میں سے ہیں اور موجودہ دور کے عظیم محقق، محدث، مفسر، مدبر، مصنف اور شیخ کامل ہیں، بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں اور اپنی علمی و روحانی صلاحیتوں کی بناء پر دنیائے اسلام کی عظیم شخصیتوں میں شمار ہوتے ہیں حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی ساتھیوں میں سے ہیں اور اپنے اوصاف و کمالات میں اپنی نظیر آپ ہیں حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کے متعلق اپنے تفصیلی تاثرات میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

"مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے ممتاز علماء و فضلا میں سے تھے، قوی الاستعداد اور استحضارِ علم کے ساتھ معروف فقہ و ادب میں خاص امتیاز رکھتے تھے، میرا اور اُن کا تعلق بھائیوں جیسا

تھا اور تقریباً سارے ہی مبادیات تعلیم و تربیت میں ہم ساتھ ہی رہے، درجۂ فارسی سے لے کر دورۂ حدیث اور کتب عالیہ و آلیہ میں رفاقت رہی تھی، حتیٰ کہ سیر و تفریح میں بھی رفاقت ہی رہتی تھی، حج وغیرہ میں اکٹھے شرکت ہوتی تھی، جب حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ اسارت مالٹا سے رہا ہو کر وطن واپس تشریف لائے تو ہم اکٹھے ہی ان سے بیعت ہوئے اور پھر ان کے وصال کے بعد احقر ہی کی معیت میں حضرت قدس حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ کی طرف رجوع کیا اور حضرت مرشد تھانویؒ سے خلافت حاصل کی تعلیمی فراغت کے بعد دار العلوم دیوبند کے اساتذہ اور ذمہ داروں نے آپ کو علم و استعداد کی بناء پر دار العلوم کا مدرس بنایا پھر آپ جلد ہی اپنی علمی قابلیت و لیاقت سے اعلےٰ مدرسین میں شامل ہو گئے پھر آپ کی استعداد کی کمال کی بناء پر آپ کو دار العلوم کا صدر مفتی قرار دے دیا گیا، گویا حضرت مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ کا قائم مقام بنایا گیا۔ یہ سب آپ کی لیاقت اور قوت علمی کے آثار تھے، آپ تعلیم ظاہر کے ساتھ تعلیم باطن میں بھی کمال کو پہنچے اور اسی لئے الحمد للہ آج آپ کے متوسلین بکثرت موجود ہیں اور مخلوق خدا کو بہت فائدہ پہنچ رہا ہے۔ آپ کو تصنیف و تالیف کا ذوق بھی ابتداء سے تھا فقہ و حدیث اور مناظرہ میں نہایت مفید تصانیف کا ایک عظیم ذخیرہ موجود ہے جو آپ کے قلم سے نکلا اور خواص و عوام کے لئے نہایت مفید ثابت ہوا، شعر و شاعری کا بھی ذوق زمانہ طالب علمی سے تھا، عربی اور فارسی و اردو میں نہایت عمدہ قصائد مراثی اور واقعاتی نظمیں لکھی ہیں جن کا مجموعہ شائع بھی ہو چکا ہے آخری دور میں تفسیر معارف القرآن لکھی جو علم تفسیر میں ان کا عظیم کارنامہ ہے، تقسیم ملک کے بعد جب آپ نے پاکستانی قومیت اختیار فرمائی اور یہاں دیوبند سے ہجرت

فرما کر پاکستان تشریف لے گئے تو ہیں کسی مرنے والے کے لئے بھی اتنا کبھی نہیں رویا جتنا آپ کے فراق میں رو رہا تھا، یہ حالت دیکھ کر سب گھر والے پریشان ہو گئے تھے کہ آخر کیا حادثہ پیش آگیا جو اتنا گریہ طاری ہے، یہ تعلق کی بناء پر تھا کہ ابتدائے عہد سے ہم رفیق رہے تھے آپ کے سانحۂ ارتحال کی خبر مشتہر ہوتے ہی پورے دارالعلوم میں صدمہ کی ایک لہر دوڑ گئی اور دارالعلوم کے علمی حلقہ میں رنج و غم کے گہرے بادل چھا گئے سب جمع ہو گئے اور فوراً کلمہ طیبہ کا اور قرآن کریم کا ختم کرا کر ایصال ثواب کرایا گیا اور احقر نے ان کی صفات حمیدہ ظاہر کر کے غم میں ڈوبی ہوئی تقریر کی، پورا دارالعلوم تعزیت گاہ بن گیا تھا پھر دارالعلوم کو دو دن کی تعطیل دی گئی تاکہ طلباء و اساتذہ ان ایام میں جس قدر بھی ممکن ہو ایصال ثواب میں مشغول رہیں ۔

حضرت مفتی صاحبؒ پاکستان میں مسلکِ دیوبند کے عظیم داعی اور ترجمان تھے دارالعلوم دیوبند کے قیمتی جوہر اور عظیم فرزند تھے اور اپنی ذاتی خوبیوں اور لیاقتوں کی بناء پر سارے ہی طبقہ اہل علم کے معتمد تھے اور مسلّم تھے ان کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اسلاف کا ذوق ان میں پوری طرح رچا بسا تھا اور وہ ہر جزئی مسئلہ میں بزرگوں کے اتباع کو ضروری سمجھتے تھے حضرت مفتی صاحبؒ اگرچہ آج ہم میں نہیں ہیں مگر ان کا علم اور دینی خدمات زندہ رہیں گی اور اس سے ان کی یاد ہمارے دلوں میں ہمیشہ تازہ رہے گی آپ نے کراچی میں دارالعلوم کے نام سے علوم دینیہ کی ایک عظیم دینی درسگاہ بھی قائم فرمائی جو آج پاکستان میں مرکزی حیثیت کی ایک ممتاز تعلیم گاہ ہے، گورنمنٹ پاکستان نے اسلامی قانون کی تدوین کے لئے علماء کی ایک کمیٹی بنائی تھی، آپ اس کے بھی ممبر رہے بہرحال آپ کی وفات کا صدمہ ایک گھرانے کا نہیں بلکہ پورے دارالعلوم اور سارے علمی حلقے کا ہے

پھر بھی اس شدید غم میں وجہ تسلی یہ ہے کہ انہوں نے اپنے ترکہ میں جہاں ایک بڑا علم چھوڑا جو اُن کی کثیر تصانیف میں محفوظ ہے وہیں الحمدللہ قابل اولاد بھی چھوڑی جس سے بھرپور توقع ہے کہ ان کے آثار اور باقیات الصالحات کو من وعن باقی رکھیں گے بالخصوص عزیز محمد تقی سلمہٗ سے ہماری امیدیں زیادہ وابستہ ہیں اب انھیں یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ مفتی محمد شفیع ہیں۔ حق تعالےٰ ان آرزوؤں کو پورا فرمائے اور حق تعالےٰ مفتی صاحب کو درجاتِ عالیہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

(البلاغ مفتی اعظم نمبر)

مفتئ اعظم قدس سرہٗ

بایزیدِ عصر تھا وہ اسلاف کی تصویر تھا
اہلِ حق کے واسطے وہ مطلعِ تنویر تھا!
سیّد خیر البشر ﷺ کے خلق کی زندہ مثال!
اِس صنم خانہ میں وہ توحید کی شمشیر تھا

(ایم اے بخاری)

خطیب ملت حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی رح

خطیب ملت حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں، آپ پاکستان کے ایک ممتاز عالم دین، شہرہ آفاق خطیب اور دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈو الہ یار کے بانی و مہتمم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسن صورت اور حسن بیان کا جو ملکہ عطا فرمایا ہے بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے آپ تقریر کی طرح تحریر کا بھی اچھا ملکہ رکھتے ہیں اور عرصہ دراز سے قرآن حکیم کی تفسیر زیر تالیف ہے جو سال ہا سال سے پاکستان کے سب سے زیادہ کثیر الاشاعت اخبار روزنامہ جنگ میں بالاقساط پابندی سے شائع ہو رہی ہے۔ آئین پاکستان کو قرآن و سنت کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے جب بھی کوئی کوشش کی گئی آپ اس میں پیش پیش رہے، سنہ ۱۹۵۱ء میں کراچی میں آپ کی مساعی سے پاکستان کے تمام دینی مکاتب فکر کے چوٹی کے مختلف الخیال علماء کا اجلاس منعقد ہوا جس میں تمام علماء نے متفقہ طور پر اسلامی مملکت کے بائیس رہنما بنیادی اصول مرتب کر کے اتحاد و اتفاق کی ایک مثال قائم کی، آپ مدت دراز تک مرکزی جمعیت علماء اسلام و نظام اسلام پارٹی کے ناظم اعلیٰ اور قائد رہے، سنہ ۱۹۵۲ء میں ڈھاکہ میں آپ کی صدارت میں ایک عظیم الشان

کانفرنس منعقد کی گئی جس میں ہزاروں علماء لاکھوں افراد نے شرکت کی اور حکومت کو صاف الفاظ میں بتادیا کہ کوئی ایسا دستور قبول نہیں کیا جائے گا اور اسلام کے نام پر بنایا گیا جو ملک ہم نے حاصل کیا ہے اس میں غیر اسلامی قانون نہیں چلنے دیا جائیگا غرض یہ کہ پاکستان میں دستورِ اسلامی کے نفاذ کے سلسلہ میں جتنی کوششیں ہوئیں دوسرے علماء کرام کے شانہ بشانہ آپ نے بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ ہمیشہ سے اکابر علماء دیوبند کے محبوب رہے ہیں خصوصاً شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا مفتی محمد حسن امرتسری مولانا خیر محمد جالندھری مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی اور مولانا محمد ادریس کاندھلوی آپ سے بڑی محبت و شفقت فرماتے تھے شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی نے ایک بار مولانا احتشام الحق صاحب کی تقریر سن کر فرمایا تھا کہ۔

"اب مجھے مرنے کا کوئی فکر نہیں ہے میرے بعد میرا
جانشین پیدا ہوگیا ہے۔"

(بحوالہ ماہنامہ الرشید دار العلوم دیوبند نمبر)

حضرت مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے آپ ممتاز تلامذہ میں سے ہیں۔ اور حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی کے اجل خلفاء میں ایک بلند مقام پر فائز ہیں آپ کے متعلق حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ اشرفیہ سکھر میں ایک جلسہ کے موقع پر فرمایا کہ:۔ "مولانا احتشام الحق کے ہوتے ہوئے میری تقریر
کی کیا ضرورت ہے۔"

جب مدعوئین نے زیادہ اصرار کیا تو حضرت مفتی اعظم نے فرمایا کہ:۔

آپ حضرات کیوں مخمل میں ٹاٹ کا پیوند لگوانا چاہتے ہیں؟ (بحوالہ البلاغ مفتی اعظم نمبر)

بہرحال حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی کا تعلق بڑا گہرا تھا اور مولانا احتشام الحق صاحب حضرت مفتی اعظم کا بے حد احترام و اکرام فرماتے اور اپنے استاذِ مکرم کی رحلت پر پھوٹ پھوٹ کر رو دیئے تھے۔ حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کی تدفین سے قبل دارالعلوم کراچی میں لاکھوں کے اجتماع سے تعزیتی خطاب کرتے ہوئے مولانا تھانوی نے فرمایا کہ:-

حضرت مفتیٔ اعظم مولانا مفتی محمدؒ شفیع صاحبؒ قدس عوام ہی کے رہنما نہیں تھے بلکہ علماء کے لئے بھی رہنما کی حیثیت رکھتے تھے اپنے مسائل اور معاملات کے بارے میں محض عوام ہی اُن سے رجوع نہیں کیا کرتے تھے بلکہ علماءِ کرام بھی اپنی مشکلات اور مسائل ان کی خدمت میں پیش کر کے رہنمائی حاصل کیا کرتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت مفتی صاحبؒ کے وفات پا جانے سے تمام علمائے کرام یتیم ہو گئے، علمی حلقوں کا زبردست نقصان ہوا ہے جس کی تلافی ممکن نہیں، حضرت مفتی صاحبؒ نے تحریک پاکستان میں جو شاندار اور نمایاں خدمات انجام دیں انھیں تاریخ کبھی فراموش نہیں کریگی

پھر انھوں نے پچاس سال تک مسلسل دینی خدمات انجام دیں اور پیرانہ سالی میں بھی رہنمائی کا فریضہ بڑی ہمّت کے ساتھ انجام دیتے رہے، انھوں نے ملّت اور دین کی جو خدمات انجام دی ہیں حق تعالیٰ ان کا اجر عطا فرمائیں گے انھوں نے اپنی زندگی سے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ ہم اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کریں اور اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رہیں اور فرائض انجام دیتے رہیں۔"

(روزنامہ جنگ ۸ ر اکتوبر ۱۹۷۶ء)

حضرت مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کی تفسیر معارف القرآن کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

"حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر معارف القرآن دورِ حاضر کا سب سے بڑا علمی شاہکار ہے اور اس صدی کا عظیم تفسیری کارنامہ ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق بخشے۔ آمین

(مکتوب گرامی بنام احقر بخاری عفرلہٗ)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی

فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی بانی و مہتمم مدرسہ اشرف المدارس کراچی، پاکستان کے ممتاز عالم دین، مفتی، فقیہ، محدث اور حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ارشد ہیں۔
دارالعلوم دیوبند میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کے علاوہ جن اساتذہ سے تعلیم حاصل کی ان میں حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ، حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا عبدالحق نافعؒ اور مفتی ریاض الدین صاحب جیسے عظیم اساتذہ شامل ہیں۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ سے آپ نے طحاوی شریف پڑھی، فراغت تعلیم کے بعد متعدد مدارس عربیہ میں تدریس کی خدمت انجام دیتے رہے پھر شوال ۱۳۷۶ھ تا ۱۳۸۲ھ حضرت مفتی اعظمؒ کے دارالعلوم کراچی میں بخاری شریف سمیت دورۂ حدیث کی دوسری کتب پڑھانے کا شرف حاصل رہا۔ رمضان ۱۳۸۲ھ میں اپنے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری قدس سرہٗ کے ایماء پر ناظم آباد کراچی میں "اشرف المدارس" کی بنیاد ڈالی۔ جہاں ملک و بیرون ملک کے طلباء فن افتاء کی مشق کرتے ہیں۔ آپ

متعدد علمی کتب و رسائل کے مؤلف ہیں ۔ خاص طور پر فقہ کی مشہور کتاب "احسن الفتاویٰ" آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے جو کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اس کے علاوہ "ارشاد القاری الی صحیح بخاری" "تسہیل المیراث" اور فضائل جہاد وغیرہ کتب آپ کے علمی شاہکار ہیں ۔ حضرت مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کا تعلق آخر دم تک قائم رہا اور اپنے اُستاذ مکرم کی سرپرستی میں فقہ اور فتاویٰ کی اہم خدمات انجام دیتے رہے حضرت مفتی اعظمؒ سے بڑی عقیدت و محبت تھی اُن کی رحلت پر اپنے مکتوب گرامی میں جو تعزیتی کلمات تحریر فرمائے اُن سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ حضرت مفتی اعظمؒ آپ کی نظر میں کتنا مقام رکھتے تھے فرماتے ہیں : کہ ۔

"اُستاذ محترم مفتی اعظم پاکستان بقیۃ السلف حجۃ الخلف حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا سانحہ ارتحال پورے عالم اسلام کا عظیم سانحہ ہے ۔ افسوس کہ علم و عرفان کا یہ چمکتا ہوا آفتاب ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا ۔ آپ نے اپنی تمام زندگی دین کی خدمت میں گزار دی ، آپ حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کے خلیفۂ مجاز ، صحیح جانشین اور عاشق صادق تھے آپ کی علمی خدمات کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے صرف ایک تفسیر "معارف القرآن" ہی کو لیجئے جو ایک علمی شاہکار ہے اور بہت بڑا کارنامہ ہے آٹھ جلدوں پر مشتمل کئی ہزار صفحات کا یہ عظیم شاہکار پوری دنیائے اسلام کے اکابر علماء سے دادِ تحسین حاصل کر چکا ہے حق تعالیٰ شرف قبولیت بخشے آمین ۔ حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ کی ذات گرامی سب کے لئے سایۂ رحمت تھی اور اپنے علم و عمل ، زہد و تقویٰ اور خلوص و للّٰہیت کے باعث اہل پاکستان بلکہ اہل اسلام کے لئے ایک مینارۂ نور تھے ، آپ کی علمی و فقہی

بصیرت و فراست بے مثال تھی، اخلاقِ حسنہ کے بلند معیار پر فائز تھے اور اخلاقِ نبوی ؐ کا ایک جامع نمونہ تھے، وسعتِ معلومات کے ساتھ بہت زیادہ وسعتِ قلبی تھی، سر تا پا علم اور علمی نکات کے بے حد قدر دان تھے اس تبحر علمی کے باوجود مزاج میں تواضع اور سادگی کا پہلو نمایاں طور پر واضح تھا۔ فقہ و تفسیر میں امامت کا مرتبہ حاصل تھا اب ایسی جامع کمالات ہستیاں کہاں میسر ہوں، حق تعالیٰ حضرت الاستاذ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔
(مکتوب گرامی)

ارشاد گرامی قبلہ مفتی اعظم رح

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم اگر اپنی اصلاح کر لیں تو تمام دنیا سدھر سکتی ہے اور بغیر کسی ظاہری تبلیغ کے بھی بہت کچھ سدھر سکتی ہے، ہمارے اسلاف نے الفاظ سے زیادہ کردار سے اسلام کی تبلیغ کی ہے"

(مفتی اعظم نمبر ص ۱۶)

حضرت مولانا مفتی عتیق الرّحمٰن عثمانی

آپ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی دیوبندی قدس سرہٗ کے فرزند رشید اور دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز فاضل ہیں، عرصہ تک امام العصر علاّمہ محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہٗ کی معیّت میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں مدرس کی حیثیت سے کام کیا اس سے قبل کچھ عرصہ دارالعلوم دیوبند درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ پھر ایک عرصہ دراز تک کلکتہ میں مقیم رہے اور وہاں کے لوگوں کو علم اور دین سے مستفید کیا اس کے بعد دہلی آکر ادارۂ ندوۃ المصنّفین قائم کیا جو وقت کا ایک بہترین معیاری ادارہ ہے جس نے اسلامی علوم و فنون کی بہت سی قابل قدر تصانیف ملک کے سامنے پیش کیں آپ اس وقت دہلی کے مشاہیر علم و فضل میں شمار کئے جاتے ہیں بہت سے علمی اور دینی اداروں کے ممبر بھی ہیں اور مرکزی حج کمیٹی بھارت کے صدر بھی ہیں حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کا قریبی رشتہ ہے۔ اور علمی و روحانی لحاظ سے حضرت مفتی اعظمؒ سے گہرا تعلق ہے حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اپنے تاثرات میں فرماتے ہیں کہ :۔

حضرت مفتی اعظم مرحوم کا شمار دارالعلوم دیوبند

ئے ممتاز اساتذہ میں ہوتا ہے، ادب اور فقہ میں خاص طور پر آپ کی شہرت تھی، درس و تدریس کے ساتھ ان کو شروع ہی سے تصنیف و تالیف سے بھی شغف تھا پھر دار العلوم دیوبند کی مسندِ افتاء پر جلوہ افروز ہوئے اور حضرت والد مرحوم مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب قدس سرہٗ کے فتاویٰ کی ترتیب کا کام نہایت محنت اور سلیقہ سے انجام دیا اور اور عزیز الفتاویٰ کے نام سے خود ہی اس کی اشاعت کا انتظام کیا شروع میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور غالباً ان سے تبرکاً بخاری شریف کے کچھ سبق بھی پڑھے پھر حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ سے تجدید بیعت کی اور ان کے مجاز خاص ہوئے حضرت حکیم الامت تھانویؒ کو حضرت مفتی صاحبؒ کے علم اور خاص طور سے تفقہ پر بہت اعتماد تھا تقسیم ملک کے نتیجہ میں مفتی صاحب پاکستان تشریف لے گئے اور ہم جماعت کے ممتاز عالم دین کے فیض صحبت سے محروم ہو گئے پاکستان پہنچ کر حضرت مفتی صاحبؒ نے نہ صرف دار العلوم دیوبند کی شاندار روایات کو قائم رکھا بلکہ ان کو چار چاند لگا دئیے، اس میں کوئی شک نہیں مفتی اعظم مرحوم کا شمار اس وقت اکابر علماء دیوبند میں تھا ان کی علمی اور دینی خدمات ناقابل فراموش ہیں کراچی کا دار العلوم ان کی زندہ جاوید یادگار ہے، قدیم علماء میں تحریر کی ایسی شگفتگی اور روانی کم دیکھی ہو گی جیسی حضرت مفتی صاحب کی تحریر میں تھی یہی وجہ ہے کہ بہت سی دوسری اہم مصروفیتوں کے ساتھ تصنیف و تالیف کی بھی اعلیٰ پیمانہ پر خدمت انجام دے رہے تھے، سینکڑوں کتابوں کے علاوہ ان کا عظیم الشان کارنامہ تفسیر معارف القرآن ہے جو آٹھ ضخیم جلدوں میں ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے کام میں بڑی برکت عطا فرمائی اور ہر کام کو بڑی محنت

اور قابلیت سے جمع کر کرتے تھے۔ گو حضرت مفتی صاحبؒ آج دنیا میں نہیں ہیں لیکن اُن کی خدمات ہمیشہ یاد رہیں گی وہ پاکستان میں علماء دیوبند کی آبرو تھے۔ حکومت کے معاملات میں دخیل ہونے کے باوجود انھوں نے اپنی عظمت اور وقار کو قائم رکھا حضرت مفتی صاحبؒ کی نیک نیتی کا ایک کھلا ہوا ثمرہ یہ ہے کہ ان کی اولاد نے ان کے تمام علمی اور اصلاحی کاموں کو قابلیت اور سلیقہ سے سنبھال لیا ہے ان کی تمام ہی اولاد ماشاءاللہ ذی علم ہے۔ اور صحیح راستہ پر قائم ہے۔"

(مفتی اعظم نمبر)

ارشاد مفتی اعظمؒ

"قرآن حکیم نے ایک طرف تو دنیا کے سارے نظام کا منشاء ہی قیام عدل و انصاف بتلایا دوسری طرف اس کا ایک بے مثال انتظام ایسا عجیب و غریب فرمایا کہ اگر اس کے پورے نظام کو اپنایا جائے اور اس پر عمل کیا جائے تو یہی خونخوار اور ریدار دنیا ایک ایسے صالح معاشرے میں تبدیل ہو جائے جو آخرت کی جنت سے پہلے نقد جنت ہو۔"

(معارف القرآن صفحہ ۵۷۵ جلد ۲)

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی برصغیر کے نامور علماء دین میں شمار ہوتے ہیں اور ماہنامہ "الفرقان" لکھنؤ بھارت کے مدیر ہیں" تمام علوم و فنون کے ماہر ادیب اور دارالعلوم دیوبند کے فاضل ہیں۔ مفتی اعظم قدس سرہٗ کے خاص معتقدین میں سے ہیں اور حضرت مفتی اعظمؒ کو اپنے اکابر و اساتذہ جیسا مقام دیتے تھے حضرت مفتی صاحبؒ کے متعلق فرماتے ہیں کہ :-

حضرت مفتی صاحبؒ دارالعلوم دیوبند کے ممتاز اساتذہ میں سے تھے اور حضرت علامہ کشمیری قدس سرہٗ نے اپنے جن باصلاحیت تلامذہ کو قادیانی فتنہ کے خلاف لکھنے کے لئے منتخب کیا تھا ان میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا خاص مقام تھا۔ ختم نبوّت کے موضوع پر اردو زبان میں "ختم النبوۃ" کے تینوں حصے اور عربی میں" ہدایۃ المہدیین" اسی زمانے میں لکھی گئی تھیں، کہا جا سکتا ہے کہ حضرت مفتی صاحبؒ کو اس خاص موضوع میں تخصّص کا مقام حاصل تھا۔

دارالعلوم کی رسمی طالب علمی کا دور ختم ہونے کے بعد راقم سطور جہاں بھی رہا سال میں ایک دو دفعہ دیوبند حاضری کا برابر معمول رہا، ان حاضریوں میں بھی حتی الامکان حضرت مفتی صاحبؒ سے ملاقات کا اہتمام کرتا، وہ ہمیشہ اس طرح پیش آتے کہ گویا میں

ان کا چھوٹا نہیں ہوں، کم از کم اقران میں سے ہوں ان کے اس رویہ سے میں ہمیشہ شرمسار رہتا۔ دراصل یہ تواضع ہمارے اکابر و اسلاف کا خاص ورثہ تھا اور حضرت مفتی صاحبؒ نے اس سے حصہ وافر پایا تھا، عارفین اور حکماء اخلاق کا مشہور مسلمہ ہے کہ تمام محاسن اخلاق کی اصل اور سرچشمہ "تواضع" ہے جس طرح تمام مساوئ اخلاق کی جڑ اور بنیاد "کبر" ہے۔

جیسا کہ ہونا چاہیئے تھا، حضرت مفتی صاحبؒ اپنی خداداد صلاحیتوں کی بناء پر تیزی سے ترقی کے درجات طے فرماتے رہے اور دارالعلوم کے اکابر اساتذہ کی صف میں آ گئے، پھر جلد ہی وہ وقت آ گیا کہ دارالعلوم کے دارالافتاء کی صدارت کے عظیم منصب پر فائز ہو گئے، اُس کے بعد ہی سے "مفتی" گویا ان کے نام کا جُزبن گیا۔ اِس سے پہلے ان کو صرف مولانا محمد شفیع صاحب دیوبندی کہا اور لکھا جاتا تھا۔"

(ماخوذ ماہنامہ البلاغ مفتی اعظم نمبر)

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی شخصیت ایک بین الاقوامی شخصیت ہے برصغیر پاک و ہند کا کوئی عالم مصنف اور صاحب فکر عالم اس وقت پورے عالم اسلام میں مولانا موصوف سے زیادہ مقبول نہیں ہے، عرب ممالک میں کہیں جایئے مولانا کی شہرت عام ملے گی، آپ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے رکن رکین ہیں، جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی مجلس شوریٰ کے ممبر ہیں۔ موتمر عالم اسلامی بیروت موتمر اسلامی قدس کے ممبر ہیں ہندوستان میں دار المصنفین، دار العلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ اور مجلس عمل کے رکن ہیں اور ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ناظم اعلیٰ ہیں بہت سی کتابوں کے مولف ہیں اور ایک قابل قدر شخصیت کے مالک ہیں، حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خاص محبین اور معاصرین میں سے ہیں گذشتہ سال آپ پاکستان تشریف لائے تو دار العلوم کراچی بھی حضرت مفتی اعظمؒ کی تعزیت کے سلسلہ میں تشریف لے گئے اور دار العلوم کے اساتذہ و طلباء کے ایک عظیم اجتماع سے خطاب بھی فرمایا۔ حضرت مفتی اعظم رح کو آپ نے جس طرح خراج عقیدت پیش کیا اس کے چند جملے ملاحظہ فرمایئے جس سے حضرت مفتی اعظمؒ کے مقام و مرتبہ کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ:۔

”میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آج مجھے اس دار العلوم میں

پہنچنے کی توفیق عطا فرمائی جس کا نام میں برسوں سے سنتا تھا اور اس کے بانی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مجھے عقیدت تھی، اور یہ میں بے تکلف عرض کرتا ہوں کہ میں اس پورے عہد میں جن چند شخصیتوں کے علم کا قائل تھا، علم کی گہرائی اور علم کی پختگی کا جس کو رسوخ فی العلم کہتے ہیں اور یہ دولت بہت خال خال پائی جاتی ہے، مصنف بن جانا، مقرر بن جانا، کثیر التحریر ہونا، کثیر التقریر ہونا، عام مقبولیت کسی کو حاصل ہو جانا، یہ ساری چیزیں آسان ہیں لیکن ایک چیز ہے جس کو فقاہت نفس کہتے ہیں یا رسوخ فی العلم کہتے ہیں کہ آدمی راسخ فی العلم ہو فقیہ النفس بن جائے، یہ کہیں ہزاروں میں نہیں یا لاکھوں میں کسی کو یہ بات حاصل ہوتی ہے، حضرت مفتی صاحبؒ ایسی ہی چند شخصیتوں میں سے ایک اور میرے اساتذہ اور شیوخ کی صف میں تھے، یہ میری بدقسمتی ہے کہ مجھے ان سے براہ راست استفادہ کرنے یعنی درس کے ذریعہ استفادہ کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اس کا امکان تھا کہ اس لئے جب ۵۰ھ میں میں دیوبند میں تھا حضرت مفتی صاحبؒ درس دیتے تھے لیکن طالب علمی اور نوجوانی کا دور اور میں دورہ کے اسباق میں شریک ہوتا تھا افسوس کہ میں استفادہ نہ کر سکا، اس کے بعد میں علمی مشاغل میں، تدریسی مشاغل میں مشغول ہو گیا، اس کے بعد پاکستان بن گیا، یہاں آنا جانا بھی ہم لوگوں کے لئے بہت مشکل ہو گیا، آج بائیس برس کے بعد میں نے قدم رکھا ہے کراچی کی سرزمین پر درمیان ۵۶ء کو دو تین دن کے لئے یہاں اتر گیا تھا اور شاید ایک مرتبہ ایک فلائٹ چھوڑ کر دوسری فلائٹ پکڑنے کے لئے چند گھنٹے مل گئے تھے، اس کے علاوہ میں نہیں آیا، اس طرح حضرت مفتی صاحبؒ کی خدمت میں میں حاضر بھی نہ ہو سکا کہ کچھ زبانی ہی استفادہ کرتا، اپنے سوالات پیش کرتا یا کچھ معلومات میں اضافہ

کرتا اس سے بھی محروم رہا لیکن آج اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے ان کی بہترین یادگار اس دارالعلوم میں مجھے پہنچایا اور مخدوم زادوں سے ملوایا، یہ نورانی شکلیں یہ طلباء کی معصوم شکلیں اور بہ دین کے قدر دانوں کے نورانی چہرے مجھے نظر آئے تو پھر میرا الکان تو آدھا یا آدھے سے زیادہ ہی دور ہو گیا۔ اللہ تعالےٰ اس مدرسے کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائے اس کی نافعیت مسلم ہو اور اس کے بزرگ دبانی جو تھے الحمد للہ وہ میری نظر میں ہیں کہ وہ انہی اصولوں پر قائم تھے جو حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے اصول ہیں اور ہمارے سب بزرگوں کے اصول ہیں،

ایک دفعہ پھر مولانا ظفر احمد عثمانی ۔ مفتی محمد شفیعؒ اور مولانا یوسف بنوری پیدا کر دے"

(البلاغ جنوری ۱۹۷۹ء)

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر

آپ بھی پاکستان کے مایہ ناز علماء میں سے ہیں صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے صدر مدرس اور شیخ الحدیث ہیں، حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ تلمذ کی سعادت آپ کو بھی حاصل ہوئی آپ نے حضرت مفتی اعظمؒ سے طحاوی شریف پڑھی ہے آپ کو حضرت مفتی صاحبؒ سے بے حد تعلق اور عقیدت تھی اپنے اکثر معاملات آپ حضرت مفتی صاحبؒ کے مشورہ سے طے فرماتے تھے اور خود حضرت مفتی صاحبؒ کو بھی آپ سے قلبی تعلق تھا جس کا اظہار اس خط وکتابت سے ہوتا ہے جو آپ کے اور حضرت مفتی صاحبؒ کے درمیان ہوتی رہتی تھی۔ حضرت مفتی صاحبؒ کے متعلق آپ نے اپنے مضمون میں جس طرح اپنے استاذ مکرم حضرت مفتی اعظمؒ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے اس میں سے صرف ایک دو اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں تاکہ حضرت مفتی اعظمؒ کے مقام کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکے حضرت مولانا سرفراز خان صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ :-

" ہمارے استاذِ محترم فقیہہ دوراں مفتی اعظم پاکستان اور سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ دور حاضر کے ان بلند پایہ محققین میں سے ایک تھے جن کی ساری زندگی علم دین اور فقہ اسلامی کی نشر و اشاعت میں گزری

ہے جنہوں نے تدریس و تالیف اور تقریر و تزکیۂ نفوس کے ذریعے اس صحیح دین کو عوام الناس کیا بلکہ خواص تک پہنچایا جو امانت کے طور پر حضرات سلف صالحین نے آنے والی نسلوں تک پہنچانے کی انتھک سعی فرمائی اور بحمد اللہ تعالیٰ ان کی نیک سعی بار آور بھی ہوئی، اللہ تعالےٰ نے حضرت مفتی صاحبؒ کو نہایت ٹھنڈی، سلجھی ہوئی اور سنجیدہ طبیعت عطا فرمائی تھی کہ اپنے ہمعصروں میں وہ بالکل نمایاں تھے، ۱۳۶۰ھ میں جب دار العلوم دیوبند میں دورہ حدیث شریف کے لئے داخلہ لیا تو حضرت مفتی صاحبؒ کے پاس ہمارے اسباق میں سے طحاوی شریف تھی علماء کرام بخوبی جانتے ہیں کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شرح معانی الآثار مختلف احادیث کی جمع و تطبیق کے سلسلہ میں کتنی دقیق کتاب ہے اور اس میں النظر فرما کر عقلی اور فقہی و قیاسی دلیل سے جس طرح وہ راجح حدیث کو عیاں کرتے ہیں وہ کتنی ادق ہے۔

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ٹھہر ٹھہر کر دھیرے دھیرے انداز سے کتاب کو اس انداز سے پڑھاتے کہ بحمد اللہ تعالیٰ ہمیں آج تک ان کی بعض تقریریں اور پیارے کلمات یاد ہیں تقریباً نصف صدی تک حضرت مفتی صاحبؒ نے پاک و ہند اور دیگر اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کی جس طرح دینی رہنمائی فرمائی ہے، اور ہزارہا ٹھوس باحوالہ اور مدلل فتوی صادر فرما کر اسلام کا صحیح پہلو ان کے سامنے اجاگر کیا ہے وہ ایک ناقابل فراموش ذخیرہ ہے اور سب سے بڑی خوبی حضرت قدس سرہٗ کی یہ ہے کہ بالکل جدید اور مادی دور کی پیداوار کی وہ سنگین اُلجھنیں جن کو حل کرنے کے لئے صریح جزئیات کی شکل میں مدون کتب فقہ و فتاویٰ بالکل عاری ہیں ایسے ہی صنائع جدیدہ کے سلسلہ میں قرآن و سنت اور کتب فقہ کی

روشنی میں اپنی دینی بصیرت سے ایسے معلومات افزا اور تسلی بخش بدائع مفیدہ مرتب فرما کر اُمتِ مرحومہ پر احسانِ عظیم فرمایا ہے اور اسی طرح اسلام و کفر کی جامع تعریف جس سے کوئی مسلمان فرقہ خارج نہ ہو اور باطل فرقہ داخل نہ ہو۔ ٹھوس حوالوں سے مدون فرما کر علماء کے ہاتھ میں ایک ایسا عروۂ وثقیٰ پکڑا دیا ہے جس کے پڑھنے سے وہ تمام علمی اشکالات بفضل اللہ تعالیٰ بالکل کافور ہو جاتے ہیں جو کسی وسیع النظر اور ذہین سے ذہین آدمی کو اپنی علمی خامی کی وجہ سے پیش آتے اور آسکتے ہیں، اسی طرح بے شمار اختلافی مسائل پر چھوٹی بڑی کتابیں اور ان کے تراجم کر کے اور بعض کو عربی کا جامہ پہنا کر اس انداز سے مرتب کیا ہے کہ عوام الناس بھی بڑی آسانی سے ان سے استفادہ کر سکتے ہیں اور عربی دان ان کی عربی عبارات سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں اور تفسیر معارف القرآن تو ان کا ایسا صدقہ جاریہ ہے جس نے دورِ جدید میں اردو زبان میں تفسیریں لکھنے والوں کے طلسم کو توڑ کر رکھ دیا ہے، جن کو اپنی تفاسیر پر بڑا ہی ناز ہے اس تفسیر میں فنِ تفسیر کی ضروری اور صحیح باحوالہ تشریحات کے علاوہ جس طرح فقہی مسائل بیان کئے گئے ہیں وہ صرف اردو زبان میں ایسی تفسیر کا طرۂ امتیاز ہے، جس سے عموماً ہر مکتب فکر کے حضرات اور خصوصاً جدید تعلیم یافتہ حضرات صرف استفادہ ہی نہیں کرتے بلکہ ان کی ہر طرح سے تسلی بھی ہو جاتی ہے اور ہم نے بہت اونچے طبقے کے لوگوں سے اس تفسیر کے بارے میں بڑے ذوق و شوق کے جذبات سُنے اور ملاحظہ کئے ہیں اور دار العلوم کا دینی مدرسہ جس سے دور دراز کے لوگ علمی پیاس بجھاتے ہیں ان کا ایک مستقل صدقہ جاریہ ہے اور حضرت مفتئ اعظم مرحوم کے سب فرزند جو اپنی جگہ جدید علماء کرام میں شمار ہوتے ہیں۔ علی الخصوص حضرت مولانا محمد تقی صاحب عثمانی دام مجدہم ان کی باقیات صالحات

میں ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب مرحوم کے جنّت الفردوس میں درجے بلند کرے اور ان کی دینی و علمی خدمات کو قبول فرمائے اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے، آمین - ثم آمین

(ماخوذ ماہنامہ البلاغ کراچی مفتی اعظم نمبر ص)

ارشادِ گرامی حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ

"یہ کہنا کہ علماء وقت کے تقاضوں سے بے خبر ہیں یا وہ ان تقاضوں کی طرف توجّہ نہیں دینا چاہتے، محقق اور اہلِ بصیرت علماء امّت کے حالات اور تصانیف سے بے خبری کا نتیجہ ہے جس کا بڑا سبب بہت سی ادھوری تعلیم والوں کا اہلِ علم کے نام سے معروف ہو جانا اور ناواقف عوام کا دین کے تمام معاملات میں ان پر اعتماد کر لینا ہے"

(ادارہ تحقیقات اسلامی البلاغ اکتوبر ۱۹۶۸ء)

حضرت مولانا قاری محمد عبید اللہ امرتسری

آپ مخدوم الامت حضرت اقدس مولانا مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم اعلےٰ ہیں۔ آپ کو حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کی حیات میں ہی مدرسہ کی انتظامیہ نے باتفاق رائے جامعہ اشرفیہ کا مہتمم منتخب کرلیا تھا اور مولانا موصوف ابھی تک اس عہدہ پر ہیں اور انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے فرائض کی بجاآوری میں مصروف ہیں، حضرت مفتی محمد حسن صاحبؒ کی یوں تو ساری اولاد گوناگوں خصوصیات کی حامل ہے اور ماشاء اللہ رگ وپے میں دین رچا ہوا ہے لیکن مولانا عبید اللہ صاحب کو اس لحاظ سے فوقیت حاصل ہے کہ قرآن پاک ختم ہونے پر ان کتابوں کی بسم اللہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی قدس سرہٗ نے کرائی تھی، بچپن میں مولانا موصوف کو پڑھائی کا کچھ زیادہ شوق نہ تھا حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے حضرت تھانوی قدس سرہٗ سے شکایت کی تو انھوں نے اپنی خداداد بصیرت سے یہ پیشین گوئی فرمائی تھی کہ:۔

"انشاء اللہ بھاگتے بھاگتے ہی عالم ہو جائے گا"

یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی اور آج مولانا عبید اللہ صاحب کا شمار پاکستان

کے بڑے علماء دین میں ہوتا ہے اس کے علاوہ مولانا موصوف کو یہ فوقیت بھی حاصل ہے کہ دیوبند میں جب حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے پاس تلاوت بخاری شریف ہوتی تھی تو منتخب اور چیدہ طلباء ہی پڑھتے تھے، ان گنے چنے منتخب اور چیدہ طلباء میں حضرت مولانا عبیداللہ صاحب بھی تھے، مولانا موصوف نے دارالعلوم دیوبند میں جن ممتاز اساتذہ سے شرف تلمذ حاصل کیا اُن میں مولانا حسین احمد مدنیؒ کے علاوہ شیخ الحدیث مولانا محمدؒ رسول خان ہزارویؒ، شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب دیوبندیؒ، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمدؒ شفیع دیوبندیؒ، جامع المعقول مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ اور شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ شامل ہیں اور بقول مولانا موصوف ان اساتذہ میں بحمد اللہ ہر ایک علم و عمل کے درخشندہ آفتاب تھے "۔ مولانا موصوف اپنے اُستاذ مکرم مفتی اعظم پاکستان قدس سرہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ :-

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمدؒ شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفاتِ حسرت آیات پر جس قدر رنج و غم کیا جائے کم ہے جامعہ اشرفیہ لاہور حضرت مفتی اعظمؒ کی سرپرستی اور برکات سے محروم ہوگیا اور عالم اسلام اپنے عظیم دینی و روحانی پیشوا کے سایۂ مبارک سے محروم ہوگیا ہے ، حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت سے جو خلاء پیدا ہوگیا ہے اس کا پُر ہونا فی زمانہ مشکل ہے اب تو حضرت کی ہر ہر ادا کو یاد کر کے آنسو بہاتے رہیں گے حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کو جامعہ سے

خصوصی تعلق تھا اور ہم لوگوں پر بڑی شفقت فرماتے تھے
والدِ محترم حضرت مفتی محمد حسن صاحب قدس اللہ سرہٗ کی رحلت
کے بعد حضرت الاستاذ قبلہ مفتی اعظم قدس سرہٗ کی سرپرستی
ہمارے لئے ایک بڑا سہارا تھی جس سے محروم ہو کر
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب کچھ کھو بیٹھے ہیں حضرت
والا علیہ الرحمۃ کی عظیم یادگار دارالعلوم کراچی ہے جو پاکستان
بھر میں مرکزی حیثیت کی دینی درسگاہ ہے حق تعالیٰ اسے
قیامت تک جاری و ساری رکھے، حضرت کے انتقال
کی خبر سُن کر مدرسہ میں قرآن کریم کے کئی ختم کرائے
گئے اور تمام اساتذہ و طلباء حضرت کو ایصال ثواب کرتے
رہے، تمام اراکین مدرسہ اساتذہ اور طلباء سب ہی اس
غم میں برابر کے شریک ہیں اللہ تعالیٰ حضرت کو
جنت الفردوس میں اعلےٰ مقام نصیب فرمائے اور ہم
سب لوگوں کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق
عطا فرمائے۔ آمین

(مکتوبِ گرامی)

حضرت مولانا سید عبدالشکور ترمذی

راس الاتقیاء حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذیؒ مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا کا شمار پاکستان کے ممتاز علماء دین میں ہوتا ہے آپ ایک بہترین مدرس، مفسر، محدث اور فقیہ ہیں۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ کے اجل خلفاء میں سے ہیں اور ایک عالم باعمل اور شیخ کامل ہیں، مدرسہ عربیہ حقانیہ کے صدر مہتمم، شیخ الحدیث اور صدر مفتی ہیں عرصہ دراز سے دینی علمی تدریسی اور فقہی خدمات میں مصروف ہیں اور اکابر و اسلاف کے صحیح مسلک و مشرب پر قائم ہیں۔ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں ہدایۃ الحیران فی جواہر القرآن، عقائد علمائے دیوبند، سعی المشکور فی احکام العاشور، فیض روحانی از اولیاء ربانی، ابوالاعلیٰ مودودی کے نظریات پر ایک نظر، اسلام میں ارتداد کی سزا، اسلام میں معاشی حالات کا اخلاقی حل اور حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے حالات و کمالات پر مفصل تالیف، تذکرۃ الظفر، خصوصیت سے قابل ذکر ہیں ان کے علاوہ بہت سی تالیفات و مضامین مختلف موضوعات پر طبع ہو چکے ہیں حضرت مولانا ترمذی صاحب مدظلہ کے مقام و مرتبہ کے بارے میں آپ کے شیخ دام ظلہ

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی قدس سرہٗ کے یہ جملے بہت بڑی شہادت ہیں کہ:۔

"مدرسہ حقانیہ کے مہتمم مولانا سید عبد الشکور صاحب ماشاء اللہ عالم باعمل اور فاضل صالح ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے علوم و فیوض سے مسلمانوں کو مستفید فرمائیں"

(بحوالہ ہفت روزہ لولاک فیصل آباد ۱۶ ارجون ۱۹۷۸ء)

حضرت مولانا ترمذی صاحب اپنے مرشد ثانی مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے تعلق کا اظہار ان الفاظ سے فرماتے ہیں کہ:۔

"میرے سب سے بڑے محسن اور عظیم مربی مفتیٔ اعظم حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ دیوبند سے ہر مہینہ کئی مرتبہ تھانہ بھون تشریف لایا کرتے، حضرت والد ماجد مولانا مفتی عبد الکریم صاحب گمتھلوی قدس سرہٗ کے ساتھ بڑا گہرا اور درانہ تعلق تھا اس لئے اس ناکارہ پر بھی ہمیشہ سے اپنی اولاد کی طرح شفقت فرماتے تھے پھر زمانہ دو سال قیام دار العلوم دیوبند میں بھی حضرت مفتی صاحبؒ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضری اور استفادہ کا موقع ملتا رہا"

حضرت مفتی صاحبؒ تعلیمی و تربیتی مشوروں اور اصلاحات سے ہمیشہ مستفید فرماتے رہے، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی قدس سرہٗ کی وفات کے بعد باضابطہ تربیتی اور اصلاحی تعلق حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے قائم ہوا، حضرت مفتی صاحبؒ جب اپنے آخری سفر لاہور میں تشریف لائے تو یہ ناکارہ مع اہل و عیال زیارت

کے لئے حاضر ہوا اور ایک ہفتہ کے اس قیام لاہور میں حضرت مفتی صاحب نے گوناگوں شفقتوں کا اظہار فرمایا اور بہت سی خصوصیات و عنایات سے نوازا، اور اس سفر سے واپسی پر تجدید بیعت اور اجازت بیعت و تلقین سے معزز فرمایا۔ حضرت مفتی صاحبؒ ہمیشہ اس ناکارہ کی ہمت افزائی فرماتے رہے اور معمولی معمولی دینی خدمات پر اظہار خوشنودی فرماتے رہے ایک والا نامہ میں اس طرح ہمت افزائی فرمائی گئی ہے ارقام فرماتے ہیں کہ :-

"عزیزم مولانا عبدالشکور صاحب سلمہ!

احقر کے نام کے ساتھ خطاب میں مولانا لکھنا حضرت مفتی صاحبؒ کے معمول کے خلاف تھا اس لئے اس کی وجہ میں ارقام فرماتے ہیں: کہ

"آپ کے ساتھ جس طرح کا تعلق ہے اس کا مقتضاء تو برخوردار عبدالشکور سلمہ لکھنے کا تھا مگر اس وقت آپ کے علمی کمالات مقتضاء حال بن گئے اس لئے مولانا عبدالشکور لکھدیا سبب یہ پیش آیا کہ کیبر والہ سے مولانا محمد سرفراز سلمہ کا خط آیا اس میں آپ کا لکھا ہوا، ایک فتویٰ متعلقہ سہو مقتدی بغرض تصدیق بھیجدیا اس فتویٰ کو دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی۔ کہ تحریر میں آپ کے والد صاحب کی جھلک نظر آئی اور ماشاء اللہ جواب صحیح و صواب طرز تحقیق بہت مناسب تھا اس فتویٰ پر تصدیق کر کے بھیجدیا ساتھ یہ خیال آیا کہ آپ کو اپنی اس خوشی کی اطلاع کر دوں"

غرض حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ اس ناکارہ سے بہت ہی محبت فرماتے تھے۔"

(ہفت روزہ لولاک ۱۶ر جون ۷۸ء)

حضرت نذری صاحب، حضرت مفتی اعظمؒ کی تفسیری خدمات کے موضوع پر اپنے مقالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

حضرت مفتی صاحبؒ پر منجملہ انعاماتِ الٰہیہ کے ایک خصوصی انعام یہ تھا کہ آں ممدوح کو علوم قرآن کا خصوصی ذوق عطا فرمایا گیا تھا اور علم تفسیر سے ایک خاص مناسبت آں موصوف کے حصّہ میں آئی تھی پھر چونکہ حضرت موصوفؒ کا ایک عرصہ تک اپنے مرشد و مربی حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی صحبت بابرکت سے فیضیاب ہونے اور حضرتِ والاؒ کی زیر ہدایات تفسیری خدمات انجام دینے کا شرف بھی حاصل رہا ہے اس لئے حکیم الامت تھانویؒ کے تفسیری ذوق کا بھی وافر حصّہ حضرت مفتی صاحبؒ کو میسّر آگیا تھا اور

یوں بھی حضرت مفتی صاحبؒ کو حضرت تھانویؒ کے ذوق تفسیری کا بجا طور پر وارث و جانشین سمجھا جاتا تھا۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے امت پر احسان عظیم فرمایا کہ اپنی پیرانہ سالی اور انحطاطِ قوٰی کے زمانہ میں اس قدر جانفشانی اور محنت سے کام کر کے بڑی بڑی آٹھ جلدوں میں معارف القرآن کے نام سے تفسیر تیار فرما دی۔" (بحوالہ ماہنامہ البلاغ مفتی اعظم نمبر)

حضرت مولانا محمد شریف جالندھری

حضرت مولانا محمد شریف صاحب جالندھری مہتمم مدرسہ عربیہ خیر المدارس ملتان حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص تلامذہ میں سے ہیں اور استاذ العلماء والفضلاء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری کے بڑے صاحبزادے ہیں آپ اپنے علم و عمل کے لحاظ سے اپنے والد مکرم کے صحیح جانشین ہیں دار العلوم دیوبند کے فاضل ہیں اور اس وقت پاکستان کے ممتاز علماء دین میں آپ کا شمار ہوتا ہے حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی مہتمم دار العلوم دیوبند کے خلیفہ ارشد ہیں۔ حضرت مولانا محمد شریف صاحب جہاں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ وہاں اپنے والد ماجد مولانا خیر محمد صاحب کی مسند اصلاح و تربیت کی جانشینی کا حق بھی ادا فرما رہے ہیں۔ اور اپنے والد صاحب کی حیات طیبہ کے زمانہ کی طرح اب بھی مولانا کی زیر نگرانی حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی قدس سرہ کے مواعظ و ملفوظات پڑھا کر سننے اور مجلس کرنے کا سلسلہ ابھی باقی رکھا ہوا ہے۔

آپکا حضرت مفتی اعظم سے خصوصی تعلق رہا ہے حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت پر آپ نے اپنے تعزیتی کلمات میں فرمایا کہ۔

"حضرت مفتی اعظم قدس سرہ ہمارے شفیق استاذ و مربی اور مدرسہ عربیہ خیر المدارس

ملتان کے سرپرست اعلیٰ کی رحلت پوری ملت اسلامیہ کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے وہ بیک وقت عالم بھی تھے فقیہ بھی تھے، مفسر بھی تھے، محدث بھی تھے امام بھی تھے اور شیخ کامل بھی تھے ان کی ذات اقدس سے اشاعت و تبلیغ دین کا ایک طویل دور عبارت ہے اور ان کی وفات سے ملک کے دینی اور تبلیغی حلقوں میں ایک ایسا خلاء پیدا ہو گیا ہے جو کبھی پُر نہیں ہو گا حضرت مفتی اعظمؒ سے حضرت والد صاحبؒ کے بڑے گہرے تعلقات تھے، یہاں تک کہ حضرت مفتی اعظمؒ بارہا ناسازیٔ طبع کے باوجود حضرت والد صاحبؒ کی دلجوئی فرماتے ہوئے خیر المدارس تشریف لائے اور والد صاحبؒ سے مل کر بڑے خوش ہوتے تھے۔ حضرت والد صاحبؒ کی وفات کے بعد شوریٰ نے حضرت مفتی صاحبؒ ہی کو خیر المدارس کا سرپرست منتخب کیا اور حضرت آخر دم تک مدرسہ کے سرپرست رہے اور قیمتی مشوروں سے نوازتے رہے حق تعالیٰ حضرت کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے آمین۔

(مکتوبِ گرامی)

حضرت مولانا مفتی محمد خلیل صاحب

آپ دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کے ممتاز تلامذہ میں سے ہیں، اپنے وقت کے بہت بڑے عارف اور شیخ حضرتِ اقدس مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسریؒ کے خلیفۂ خاص ہیں اور اپنے شیخ و مرشد کے صحیح جانشین اور ان کے علوم و معارف کے عظیم ترجمان ہیں، مدرسہ اشرف العلوم گوجرانوالہ کے بانی و مہتمم ہیں۔ اس وقت آپ کا شمار ممتاز علماء دین میں ہوتا ہے اور اپنے علم و عمل، زہد و تقویٰ اور خشیتُ للّٰہیت میں اکابرین دیوبند کا عین نمونہ ہیں وقت کے عارفِ کامل اور شیخ کامل ہیں۔ حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ سے بڑی عقیدت و محبت تھی اور ہمیشہ ان سے فیضِ علمی و روحانی حاصل کیا۔ ان کی وفات پر اپنے تاثرات میں فرمایا کہ:۔

"استاذِ مکرّم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے انتقالِ پُرملال سے دل کو انتہائی قلق اور رنج ہوا ان کی وفات کی خبر نے پورے عالم اسلام میں رنج و الم کی لہر دوڑا دی، آپ برصغیر پاکستان و ہند کی ممتاز ترین دینی و علمی شخصیت مانے جاتے تھے اور ہمارے قدیم اسلاف کی عظیم یادگار تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو مقامِ عالیہ نصیب فرمائے۔ آمین

(مکتوب بنام احقر بخاری)

حضرت مولانا محمد احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ خانقاہِ اشرفیہ تھانہ بھون کے منتسبین میں معروف عالم تھے آپ مخدوم العلماء حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی صاحب کے چھوٹے بھائی تھے جو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی اہلیہ محترمہ کے داماد ہیں اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے صدر مفتی ہیں۔ حضرت مولانا محمد احمد صاحب تھانوی رحمہ اللہ نے سکھر میں مدرسہ اشرفیہ کی بنیاد ڈالی جو اپنے علاقے کی ممتاز ترین درسگاہ ہے، اور اس خطے میں اس نے علم دین کی قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں۔ آپ نہایت وجیہہ باوقار، اور فعال شخصیت کے مالک تھے اور ہر ادا سے ذہانت مترشح ہوتی تھی، قرآنی آیات سے تواریخ کے استخراج میں آپ کو حیرت انگیز حد تک ملکہ حاصل تھا، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمہ اللہ، اور حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کی وفات پر آپ نے جو تاریخیں نکالیں وہ ماہنامہ البلاغ، بینات اور الرشید میں شائع ہو کر نہایت مقبول ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقبولِ عام فرمایا تھا آخر دم تک درس و تدریس اور تبلیغ و وعظ کا سلسلہ جاری رہا اور آپ نے قلم سے متعدد رسائل مختلف موضوعات پر تالیف کئے۔ آپ اکابر دیوبند کے بے حد قدر دان تھے اور آخر وقت تک اکابر دیوبند کے نقشِ قدم پہ چلتے ہوئے کتاب و سنت کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف رہے، حضرتِ اقدس قبلہ مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی محبین و معتقدین میں سے تھے اور ساری زندگی حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ کے مسلک و مشرب پر قائم

رہے ایک مرتبہ حضرت مفتی اعظمؒ سے ملاقات کے لئے کراچی گئے تو حضرت مفتی اعظمؒ نے آپ سے ازراہِ مزاح فرمایا کہ :-

"آپ کی تاریخیں دیکھ کر تو ہمارا بھی دل چاہنے لگا ہے کہ جلدی سے مرجائیں تاکہ آپ ہماری بھی ایسی اچھی تاریخیں نکالیں"

یہ مزاح کی بات حقیقت بن گئی اور آپ نے حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کی تواریخ وفات کا استخراج کیا جو البلاغ اور الرشید وغیرہ رسائل میں شائع ہوئیں ۔ جب احقر مرتب سیدی و مرشدی حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کی رحلت کی خبر سن کر کراچی گیا تو سکھر میں حضرت مولانا محمد احمد تھانویؒ مرحوم سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا، اس وقت آپ بہت کمزور دکھائی دے رہے تھے احقر نے حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سانحۂ ارتحال پر آپ سے اظہار افسوس کیا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور نہایت رنج والم کے لہجہ میں فرمانے لگے کہ :-

"حضرت مفتی صاحبؒ علم و ہدایت کا وہ سرچشمہ تھے جن کے فیض و برکت سے ہزاروں تشنگانِ علم و معرفت سیراب ہوئے اور پورے عالم اسلام کے گوشے گوشے میں پہنچ کر رشد و ہدایت کے چراغ روشن کئے مفتی صاحب کی وفات نے ہماری بالکل کمر توڑ دی اور اب جینے کا مزہ جاتا رہا"

ان چند الفاظ سے آپ کی نظر میں حضرت مفتی اعظم کے مقام ارفع کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔

(بحوالہ ماہنامہ البلاغ مئی ۱۹۷۸ء)

حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری

آپ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے ممتاز فضلاء میں سے ہیں اور اس وقت پاک و ہند کے جید علماء کرام میں آپ کا شمار ہوتا ہے، آپ نے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی، حضرت مولانا عبداللطیف سہارنپوری، حضرت مولانا اسعد اللہ سہارنپوری اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری جیسے مشاہیر علماء اور اساتذہ سے فیضِ علمی و روحانی حاصل کیا اور ۱۳۶۳ھ میں مظاہر العلوم سہارنپور سے سندِ فراغ حاصل کر کے کئی مدارسِ عربیہ میں درسِ حدیث دیتے رہے پھر ۱۳۸۴ھ میں مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ کے حکم پر دارالعلوم کراچی چلے آئے۔ اور تفسیر و حدیث کے اسباق کے ساتھ ساتھ دارالافتاء کی خدمات بھی آپ کو سونپی گئیں اور بڑے احسن طریقے سے آپ یہ خدمات انجام دیتے رہے، آپ کا روحانی سلسلہ چونکہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مدظلہ سے ہے اسی لئے ان کے مدینہ منورہ ہجرت کر جانے کے بعد آپ بھی کئی سال ہوئے اپنے شیخ کے قدموں میں پہنچ گئے ہیں اور اکثر اوقات حضرت شیخ مدظلہ کی خدمت اقدس میں گزارتے ہیں۔ آپ نے بہت سی دینی کتابیں بھی تالیف فرمائی ہیں جن میں "مجانی الآثار من شرح معانی الآثار"

"تسہیل الراوی تخریج احادیث الطحاوی عربی" زاد الطالبین من کلام رسول رب العالمین' "تفسیر سورہ فاتحہ" حضرت ابوذر غفاریؓ" حضرت سلمان فارسیؓ "، امتِ مسلمہ کی مائیں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاحبزادیاں" صحابہ کرام کی جانبازی "تذکرہ اصحابِ صفہ" "پچاس قصے" "چھ باتیں" وصایا امام اعظمؒ" والدین کے حقوق اور مرنے کے بعد کیا ہوگا" خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ سے آپ کے خصوصی تعلقات تھے اور قیام دارالعلوم حضرت مفتیٔ اعظمؒ سے فیضِ علمی و روحانی حاصل کرتے رہے، حضرت مفتیٔ اعظمؒ کو آپ پر خاص اعتماد تھا اور ضعف و علالت کے دوران اکثر فتاویٰ آپ ہی سے لکھواتے تھے حضرت مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کی وفات پر آپ نے مدینہ منورہ سے مفتیٔ اعظم کے صاحبزادگان کے نام ایک تفصیلی تعزیتی مکتوب ارسال کیا جس کے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں جس سے حضرت مفتیٔ اعظمؒ کے مقام و مرتبہ کا کچھ اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ :-

"حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ جل شانہٗ نے بہت ہی کچھ دیا ظاہر و باطن کی بڑی دولت سے نوازا۔ اوّل تو ان کے والد ماجد مولانا محمد یٰسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت نے رنگ چڑھایا جو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ تھے پھر دارالعلوم دیوبند کے ماحول نے علم و عمل کا سنگھم بنایا۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ اور مفتیٔ اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمٰن عثمانیؒ، حضرت میاں سید اصغر حسین صاحبؒ اور حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ۔

کی آغوشِ ہائے شفقت میں تدریس و افتاء کی خدمت انجام دی، اسی زمانہ میں حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ سے تعلق پیدا ہوا، آپ کے تعلق نے تو مانجھ کر ہی رکھ دیا ظاہر کو بھی سدھارا باطن کو بھی نکھارا، سلوک کی منزلیں بھی طے کرائیں اور افتاء کی بھی تربیت کی، ہر دکھ سکھ میں مشورہ دیا اور ہر حال میں ہمت افزائی کی، ایسی جامع المعقول والمنقول شخصیتیں اب کہاں ہیں، بیک وقت دیوبند کے مفتیٔ اعظم اور محدث معقولات کے مقبول مدرس، احکام القرآن کے مفسر ساتھ ہی ادیب اور جید شاعر اکابر کی کتابوں کے مترجم اور خود ہی مصنف، المفتی کے مدیر، پیدائشی فقیہہ، فطرۃً مفتی، مسلک میں پختگی، حالاتِ جدیدہ اور آلاتِ جدیدہ کے بارے میں مجتہد، اور اجتہاد میں سلف ہی کی تصریحات کو ماخذ بنانے کی حرص عوام کے احوال پر نظر، ابتلاءِ عام پر خاص خیال تسہیل اور تیسیر کا دھیان عموم بلویٰ میں مذاہب اربعہ کی کتب کی مراجعت اختلاف میں اعتدال اور ساتھ ہی ساتھ حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ کے خلیفہ، راہِ سلوک کے راہرو اور رہبر، اور برکفِ جامِ شریعت برکفِ سندانِ عشق کا پورا مصداق رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً الحقہ بالصالحین۔ دیوبند سے لے کر کراچی تک ہزاروں فتوے لکھے جن کی تعداد دو لاکھ کے لگ بھگ ہوگی، سفر و حضر میں علماء اور عوام کا ہجوم ہو جاتا، سوالات کا تانتا بندھ جاتا اور ہر سائل جواب پاتا اور پوری طرح مطمئن ہوتا آپ کی ذاتِ گرامی ایک چلتا پھرتا دارالافتاء تھی، علماء

کرام متعلق مسائل کے لئے آپ کی ملاقات کے منتظر رہتے، آپ کے پہنچتے ہی دوڑ پڑتے، الجھی ہوئی گتھیاں سلجھاتے اور لاینحل فقہی مشکلات حل کرنے کے لئے مفتی حضرات جواب لکھ کر مسائل کو لکھ دیتے کہ اس کی تحقیق حضرت مفتی محمد شفیع صاحب سے بھی کر لی جائے، جب حضرت مفتی صاحبؒ کے دستخط سے فتویٰ پہنچ جاتا تو ہر عالم اور عامی مطمئن ہو جاتا تھا بلکہ اب چند سال سے تو یہ ہو گیا تھا کہ آپ کے نام کا نام چلتا تھا یعنی آپ کے دستخط بھی نہ ہوتے تھے ہر شخص کے اطمینان کے لئے یہ کافی ہوتا تھا کہ حضرت مفتی صاحبؒ کے مدرسہ کا فتویٰ ہے، دارالعلوم کراچی کی مہر ہی کافی ہے، کورٹ میں لوگ فتاویٰ پیش کرتے تو حاکم کا فرمان ہوتا تھا کہ مفتی صاحبؒ کے یہاں سے فتویٰ لے کر آؤ۔ اگر دارالعلوم کراچی سے فتویٰ چلا گیا تو مجالِ سخن ختم وکیل اور مؤکل اور حاکم ہر ایک کی بولتی بند، حالانکہ نہ آپ کی تحریر ہوتی تھی نہ دستخط ہوتے تھے صرف دارالعلوم کی مہر یہ کام کرتی تھی۔"

"علوم سے شغف، عبادت کا شوق، تلاوت کا ذوق، خوف و رجاء کے ساتھ علمی اور عملی محنت، قبول نہ ہونے کا کھٹکا، امید و بیم سے بھرا ہوا گریہ، حقوق اللہ کی رعایت، حقوق العباد کا خاص دھیان کراچی سے لے کر دیوبند تک صلہ رحمی، اپنوں اور پرایوں کی خفیہ امداد اور دارالعلوم کے کم تنخواہ والے ملازمین کے لئے وقتاً فوقتاً ہدایا اور ہر چیز میں لا سمعۃ و لا ریاء کی شان، یہ اوصاف ہیں

جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نوازا تھا اور یہ اللہ جل شانہٗ کا بہت ہی فضل ہوا کہ معارف القرآن جیسی تفسیر آپ کے سامنے ہی کئی بار طبع ہوئی تفسیر کیا ہے واقعی معارف کا خزینہ اور احکام مسائل کا گنجینہ ہے ہر طبقہ کے لئے یکساں مفید ہے خصوصاً جدید علوم کے دلدادہ تو اس سے بہت ہی مستفید ہوتے ہیں ۔ اس کے علاوہ بہت سی تالیفات اور چھوٹے چھوٹے رسالے تصنیف فرمائے مقامِ صحابہؓ بھی آخری دور میں لکھی ناقص مسودات مکمل فرمائے اور متعدد حضرات کو خلافت دی ، غرضیکہ آپ کی ساری زندگی بہت ہی مبارک گزری اور آپ سے خلق خدا کو نفع پہنچا ، حضرت مفتی صاحبؒ نے لائق رشک علمی و عملی زندگی گزاری آٹھ جلدوں میں معارف القرآن لکھی ، دو جلدیں احکام القرآن کی لکھیں ، دو لاکھ کے قریب فتاویٰ لکھے ، دو سو سے زائد کتابیں تالیف فرمائیں دیو بند اور کراچی میں حدیث پڑھائی کراچی میں دارالعلوم قائم کیا ۔ سینکڑوں عالم بنے ، اچھی خاصی تعداد میں مفتی تیار ہوئے ، بہت سوں کے مقاماتِ سلوک طے کرائے جن کو صاحب نسبت بنایا یہ تمام خدمات ساری تالیفات اور دارالعلوم کراچی اور اولاد صالح اور خلفائے طریقت سب آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہیں ۔“

(ماخوذ ماہنامہ البلاغ مارچ ۱۹۷۶ء)

حضرت مولانا مفتی عبدالحکیم سکھروی

آپ سندھ کے ممتاز عالم اور دارالعلوم دیوبند کے فاضل ہیں، متعدد اصلاحی کتب و رسائل کے مؤلف و مصنّف ہیں۔ حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کے تلمیذ و مرید بھی ہیں اور خلیفہ بھی ہیں اس وقت مدرسہ اشرفیہ سکھر کے مفتی اور صدر مدرس ہیں نہایت متواضع، منکسر المزاج اور خندہ جبیں بزرگ ہیں، متبع سنّت اور عاشقِ رسول ہیں آپ کے فرزند ارجمند مولانا عبدالرؤف سکھروی بھی حضرت مفتی اعظم کے خلفاء میں سے ہیں اور دارالعلوم کراچی ہی میں مدرس اور معین مفتی ہیں بڑے لائق اور قابلِ فخر فرزند ہیں۔ حضرت مولانا مفتی عبدالحکیم صاحب مدظلہٗ حضرت مفتی اعظمؒ کے بہت ہی معتقد اور عاشقِ صادق ہیں اور اپنے شیخ ہی کے مسلک و مشرب پر قائم ہیں آپ کے مضامین ماہنامہ البلاغ میں اکثر چھپتے رہتے ہیں بہت سی مفید تالیفات و رسائل بھی لکھے ہیں جن میں "شانِ رسالتؐ" "علیکم بسُنّتی" "دین کی باتیں دو جلد" "جنّت کے پھول اور دوزخ کے کانٹے" "کیا خدا ہے" "مکہ مدینہ" "اعتکاف" "مفید دعائیں" "نصیحت برائے آخرت" "رمضان المبارک" "آخری منزل کے احکام" اور "رحمت کے خاص مستحق انسان" خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

حضرت مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ سے اپنے تعلق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :۔

"حضرت قبلہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل علمی و عملی بیان کرنا بہت مشکل ہے، احقر نے ۱۳۵۳ھ میں ایک سال مظاہر العلوم سہارنپور میں رہ کر دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور اسباق شروع ہوگئے، میرا مزاج تنہائی پسند تھا مگر ساتھ ہی صحبت بزرگان کا چسکہ بھی لگا ہوا تھا دارالعلوم بزرگانِ دین کا مکمل گہوارہ تھا کسی بات کی کوئی کمی نہ تھی، اپنی اپنی طبیعت کا رجحان ہوتا ہے، صحبت میں بیٹھ جانے کے لئے میری طبیعت نے حضرت قبلہ مفتی محمد شفیع صاحبؒ ہی کو منتخب کیا حضرت والا قبلہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ دارالافتاء میں تشریف لاتے اور بڑے سکون و وقار کے ساتھ افتاء کا کام کیا کرتے تھے جب موقع ملتا بس حضرت والا کی خدمت میں کبھی کسی مسئلہ کو معلوم کرنے کے بہانے کبھی ویسے ہی حاضری ہوتی اور بڑا سکون معلوم ہوتا تھا طبیعت کا رنگ نکھر آتا تھا رفتہ رفتہ حضرت والا کے فضائل معلوم ہونے لگے اور حضرت والا سے آخر دم تک تعلق قائم رہا۔ (تفصیل کے لئے البلاغ کا مفتی اعظم نمبر ملاحظہ فرمایئے)

ایک دفعہ ایک مکتوب گرامی میں احقر کو لکھا کہ :-

"حضرت مفتی صاحبؒ کے بارے میں کیا لکھوں اُن کی ذاتِ اقدس تو ہمارے لئے ایک نعمت عُظمیٰ تھی وہ اپنے وقت کے بہت بڑے ولی اللہ تھے اور ان کی صحبت میں بیٹھ کر اللہ یاد آتا تھا اب تو زندگی ہی بے مزہ ہے"

(مکتوب بنام احقر بخاری)

ارشادِ گرامی حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ

"یہ کہنا کہ علماء وقت کے تقاضوں سے بے خبر ہیں یا وہ ان تقاضوں کی طرف توجہ نہیں دینا چاہتے، محقق اور اہلِ بصیرت علماء امت کے حالات اور تصانیف سے بے خبری کا نتیجہ ہے جس کا سب سے بڑا سبب بہت سی ادھوری تعلیم والوں کا اہل علم کے نام سے معروف ہو جانا اور ناواقف عوام کا دین کے تمام معاملات میں ان پر اعتماد کر لینا ہے"۔ (ادارہ تحقیقات اسلامی البلاغ اکتوبر ۱۹۶۸ء)

حضرت مولانا محمد متین خطیب

آپ دارالعلوم کراچی کے ناظم اور ممتاز اساتذہ میں سے ہیں، دارالعلوم دیوبند کے فاضل ہیں، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ اور مولانا اطہر علی صاحب سلہٹیؒ کے تحریک پاکستان میں خاص دست راست رہے ہیں اور مرکزی جمعیت علماء اسلام کے ناظم اعلیٰ بھی رہ چکے ہیں بڑے قابل قدر علماء میں سے ہیں حضرت مفتی اعظمؒ سے گہرا تعلق اور لگاؤ تھا حضرت مفتی اعظم کے متعلق اپنے مضمون میں جن تاثرات کا اظہار کیا ہے اس میں چند حصے پیش کئے جاتے ہیں تاکہ حضرت مفتی اعظم اور آپ کے تعلق کا اندازہ ہو سکے فرماتے ہیں کہ:

"مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہٗ دیوبند جیسی عظیم بستی کے ان چند ستاروں میں شمار ہوتے ہیں جنھیں انگلیوں پر گنا جاتا ہے۔ شیوخ کی وہاں ایک بڑی برادری تھی جس میں دو خاندان صدیقی اور عثمانی ممتاز حیثیت رکھتے تھے اور محلہ بڑے بھائیاں میں آپ کا خاندان آباد تھا، حضرت کے والد ماجد مولانا محمد یٰسین صاحب مرحوم دارالعلوم دیوبند کے ایک اعلیٰ درجے کے استاذ تھے رشد و ہدایت میں ان کا خصوصی تعلق حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے تھا۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے تدریس میں حضرت مولانا انور شاہ صاحبؒ اور مولانا اعزاز علی صاحبؒ سے خود کو وابستہ رکھا، باطنی تربیت

کے لیئے ۱۹۲۱ء میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ سے تعلق قائم کیا بعد میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ سے روحانی تربیت کا باقاعدہ اور سالہا سال خدمت میں رہ کر کام انجام دیا حضرت مفتی صاحبؒ کی خوبیوں نے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون میں بہت جلد اُس مقام تک پہنچا دیا جسے دیکھ کر دوسرے خانقاہی پسند علماء رشک کرتے تھے فتویٰ نویسی کی طرف جب حضرت مفتی صاحبؒ کو توجہ ہوئی تو دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء میں عہدۂ مفتی پر حضرت مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی مرحوم کام کر رہے تھے اور وہ علماء دیوبند میں علوم شریعت و طریقت کے بلند مقام پر فائز تھے اور ہندوستان بھر میں اُن سے بہتر فتویٰ دینے والا کوئی نہ تھا اتنا بلند مقام رکھنے والے مفتی اعظمؒ نے جب حضرت مفتی صاحبؒ پر نظر ڈالی تو ان میں شریعت و طریقت کے جوہر چمکتے نظر آئے اور حضرت مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ کے وصال کے بعد دارالعلوم کے صدر مفتی بنا دیئے گئے اور پاکستان بننے کے بعد یہ جگہ خالی ہوئی تو یکے بعد دیگرے ہندوستان کے چیدہ چیدہ علماء نے اس جگہ بطور مفتی کام کیا مگر صحیح بات یہ ہے کہ حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ اور حضرت محمد شفیع صاحبؒ کے بعد وہ جگہ پُر نہ ہو سکی۔

حضرت مفتی صاحب مرحوم ایک بااصول انسان تھے ان کا یہ قیمتی اور گراں بہا جوہر گھر کی زندگی سے لے کر بیرونی زندگی تک نمایاں ہو کر روز افزوں ترقی کرتا نظر آتا ہے اسی اصول پسندی نے مجھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ہمیشہ گرویدہ بنائے رکھا دارالعلوم دیوبند سے تعلق، خانقاہِ اشرفیہ تھانہ بھون سے وابستگی، کتابوں کی تجارت سے لگاؤ، پھر جمعیت علماء اسلام کے ساتھ لگاؤ اور آخر میں پاکستان کے لیئے اور اسلامی

نظریات و افکار کو آئینی زندگی میں پھلتا پھولتا دیکھنے کے لئے تعلیماتِ اسلامی بورڈ سے تعلق کے بعد کراچی میں دار العلوم دیوبند کے طرز پر ایک دینی درسگاہ دار العلوم کراچی قائم کرنے تک ہر جگہ حضرت مفتی صاحبؒ کی بااصول زندگی کارفرما نظر آتی ہے حضرت کی طبیعت میں اگرچہ محبت و مروّت پائی جاتی تھی مگر یہ اس وقت تک کام آتی تھی جب تک اصولوں کو قربان نہ کیا جائے، فتویٰ نویسی میں بھی اس کا پوری طرح سے خیال رکھتے تھے اور اس کا بھی خیال رکھتے تھے کہ جدید امور پر نظر بھی ہو اور نئی نسل کو اسی طرح سے سمجھایا جائے کہ اسلامی اصول بھی مجروح نہ ہوں اور جدید اذہان بھی اُسے قبول کرلیں، الحمد للہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس میں ہمیشہ کامیاب و کامران رہے اسی بااصول زندگی گزارنے کا یہ نتیجہ تھا کہ بہت سے لوگ پاکستان میں مختلف لبادے اوڑھ کر جائز و ناجائز مراعات حاصل کرنے کے لئے صاحبانِ اقتدار کی چوکھٹ پر آئے دن سربسجود ہوتے رہے مگر حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہر دور کے لوگوں نے صمیم قلب کے ساتھ احترام کیا اور ان کی دینی بصیرت کا کھلے بندوں اعتراف کیا اور یہ اعتراف نہ صرف حضرت کی زندگی میں کیا گیا بلکہ آج بھی عالمِ اسلام کے دین پسند طبقوں میں کیا جاتا ہے مختصر یہ کہ ایک بااصول انسان جس طرح زندگی گزارتے ہیں اور خدا کے سامنے سرخرو ہونے کی کوشش کرتے ہیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کوشش میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا، حضرت کی زندگی کے اصول بلاشبہ قرآن و سنت کی روشنی میں تفقہ فی الدین کے حامل تھے اور تفقہ فی الدین حضرت کی تحریروں اور ملفوظات میں نمایاں نظر آتا ہے اور لوگوں کے اذہان و قلوب میں جاں گزیں ہوتا نظر آتا ہے ۔

حضرت مفتی صاحبؒ اپنے عزیز اقرباء کی خاموش اعانت بھی فرمایا کرتے تھے اور

اس سلسلے میں بھارت تک خبر گیری فرمایا کرتے تھے اور یہ سلسلہ غرباء و مساکین اور بیوؤں تک پھیل گیا تھا۔ حضرت اپنے ساتھ کام کرنے والوں پر مکمل اعتماد کے ساتھ بڑی گہری نظر سے اُن کی نگرانی بھی فرمایا کرتے تھے، حضرتؒ کو کبھی بھی جاہ جلال کی خواہش نہیں ہوئی اس کے باوجود حق تعالےٰ نے بمصداق آیت الٰہی قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ آپ کو جو اعزاز و مرتبہ عطا فرمایا وہ سب پر روشن ہے۔"

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

(تفصیل مضمون مفتئ اعظم نمبر میں پڑھیئے)

ارشاد گرامی حضرت مفتئ اعظمؒ

"عمل کی ہمت و توفیق کسی کتاب کے پڑھنے یا سمجھنے سے پیدا نہیں ہوتی۔ اس کی صرف ایک ہی تدبیر ہے کہ اللہ والوں کی صحبت اور ان سے ہمت کی تربیت حاصل کرنا اسی کا نام تزکیہ ہے۔ قرآن کریم نے تزکیہ کو مقاصد رسالت میں ایک مستقل مقصد قرار دے کر تعلیمات اسلام کی نمایاں خصوصیت کو بتلایا ہے۔"

(معارف القرآن صفحہ نمبر ۲۸۲ جلد ۱)

حضرت مولانا سیّد عنایت اللہ شاہ بخاری

حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری صدر جمعیت اشاعت توحید وسنت پاکستان، ملک کے ممتاز علماء میں شمار ہوتے ہیں آپ کی زندگی اسلام کی خدمت میں گزر رہی ہے اور تبلیغ وارشاد کا سلسلہ قائم ہے آپ تنظیم اہلسنت والجماعت پاکستان کے صدر بھی رہ چکے ہیں اور آپ کی شخصیت ملک بھر میں ایک معروف شخصیت ہے رَدِّ شرک وبدعت میں آپ نے بڑا کام کیا ہے اور تحریر وتقریر کے ذریعے شرک وبدعت کے خاتمہ کے لئے اہم کردار ادا کیا ہے آپ کی جمعیت کے دوسرے رہنماؤں میں حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب اور حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب مہتمم جامعہ صدیقیہ گوجرانوالہ زیادہ مشہور ہیں۔ اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلہ میں حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، مولانا ظفر احمد عثمانی صاحبؒ مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب اور مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے ساتھ رہے اور ان حضرات کے ساتھ مل کر مرکزی جمعیت علماء اسلام پنجاب کے امیر کی حیثیت سے ملک بھر میں تحریک اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے دورہ کرتے رہے اور سوشلزم جیسے لادینی نظام کے خلاف ان حضراتِ اکابر کے شانہ بشانہ کام کرتے رہے ہیں۔ حضرت مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

سے بے حد عقیدت و محبت تھی اسی لئے حضرت مفتئ اعظم قدس سرہ کی رحلت پر آپ نے بے حد رنج و غم کا اظہار کیا اور اپنے تاثرات یں فرمایا کہ :-

"حضرت مفتئ اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سانحہ ارتحال کی خبر سن کر دل پر ایک قسم کی بجلی سی گری اور قلب پر بے حد اثر ہوا کہ آج ہم یتیم ہو گئے ہیں اور آپ کے وصال سے نہ صرف پاکستان بلکہ پورا عالم اسلام اجڑ گیا ہے حضرت مفتی صاحب اپنے وقت کے عظیم محدث، مفسر، فقیہ اور محقق تھے اور تمام عالم اسلام کے لئے آپ کی ذات اقدس انوار و برکات کا مینار تھی آپ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے خلیفہ ارشد تھے اور تحریک پاکستان میں اپنے شیخ کے حکم پر زبردست حصہ لیا اور شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رح کے دست راست کی حیثیت سے قیام پاکستان کے لئے انتھک محنت کی پھر قیام پاکستان کے بعد آپ کراچی تشریف لائے اور دار العلوم کراچی کے نام سے ایک عظیم دینی درسگاہ کی بنیاد رکھی جو آپ کا صدقہ جاریہ ہے، اسلامی دستور کی تشکیل میں بھی آپ نے اپنی دینی تدریسی اور تصنیفی مصروفیات کے باوجود بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ساری زندگی اسلامی خدمات میں گزار دی اللہ تعالی حضرت مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے - آمین

(مکتوب بنام احقر بخاری)

حضرت مولانا محمدؒ مالک کاندھلوی

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مالک صاحب کاندھلوی پاکستان کے ممتاز اور جید عالم دین ہیں شیخ المحدثین والمفسرین حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مایۂ ناز فرزند ارجمند ہیں اور اپنے علم و فضل، زہد و تقویٰ اور خلوص و للٰہیت میں اپنے والد ماجد کا عین نمونہ ہیں اور صحیح علمی و روحانی جانشین ہیں۔ ابتدائی تعلیم آپ نے تھانہ بھون میں حاصل کی پھر مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں حضرت مولانا حافظ عبداللطیف صاحبؒ کی خصوصی شفقت اور سرپرستی میں حدیث و تفسیر کے علوم کی تکمیل کی، ۱۳۵۸ھ میں اپنے والد ماجد کے حکم پر دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے جہاں آپ کے والد محترم حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی قدس سرہ، ان دنوں شیخ التفسیر کے عہدۂ جلیلہ پر فائز تھے، دارالعلوم دیوبند سے حدیث و تفسیر اور معقولات و فلسفہ علم کلام کی تکمیل کی، دارالعلوم دیوبند میں تقریباً تین سال قیام رہا دورہ حدیث بخاری و مسلم شریف شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے پڑھا۔ ان کے علاوہ حدیث کے دوسرے اسباق مولانا اعزاز علی صاحبؒ، مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ، مولانا عبدالسمیع دیوبندیؒ اور مولانا محمدؒ ادریس کاندھلویؒ سے پڑھے۔ ۱۳۶۲ھ میں

سندِ فراغ حاصل کر کے مختلف دینی مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے قیامِ پاکستان کے بعد دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار میں درسِ حدیث دینا شروع کیا اور زندگی کے پورے تئیس سال اسی دارالعلوم میں گزارے اور ہزاروں افراد آپ کے فیضِ علمی سے سیراب ہوئے اس کے بعد آپ نے والد مکرم مولانا محمد ادریس کاندھلوی رح کی رحلت کے بعد ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی مرکزی درسگاہ جامعہ اشرفیہ لاہور میں اپنے والدِ ماجد کی جگہ شیخ الحدیث والتفسیر کے عہدہ پر فائز ہوئے اور تادقت تحریر اسی منصبِ جلیلہ پر فائز ہیں اور ہزاروں طالبانِ علم آپ سے کسبِ فیض کر چکے ہیں۔ درس و تدریس کے علاوہ تصنیف و تالیف بھی آپ کا محبوب مشغلہ ہے اور کئی عظیم کتابیں اور رسائل تصنیف کر چکے ہیں جن میں اردو زبان میں دو جلدوں پر مشتمل "تجرید صحیح مسلم شریف" "اصولِ تفسیر" "منازل العرفان فی علوم القرآن" "پیغامِ مسیح" "تاریخ حرمین" "الہدایہ کی جلد ثالث اور رابع کا اردو ترجمہ" "اسلامی معاشرت" "پردہ اور مسلمان خاتون" اور "ردّ قادیانیت" میں کئی رسائل شامل ہیں، اس وقت کئی دینی جماعتوں کے قائد بھی ہیں مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کے مرکزی نائب صدر اور سوادِ اعظم اہلسنت کے امیر ہیں۔ اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کوشاں ہیں اور حکومت پاکستان دینی و علمی معاملات میں اکثر مشورہ لیتی رہتی ہے غیر ممالک میں بھی کافی شہرت ہے اور عظیم محدث محقق اور مدبر ہیں، حضرت مفتیٔ اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رح کے تلامذہ میں سے ہیں اور بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں۔ حضرت مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کے متعلق فرماتے ہیں کہ:۔

"مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے ممتاز اساتذہ میں سے تھے۔ قیامِ پاکستان تک دارالعلوم میں صدر دارالافتاء

کے عہدے پر فائز رہے، علم و فضل اور وسعتِ مطالعہ میں آپ کی حیثیت مسلّمہ ہے اور موجودہ دور میں شاید ہی کسی عالم دین نے اتنے مختلف موضوعات پر قرآن و سنت کی روشنی میں تصنیف و تالیف کا کام کیا ہو۔ جتنا حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے عمر میں حضرت مفتی اعظمؒ، ہمارے والد مکرم حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ رحمۃ اللہ علیہ سے کم و بیش تین برس بڑے تھے مگر ہم نے ہمیشہ انھیں والد صاحبؒ کی بے پناہ عزت و تکریم کرتے دیکھا۔ لاہور تشریف لاتے تو کئی کئی گھنٹے والد صاحبؒ کے پاس آکر گزارتے، یہی حال حضرت والد صاحب کا بھی تھا اگر انہیں معلوم ہو جاتا کہ حضرت مفتی صاحبؒ کراچی سے تشریف لائے ہوئے ہیں تو فوراً بھائی محمد زکی صاحب کے گھر پہنچ جاتے اور کئی کئی گھنٹے گفتگو فرماتے رہتے، دراصل ان حضرات کا باہمی تعلق کسی ذاتی غرض اور مصلحت پر مبنی نہیں ہوتا تھا ان حضرات کی دوستی الحب فی اللہ کی تصویر ہوتی تھی اور یہ اللہ کے لئے ایک دوسرے سے ملتے اور اللہ ہی کے لئے ایک دوسرے کی عزت کرتے تھے، علمی مسائل پر گفتگو ہوتی، تبادلۂ خیالات کرتے، کسی اہم اور مشکل مسئلہ کے متعلق جس کے ذہن میں جو کچھ ہوتا وہ دوسرے سے اس کا ذکر کرتا، اس کی رائے لیتا اور پھر اس کی تصویب کرتے، ۱۹۵۳ء میں جب پنجاب میں قادیانیوں کے خلاف تحریک چلی اور بعد میں عدالتی تحقیق ہوئی تو دیگر علماء کے ساتھ حضرت مفتی صاحبؒ اور حضرت والد صاحبؒ کو بھی عدالت میں بیان دینے کے لئے بلایا گیا، حضرت مفتی صاحبؒ کراچی سے لاہور تشریف لائے۔ اور دیر تک عدالت میں متوقع سوالات کے متعلق مشورہ کرتے رہے، بہرحال معاصرین میں ایسی محبت اور خلوص بہت کم دیکھنے میں آیا ہے جیسا ہم نے حضرت مفتی صاحبؒ، حضرت والد صاحبؒ و حضرت

قاری محمد طیب صاحب کے درمیان دیکھا ہے۔ حضرت والد صاحبؒ کی وفات پر حضرت مفتی صاحبؒ نے ناچیز کو تعزیتی پیغام ارسال فرماتے ہوئے اپنے جن تاثرات کا اظہار فرمایا تھا ان کے ایک ایک لفظ سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ گویا دل کی گہرائی سے نکلا ہے۔ فرماتے ہیں کہ :۔

"اس حادثہ نے ایسی کمر توڑی کہ خط لکھنے کی ہمت و طاقت بھی جواب دے گئی تین دن سے مسلسل ارادہ کرتے ہوئے آج یہ سطور لکھ رہا ہوں، مولانا مرحوم کی طویل علالت اور غیر معمولی ضعف کی خبریں عرصہ سے پریشان کر رہی تھیں، ہر وقت دھیان لگا رہتا تھا، دعا اور تمنا تھی کہ مولانا کو اللہ تعالیٰ عمر طویل بعافیت نصیب فرمائے اور افادہ خلق اللہ جو آپ کی ذات سے قائم تھا وہ اور باقی رہے اور کم از کم میری زندگی میں یہ حادثہ پیش نہ آئے مگر ماشاء اللہ نے مولانا کو سباقِ غایات بنایا تھا باوجود ہمعصری اور تقریباً ہم عمری کے مولانا مرحوم علمی عملی اخلاقی تمام کمالات میں ہم سب سے سبقت لے گئے تھے، میدان ہستی کے قطع کرنے میں بھی وہ ہی سابق ہو گئے۔

(تذکرہ ادریس صہ ۲۳)

الغرض حضرت مفتی صاحبؒ ایک جید عالم دین، مشفق استاذ اور صاحب علم و عرفان بزرگ تھے ان کی ذات پوری امت کے لئے ایک سہارا تھی۔ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ کو مقام بلند عطا فرمائے اور ان کے صاحبزادگان کو ان کے خصائل و فضائل کا وارث بنائے اور اس علمی خانوادہ کا یہ چراغ علم و عرفان ہمیشہ ہمیشہ روشن رہے۔ آمین ثم آمین۔ (مکتوب گرامی)

مفتی محمد شفیعؒ

— انور حارث —

حقیقت ابدی کی طرح فسانے میں ؛ طیور علم پھڑکتے ہیں آشیانے میں
منارہ ہائے ہنر خاکداں کے چشم و چراغ ؛ دلیل راہ دنا مرد حق زمانے میں
بقدر ساز نہیں سوز عشق کی مضراب ؛ شریک وخون تمنا کہاں ترانے میں
متاع کشتۂ آلام شیوۂ تسلیم ؛ کہ چرخ کو بد طولیٰ ہے آزمانے میں
میان ساغر و مینا نہ پوچھ مستوں سے ؛ ہجوم کیوں ہے زیادہ ترا بجانے میں
فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہے مرد خلیق ؛ اضافہ کر گئی تقدیس کے خزانے میں
سمند عشق کی معراج نیستان فراق ؛ ہزار وصل ہیں فرقت کے تازیانے میں

کہاں حضور کے پیکر میں وہ ہنر حارث
جو ہے حجاب کی تصویر غم بنانے میں

سلسلہ اقبال

حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے اکابر دیوبند کی صحبت و مجالست اور فیض و اکتساب نے آپ کو دُرِّ یگانہ بنا دیا، حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ نے اپنا مفسرانہ اور موحدانہ رنگ چڑھایا تو جہاں آپ کو ملتِ اسلامیہ نے شیخ القرآن کے مسلّمہ لقب سے نوازا وہاں توحید و سنت کی اشاعت واذاعت اور شرک و بدعات کی تردید شدید میں بھی آپ کی مجاہدانہ صلاحیتوں کو دیکھ کر ملت اسلامیہ دنگ رہ گئی آپ نے سردھڑ کی بازی لگا کر شرک و بدعت کی بساط اُلٹ کے رکھ دی اور جگہ جگہ اپنی گھن گرج آواز سے شرک و بدعت کے قلعے مسمار کر کے توحید و سنت کے جھنڈے گاڑ دیئے حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو بے حد عقیدت تھی اور والہانہ عشق تھا اس کا اندازہ اس تحریر سے لگایا جا سکتا ہے فرماتے ہیں کہ :-

" حضرت مفتئ اعظم مولانا محمد شفیع صاحبؒ کی وفات نے ایسے صدمہ سے دوچار کیا کہ بندہ مُرغ بسمل کی طرح تڑپ کے رہ گیا، حضرت مفتئ اعظم مرحوم کی وفات سے علم و عرفان کا ایک پورا باب اٹھ گیا ہے اور ملت اسلامیہ کے لئے یہ عظیم ترین المیہ و حادثہ ہے حضرت مفتئ اعظم مرحوم کا ظاہری وجسمانی ڈھانچہ ایک نحیف ونزار انسان

کا ساتھا پھر طبیعت میں اس قدر سادگی، فروتنی، عاجزی اور انکساری تھی کہ کوئی شخص پہلی نظر میں ان کو دیکھنے سے یہ گمان بھی نہیں کر سکتا تھا کہ یہ وہ عظیم شخصیت ہے کہ جس کو پاکستان میں "مفتی اعظم" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور یہی اہل اللہ کا شیوہ و طریقہ ہے، ان کے سامنے دنیا کی شان و شوکت، ظاہری ٹھاٹھ باٹھ، دنیوی سامان کی آرائش و زیبائش ترفہ و تنعم کی بود و باش اور کبر و نخوت کی نشست و برخاست پر کاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتی وہ ہمیشہ "والآخرۃ خیر و ابقی" کے فارمولے کو اپنی عملی زندگی میں مد نظر رکھتے تھے اور دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری پر ہمیشہ نظر رکھتے تھے۔ حضرت مفتی اعظم کی سراپا عملی زندگی کا ایک عظیم شاہکار ان کی تفسیر "معارف القرآن" ہے جو سادہ سلیس مگر عام فہم اور دلنشین پیرایہ میں لکھی گئی ہے، اس تفسیر میں جہاں خواص بآسانی استفادہ کر سکتے ہیں وہاں عوام کے لئے بھی یہ علمی شاہکار رشد و ہدایت کا ایک روشن مینار ہے اس تفسیر کا ایک انفرادی پہلو یہ بھی ہے کہ اس میں فقہی مسائل اور احکام کا بھی خاطر خواہ ذخیرہ آگیا ہے جس سے مسلک حنفیہ کی بڑھ چڑھ کر ترجمانی کی گئی ہے، مسلک حنفی کے دلدادہ حضرات کے لئے یہ چیز نعمت عظمیٰ سے کم نہیں ہے۔ میرے نزدیک حضرت مفتی اعظم خاموش سیاست پر یقین رکھتے تھے، بھارت سے برٹش گورنمنٹ کے انخلاء کے بعد حضرت مفتی اعظم نے دیانتداری سے مسلم لیگ کی حمایت کو اسلام کی خدمت سمجھا اور پاکستان جیسی عظیم اسلامی اسٹیٹ کے قیام کے لئے انھوں نے شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی کی قیادت میں عظیم خدمات سرانجام دیں پھر پاکستان بننے کے بعد آپ نے کراچی میں ۵۷ ایکڑ زمین میں دار العلوم جیسے عظیم دینی ادارے کی داغ بیل ڈالی اور ساری زندگی اسی

دینی ادارے کی ترقی میں صرف فرمادی اور کتاب و سنت کی تدریسی و تصنیفی لحاظ سے بھرپور خدمت فرماتے رہے لیکن سیاست سے اس خاموشی کے دور میں جب بھی کسی غلط کار لیڈر یا سیاستدان نے اسلام کے خلاف یاوہ گوئی کی، حضرت مفتی اعظمؒ نے اسی وقت اس کی یرزہ سرائی اور اسلام دشمن کی قلعی کھول کر عوام کے سامنے اس کو بے نقاب کر دیا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ حضرت مفتی اعظم مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین"

(تفصیل کے لئے دیکھئے مفتی اعظم نمبر)

ارشادِ گرامی مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ

حب مال اور حب جاہ، یہ دونوں قلب کی ایسی بیماریاں ہیں۔ جن کے باعث انسان کی دنیاوی زندگی اور اخروی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ اور غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ انسانی تاریخ میں اب تک جتنی انسانیت سوز لڑائیاں لڑی گئیں اور جو فساد برپا ہوئے۔ ان میں سے اکثر و بیشتر کو انہی دو بیماریوں نے جنم دیا تھا۔

(معارف القرآن صفحہ نمبر ۱۶۲ ج ۱)

حضرت مولانا عبدالحق صاحب

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور دارالعلوم دیوبند کے ممتاز فاضل اور حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز تلامذہ میں سے ہیں، اس وقت پاکستان کے گنے چنے ممتاز علماء میں آپ کا شمار ہے جو درحقیقت محتاجِ تعارف نہیں، سالہاسال سے درس حدیث دے رہے ہیں اور آپ کی طرف طلباء کا بے پناہ رجوع ہے۔ پاکستان کی قومی اسمبلی کے رکن بھی رہ چکے ہیں، اعلےٰ پائے کے خطیب ہیں اور آپ کو حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ سے دیوبند میں مقامات حریری پڑھنے کا شرف حاصل ہوا ہے اور آپ حضرت مفتی صاحبؒ کے تبحر علمی اور فقہی و ادبی مہارت کے بے حد قائل ہیں، آپ نے اپنے وطن مالوف اکوڑہ خٹک میں دارالعلوم حقانیہ کی بنیاد ڈالی تاکہ پاکستان میں علومِ دینیہ کی اشاعت ہو سکے اب یہ پاکستان کی معیاری دینی درسگاہ ہے اس میں ملک و بیرون ملک کے بے شمار طلباء زیورِ علم سے آراستہ ہوتے ہیں اور اب تک دارالعلوم ہٰذا سے تقریباً دو ہزار طلباء سندِ فراغ حاصل کر چکے ہیں اور آپ کے اس ادارہ سے تقریباً تیرہ چودہ سال سے ایک دینی و علمی ماہنامہ "الحق" جاری ہے جو دورِ حاضر کے فتنوں کی سرکوبی اور دینی اقدار کی اشاعت کا اہم فریضہ جاری رکھے ہوئے ہے

آپ کے باصلاحیت فرزند رشید مولانا سمیع الحق صاحب اس کے مدیر اعلیٰ ہیں۔ آپ کے مواعظ کا مجموعہ "دعوات حق" کے نام سے شائع ہو چکا ہے اس کے علاوہ آپ کے علمی و اصلاحی مضامین ماہنامہ الحق میں پابندی سے شائع ہوتے رہتے ہیں آپ اپنے استاذ محترم حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کے متعلق فرماتے ہیں کہ :-

"استاذ محترم مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی وفات حسرت آیات دنیائے علم و عرفان کا ایک بڑا حادثہ ہے اور ایسے عظیم اکابر علماء کی رحلت امارات ساعت میں سے ہے افسوس کہ پاکستان، اکابر و اسلاف کے سایہ سے محروم ہوتا جا رہا ہے، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد حسن، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ جیسے بزرگ ہم سے جدا ہو گئے اور اب ملت اسلامیہ کی یہ بڑی بدقسمتی ہے کہ ہمارے اکابر کی آخری یادگار استاذ مکرم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ بھی رحلت فرما گئے آپ کے وفات پا جانے سے پورا عالم اسلام آپ کے فیوضات و برکات سے محروم ہو گیا ہے، آپ دار العلوم دیوبند کے ممتاز فاضل اور صدر مفتی تھے اور بیک وقت مفسر، محدث، محقق اور فقیہ تھے، مجسمہ وقار و تمکنت اور پیکر علم و فضل تھے آپ کا شمار حضرت حکیم الامت" تھانوی قدس سرہٗ کے مخصوص ترین خلفاء میں ہوتا ہے، آپ کو اپنے شیخ تھانویؒ سے انتہائی عقیدت اور محبت تھی۔ جب حضرت حکیم الامت کا تذکرہ چلتا آپ پر ایک جدائی کیفیت طاری ہو جاتی۔ اور آپ کے محامد و محاسن بیان کرتے نہ تھکتے تھے۔ آپ نے اپنے شیخ و مرشد کے افادات و فیوضات کو عام کرنے کے لئے بڑی محنت و جانفشانی اور خلوص سے کام کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں بہت سی کتابیں روشن دلیل ہیں۔ آپ

ہمیشہ اس کوشش میں رہتے کہ حضرت حکیم الامت کے افادات میں سے کوئی چیز اشاعت سے محروم نہ رہ جائے اسی لئے آپ کو حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی علمی و روحانی جانشینی کا شرف حاصل ہے اور حقیقت میں آپ حضرت تھانویؒ کی زبانِ فیض ترجمان تھے اور صحیح علمی و روحانی جانشین تھے۔

حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علم و عمل، تقویٰ و طہارت اور خلوص وللہیت پر پوری ملت اسلامیہ کو مکمل اعتماد تھا اور پاک و ہند کے جملہ علماء کرام و مشائخ عظام آپ کی فرمودات کو حرفِ آخر اور مہر تصدیق سمجھتے تھے، شروع ہی سے اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تھا کہ تحصیلِ علم سے فارغ ہونے کے بعد ہی حق تعالیٰ نے آپ کو ایسی مقبولیت بخشی تھی کہ اکابرِ امت اساتذہ کرام اور مشائخ طریقت سب کے مرجع اور منظورِ نظر ہو گئے تھے اور سب ہی کو آپ کی علمی قابلیت و فقہی بصیرت پر مکمل اعتماد تھا حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کی بہت سی دینی یادگاریں ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک جاری رہیں گی، ان میں دار العلوم کراچی جو اپنی طرز کا پاکستان بھر میں واحد دینی ادارہ ہے جہاں سے ہزاروں طالبانِ علم فیضیاب ہو چکے ہیں۔ دوسری اہم یادگار آپ کی تالیفات ہیں جو دو سو سے متجاوز ہیں ان میں تفسیر "معارف القرآن" ایک تفسیری کارنامہ ہے جس میں حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی فقہیانہ و عارفانہ جھلک موجود ہے اور اس دور میں یہ تفسیر اپنی نظیر آپ ہے حق تعالیٰ ان تمام دینی خدمات کا اجرِ عظیم عطا فرمادیں اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ان کی ذات گرامی ہمارے لئے مینارۂ نور تھی جس سے پورا عالم اسلام منور ہو رہا تھا اب ہر طرف تاریکی ہی تاریکی ہے قیامت کے آثار نمایاں ہیں اللہ تعالیٰ ہماری حالت پر رحم فرمائے۔ آمین

(مکتوب گرامی بنام احقر بخاری عفرلہٗ)

حضرت مولانا سُبحان محمودؒ صاحب

حضرت مولانا سُبحان محمود صاحب کا شمار اس وقت جید علماء کرام میں ہوتا ہے اور آپ حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خاص تلامذہ میں سے ہیں اِس وقت دارالعلوم کراچی کے ناظم ہیں اور تدریس کے فرائض بھی عرصہ سے انجام دے رہے ہیں۔ حضرت مفتی اعظمؒ کے متعلق اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ:۔

"اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحب کو بہت سے اوصاف و کمالات سے نوازا تھا ان میں جو سب سے زیادہ ممتاز وصف تھا وہ حضرتؒ کا مسلک اعتدال تھا اللہ تعالیٰ نے مشائخ دیوبند اور ہمارے تمام بزرگوں کو یہ کمال عطا فرمایا ہے لیکن حضرت تھانوی قدس سرہٗ کا اس میں خاص مقام تھا جو حضرت کے تمام خلفاء اور منسلکین میں بھی نمایاں طور پر معلوم ہوتا ہے حضرت مفتی صاحبؒ ہر معاملہ میں اعتدال پر رہتے، خواہ سیاسی معاملات ہوں یا شرعی و فقہی یا انفرادی اقارب سے ہوں یا اجانب سے، معیشت سے متعلق ہوں یا معاشرت سے، ہر حال میں اعتدال پر رہنا آپ کا خصوصی امتیاز تھا آپ نے جب سیاست کی وادی پُرخار میں قدم رکھا تو مسلم لیگ

اور کانگریس کی باہمی کشمکش میں آپ نے مسلم لیگ کی حمایت فرمائی۔ تو مخالفین کی پگڑی اچھالنے اور ٹانگیں کھینچنے سے ہمیشہ گریز کیا، اپنی رائے اور مسلک کو دلائل کی قوت کے ساتھ ظاہر کرنا اور مخالف رائے کا مدلل جواب دینا آپ کا کام تھا اس سے آگے بڑھ کر شخصیات اور ذاتیات کو درمیان میں لاکر بات کرنے سے گریز فرمایا اسی وجہ سے آپ کی بات کو لوگ وقعت دیتے اور غیر محسوس طریقہ سے ہم نوائی پر اپنے آپ کو مجبور پاتے، حضرت علامہ عثمانیؒ کی وفات کے بعد ایک موقعہ پر آپ کو جمعیت علماء اسلام کا قائم مقام صدر منتخب کیا گیا اس کی تنظیم کے سلسلے میں آپ نے ملک کے دونوں بازوؤں کا تفصیلی دورہ فرمایا۔
باہمی آویزش اس وقت بھی شباب پر تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان وقلم کو اہل علم اور مسلمانوں کی آبرو ریزی سے محفوظ رکھا۔ ۱۹۷۰ء میں انتخابات کے موقعہ پر پھر آپ نے دینی ضرورت کے پیش نظر مرکزی جمعیت علماء اسلام کی خدمت کے لئے اپنے تمام وسائل کو وقف کر دیا اس موقعہ پر راقم الحروف نے ایک دن عرض کیا کہ حضرت والا! دونوں طرف علماء کرام ہیں، ہم بڑی الجھن میں مبتلا ہیں کیا کریں؟ فرمایا کہ حضرات علماء کرام کی شان میں وہ معاملہ رکھو جو مشاجرات صحابہؓ میں اہل حق کا ہے اس کے بعد جس کو حق سمجھتے ہو اس کی حمایت کرو یہ ہے اعتدال جو آج کل عنقا ہو رہا ہے نہ اپنا نقطہ نظر قبول کرنے کا حکم دیا اور نہ کسی کی شان کے خلاف کچھ کہنے کی اجازت دی۔ (تفصیل کے لئے مفتی اعظم نمبر ملاحظہ فرمائیے)

حضرت مولانا سیّد نُورالحسن بخاری

آپ فاضل دیوبند ہیں تنظیم اہل سنّت پاکستان کے سرپرست اور ممتاز عالم دین ہیں، ایک بےمثال خطیب، ایک بہترین ادیب شاعر اور متعدد علمی تاریخی اور ادبی کتب کے مصنّف و مؤلف ہیں ۱۳۵۷ھ میں دارالعلوم دیوبند سے سندِ فراغ حاصل کی آپ کے اساتذہ میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ اور مفتیٔ اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع دیوبندیؒ شامل ہیں حضرت مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے ابوداؤد شریف پڑھی ہے۔ فراغت کے بعد ۱۹۴۵ء میں تنظیم اہلسنّت کی تشکیل عمل میں آئی تو اس وقت سے آج تک اس کے تبلیغی کاموں میں آپ بھی سرگرم عمل ہیں، حضرت مفتیٔ اعظمؒ سے آپ کو ہمیشہ قلبی تعلق اور عقیدت رہی، اب بھی آپ حضرت مفتیٔ اعظمؒ کے تبحر علمی کے بےحد قائل اور تفہیم و انداز تدریس کے عاشق ہیں، ایک سوال کے جواب میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:

> آپ حضرت مفتیٔ اعظمؒ کے انداز تدریس کے متعلق دریافت کرتے ہیں میں حیران ہوں کہ اس کا کیا جواب عرض کروں، اگر آپ کر سکیں تو ۵۷ھ کو واپس لوٹا لائیں۔ پھر دارالعلوم کا دارالحدیث ہو اس میں حضرت

مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ ابوداؤد کا سبق پڑھاتے علوم و معارف کے دریا بہا رہے ہوں اور میں آپ سے عرض کروں کہ دیکھ لیجئے یہ ہے ہمارے اکابر کا انداز تدریس۔"

(البلاغ مفتیٔ اعظم نمبر)

حضرت مفتیٔ اعظمؒ کے اوصاف وکمالات کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کی شخصیت ایک جامع شخصیت تھی ان کی ذاتِ اقدس اپنے شیخ مکرم حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی مجسّم یادگار تھی، علم فقہ تو خیر ان کا خاص موضوع تھا جس میں اس وقت ان کا ثانی ملنا مشکل تھا اور وہ اِس وقت فقہ کے امام تھے۔ مگر اپنے شیخ معظم کی طرح ہر علم و فن میں معلومات کا خزانہ تھے، آپ کی قوّت حافظہ وسعتِ مطالعہ، ذوق کتب بینی، عربی تقریر و تحریر، پاکیزہ شعوری مذاق، اکابر و اسلاف کے تذکرے سے پُر مجالس، ان کا اخلاص و للّٰہیت اور انداز زندگی ذوق مہمان نوازی، خوش اخلاقی وغیرہ ایسے اوصاف ہیں جنھیں بھلایا نہیں جا سکتا حضرت کے رگ و پے میں دین رچا ہُوا تھا اور اس دور میں آپ خیرون القرون کی یادگار تھے آپ کی وفات پوری ملت اسلامیہ کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا لطافت الرحمٰن سواتی

آپ ممتاز عالم دین، اونچے درجہ کے مصنف و مؤلف اور باذوق ادیب ہونے کے ساتھ بہترین شاعر بھی ہیں نیز جامعہ اسلامیہ بہاولپور کے انچارج فقہ و قانون ہیں، حضرت مفتئ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مایۂ ناز تلامذہ میں سے ہیں اور حضرتؒ سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں حضرت مفتئ اعظمؒ کے متعلق لکھتے ہیں کہ :۔

”حضرت مفتئ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سلفِ کرام کا نمونہ اور علم و عمل کا مجسمہ تھے۔ محدث و مفسّر فقیہ و متکلم ہونے کے علاوہ تمام معقولات و منقولات میں حاذق و ماہر تھے اور اس مردِ کامل عالم باعمل اسوۃ الاسلاف قدوۃ الاخلاق کے اوصاف و خصائل کا حصار ممکن نہیں ہے میں حضرت الاستاذ المرحوم قدس سرہٗ العزیز کے بے حد و کمالات میں اس کمال سے زیادہ متاثر ہوں کہ عظیم تر فقیہ و محدث، مفسر و متکلم، ادیب اریب مفتئ و مدرس ہونے کے علاوہ ان کے امتیازات میں ان کا اپنے ہم درس حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب طال و بقائ کی طرح مجوّد قاری ہونا بھی تھا نیز جہاں وہ علوم عربیہ ادبیہ کے امام تھے وہاں سلیس اور صحیح و فصیح عربی میں تحریر و تقریر بھی ان کا امتیازی کارنامہ تھا اور اگرچہ یہ صحیح ہے کہ ہمارے اکابر دیوبند بالعموم دیگر علوم سے وابستہ ہوتے ہوئے بھی عربی ادب اور عربی زبان میں تحریر و تقریر

پر کامل دسترس کے حامل ہوا کرتے ہیں لیکن حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ اس بارہ میں بھی یگانۂ روزگار تھے اور وہی غالب والا معاملہ تھا ؎

ہیں اور بھی دنیا میں سخن ور بہت اچھے ؛؛ کہتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز بیاں اور

میں ان کے انداز سخن میں کوئی عربی تصنیفات، تحریر و تقریر اور معاملات کا کوئی اقتباس نہیں ذکر کرتا ہوں بلکہ آپ کے کمالات کا تھوڑا سا ذکر کر کے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

حضرت مرحوم کی اس علمی درویشی کے باوصف اس مرد خدا کو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کا مادی دنیاوی آرام وراحت اور بے عذر عیش کا سامان فراہم فرمایا وہ نیک اور قابل اولاد عطا فرمائی جو کلی طور پر نہ سہی جزوی لحاظ سے والد مرحوم کے بعض کمالات دفرایا کی حامل ہیں جن کی بابت قاری محمد طیب صاحب مدظلہٗ نے خوب فرمایا ہے کہ :-

"مگر اس شدید غم میں پھر بھی وجہ تسلی یہ ہے کہ انھوں نے اپنے ترکہ میں جہاں ایک بڑا علم چھوڑا جو ان کی کثیر تصانیف میں محفوظ ہے وہیں الحمد للہ قابل اولاد بھی چھوڑی ہے جس سے بھرپور توقع ہے کہ ان کے آثار اور باقیات الصالحات کو من وعن باقی رکھیں گے بالخصوص عزیز تقی سلمہٗ سے ہماری زیادہ امیدیں وابستہ ہیں"

(تفصیل مفتی اعظم نمبر میں دیکھیے)

حضرت مولانا مفتی بشیر احمد کشمیری

آپ حضرت مفتیٔ اعظم پاکستان کے ممتاز تلامذہ اور دار العلوم کراچی کے فضلاء میں سے ہیں علوم دینیہ کے ساتھ انگریزی علوم میں بھی اچھی مہارت رکھتے ہیں، دار العلوم کراچی میں استاذ بھی رہ چکے ہیں اس وقت آزاد کشمیر" باغ "کے قاضی اور مدرسہ تعلیم القرآن میں استاذ ہیں آپ نے حضرت مفتیٔ اعظم سے بخاری شریف، شامی اور تفسیر کے چند اسباق پڑھے ہیں حضرت مفتی اعظم سے حد درجہ عشق اور عقیدت رکھتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"دار العلوم دیوبند نے جن مایۂ ناز شخصیات کو پیدا کیا ہے ان کی مثال آج دنیا میں ملنی مشکل ہے، علم و ورع، زہد و قناعت، صبر و استقامت، تدبر و تفکر، فہم و فراست جود و سخا وغیرہ جیسی صفات عالیہ سننے میں تو بکثرت آتی ہیں مگر اس دور میں اگر ان کا صحیح مصداق تلاش کیا جائے تو حضرت نانوتوی کے" باغ سدا بہار" کے فیض یافتہ ہی نظر آئیں گے جنھوں نے اپنے علم و عرفان کے چراغ ایسے روشن کئے کہ چار دانگ عالم میں ان کے انمٹ نقوش و اثرات پائے جاتے ہیں، اسی قافلہ رشد و ہدایت کی ایک ممتاز شخصیت بزم اشرف کے درخشاں ستارے نام کے محمد شفیع مگر منڈ کے

مفتیٔ اعظم پاکستان بھی ہیں اللہ تعالیٰ ان کی قبر مبارک کو بقعہ نور بنائے، وہ صرف بزم اشرف کا خلاصہ ہی نہ تھے بلکہ صحیح معنی میں اکابرین دیوبند کے مزاج و مذاق کے امین اور ان کی علمی و روحانی اور اخلاقی اقدار کے نگہبان تھے۔ ایک بلند کردار پاکیزہ سیرت شریعت کے مزاج شناس ہونے میں اسلاف کا عملی نمونہ تھے غرضیکہ حضرت مفتی اعظمؒ تربیت میں حکیم اور معاشرت میں شفیق تھے اور اتباع سنت اور سلف صالحین کے پابند تھے وہ آئے بھی اور چلے بھی گئے مگر ان کے کارہائے نمایاں ماہِ تاباں ہیں جو جہالت و ضلالت میں پھنسے ہوئے بندوں کو جادۂ حق کی رہنمائی کرتے رہیں گے۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ کی مسند آپ کے ساتھ ہی رخصت ہوگئی ایسا پیرِ طریقت شیخ کامل فقیہہ النفس ابوحنیفۂ عصر کا ملنا مشکل ہے، زمانہ دراز تک یہ مسانید آپ کی جدائی پہ آنسو بہاتی رہیں گے۔ البتہ اس بات سے ڈھارس پھر بندھ جاتی ہے کہ ان کی اولاد میں حضرت مولانا محمد رفیع صاحب عثمانی اور حضرت مولانا محمد تقی صاحب عثمانی ہیں جو آپ کے صحیح معنی میں جانشین ہیں اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں مزید ترقی عطا فرمائے آمین۔

(تفصیلی تاثرات مفتیٔ اعظم نمبر میں پڑھیے)

حضرت مولانا مفتی محمد وجیہ صاحب

آپ کا شمار بھی جید علماء دین میں ہوتا ہے آپ اس وقت دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہ یار سندھ کے صدر مدرس اور صدر مفتی ہیں، مفتی اعظمؒ کے اجل خلفاء میں سے ہیں اور حضرت مولانا محمد نبیہ صاحبؒ خلیفہ حکیم الامّت تھانویؒ کے صاحبزادے ہیں بڑے سادہ اور خوش اخلاق انسان ہیں، متقی اور متبعِ سنّت ہیں درس و تدریس افتاء و تبلیغ آپ کی زندگی کا اصل مشغلہ ہے اکابر کے بے حد قدر دان ہیں حضرت مفتی اعظمؒ سے خصوصی تعلق اور لگاؤ رہا ہے اس سلسلہ میں اپنے شیخ و مرشد حضرت مفتی اعظمؒ قدس سرہٗ کے متعلق فرماتے ہیں کہ :-

"یہ اللہ تعالیٰ ہی کا فضل و کرم تھا کہ مجھ جیسے ناکارہ کو بھی اس نادرۂ روزگار شخصیت کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا جو بیک وقت قافلۂ محدثین و مفسرین کے امیر، فقہائے وقت کے امام، علمائے امت کے صدر نشین، صلحائے عصر کے مخدوم اور تمام اہل حق کے سرگروہ تھے، حضرت والا علیہ الرحمۃ اگرچہ رحلت فرما گئے ہیں مگر آپ کا مقدس مشن زندہ ہے اور آپ کا لگایا ہوا باغ علم انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک اپنا پھل پھول دیتا رہیگا اور ملت اسلامیہ آپ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتی رہے گی

اور امید ہے کہ حضرت والاؒ کی نیک اور قابل اولاد حضرتؒ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے حضرت والاؒ کی روحانی توجہ اور اپنے خلوص کی برکت سے اپنی ذمہ داری بطریق احسن پوری کریں گے۔ اپنے مکرّم و معظّم شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ میں ہمیں سب سے زیادہ وصفِ اخلاص نظر آتا ہے جو آپ کے ہر رگ و پے میں جاری و ساری تھا اور آپ کا ہر اقدام اور ہر فیصلہ اسی جذبۂ اخلاص کا نتیجہ ہؤا کرتا تھا، اپنے تو اپنے غیر بھی حضرت والاؒ کی للّٰہیت کے قائل رہے ہیں اور اس ناکارہ کا تو عقیدہ ہے کہ پوری دنیائے اسلام میں بھی اس وقت حضرت والاؒ کا کوئی اس وصف میں ثانی نہیں تھا۔ اور یہ حضرت والاؒ کے کمال اخلاص کا نتیجہ تھا کہ آپ کو سب سے زیادہ نفرت نمود و نمائش سے تھی اور دارالعلوم کراچی کی حیثیت اور خدمات سے کون ناواقف ہے جس کا فیض صرف پاکستان ہی میں نہیں بلکہ دنیائے اسلام کے کونے کونے میں جاری ہے اس کا نظم و نسق سنبھالنا صرف آپ کے اخلاص کا اثر تھا بہر حال آپ کی پوری زندگی اخلاص و للّٰہیت، تقویٰ و ورع اور صبر و قناعت کا مرقع رہی اللہ تعالےٰ ہمیں اس عظیم ہستی کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

(مکتوب گرامی بنام مرتب)

حضرت علامہ خالد محمود صاحب

حضرت علامہ خالد محمود صاحب بریڈفورڈ انگلینڈ، حضرت مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز تلامذہ میں سے ہیں، ایک قابل فخر شخصیت، مدبر، مورخ اور بہترین مصنف و ادیب ہیں، مسلک دیوبند کے بہترین ترجمان اور مایۂ ناز فرزند ہیں حضرت مفتی اعظمؒ کے متعلق اپنے تاثرات میں فرماتے ہیں کہ:-

"شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ کے دور آخر کے متوسلین میں حضرت مفتی اعظم حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں، آپ علماء دیوبند کے اس طبقہ سے تھے جنھوں نے حدیث کی تکمیل تو حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ سے کی لیکن حضرت شیخ الہندؒ کی علمی اور روحانی سرپرستی کا زمانہ بھی پایا اور آپ سے بقدر ہمت اور حالات استفادہ بھی کیا۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ فقہ و ادب میں اپنے وقت کے امام تھے راقم الحروف نے کئی دفعہ حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ سے حضرت مفتی صاحبؒ کے ادبی کمال کی تعریف سنی حضرت علامہ ندویؒ جیسے آفتاب علم و ادب کی زبان سے حضرت مفتی صاحبؒ کی براعت ادبی کو خراج تحسین حقیقت کا ایک بہت بڑا اعتراف ہے۔"

(مفصل تاثرات مفتی اعظم نمبر میں دیکھئے)

حضرت مولانا محمد اشرف خان صاحب

حضرت مولانا محمد اشرف خان صاحب صدر شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی جو اس وقت بہت بڑے محقق مانے جاتے ہیں حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ :-

"حضرت مفتیٔ اعظم صاحب نور اللہ مرقدہٗ فطرۃً فقیہ النفس تھے اس پر حضرت مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ اور حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانویؒ جیسے نادرۂ روزگار اور فقید المثال فقہاء اور صاحب فتویٰ بزرگوں کی صحبت و تعلیم و تربیت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا تھا، اسی وجہ سے دیگر جملہ علوم پر عبور اور تبحر رکھنے کے باوجود آپ کے اصل جواہر اور کمالات فقہ و فتاویٰ کی صدر نشینی میں کھلے اور ان کے نام کا سابقہ لقب ہی تقدیر الٰہی اور زبانِ خلق نے مفتیٔ اعظم بنا دیا جو اس فقیہ کبیر و جلیل کے لئے عین حقیقت تھا، فقاہت دینی کے لئے جس وسعتِ علم و کتب فقہ کے جزئیات تک پر گہری نگاہ دقتِ نظر، سلامتی ذہن، اصابت رائے اساتذۂ فن کی صحبت و تربیت تقویٰ و طہارت، اخلاص و بے نفسی، عدل و انصاف، راست گوئی و حق کوشی، نیز جذباتی ٹھنڈی طبیعت، مسئلہ سے پوری واقفیت، ضروریاتِ زمانہ اور احوال متعلقہ سے باخبری کی ضرورت ہے وہ حضرت مفتی اعظمؒ میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔" (ماخوذ مفتی اعظم نمبر)

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدیر اعلیٰ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک جو حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کے فرزند ارجمند ہیں بڑے ذہین و زکی اور قابلِ فخر عالم ہیں حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اپنے تعزیتی اداریہ میں لکھتے ہیں کہ:۔

"۵، ۶، اکتوبر ۱۹۷۶ء کی درمیانی شب کو کراچی میں علم وفضل کا ایک آفتاب و ماہتاب غروب ہو گیا جس کی ضیاء باریوں سے پون صدی تک برصغیر کی علمی دنیا مستنیر ہوتی رہی علم و عرفان کی وہ بساط اُجڑ گئی جو قیام پاکستان کے بعد کراچی جیسے صنعتی اور مادی مرکز میں علمی اور روحانی سیرابی کا سامان بنی رہی۔ اسلاف کے کاروانِ علم وفضل کے فردِ فرید دنیائے فقہ و شریعت کے گوہر تابندہ، فقیہ الملّت، مفسرِ عصر، محقق بے بدل مفتی اعظم مولانا محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ واصل بحق ہوئے، حضرت مفتی صاحبؒ کے ہم مشرب بزرگ علامہ سید سلیمان ندویؒ نے اپنے مرشد حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے وصال پر کہا تھا ؎

اے دل خموش صبر و رضا کا مقام ہے ؛؛ نقشِ دوامِ فیض مٹایا نہ جائے گا

اور آخر میں مقطع تھا کہ ؎

چاہا خدا نے تو تری محفل کا ہر چراغ ؛؛ یونہی جلا کرے گا بجھایا نہ جائے گا

آج بزم اشرفؒ کی محفلِ دوشین کا چراغ خموش ہوگیا ہے مگر اس کی ضو فشانیاں قائم رہیں گی اور اِس چراغ علم و عرفان کی فیوض و برکات کا چراغ جلتا رہے گا۔ حضرت مفتی صاحب مرحوم کی دینی و علمی خدمات کا دائرہ اتنا وسیع و ہمہ گیر ہے کہ ایک کم سواد عمر دہ اپنے تعزیتی کلمات میں کسی ایک گوشہ کا بھی احاطہ نہیں کر سکتا، حضرت کی ذات شریعت و طریقت کا سنگم اور علم و معرفت کا مجمع البحرین تھی وہ اکابر دیوبند کے اُس سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی تھی جنھیں دیکھ کر اللہ یاد آتا اور جن کے وجود سے زمین کی تمکینی قائم رہتی ہے اور جن میں سے ایک ہستی علامہ انور شاہ کشمیریؒ کو دیکھ کر عالم اسلام کے مشہور فاضل علامہ رشید رضا مصری نے کہا تھا:۔

"واللہ میں نے ان جیسا شخص کبھی نہیں دیکھا"

اور ان اکابر کے مادر علمی دیوبند کی عظمت تو ایسی ان کے دل پر نقش ہوئی کہ فرمایا:۔

"اگر میں دیوبند کو نہ دیکھ چکا ہوتا تو ہندوستان سے غمگین جاتا"

حضرت مفتی صاحبؒ کو ان اسلاف کا علم و عمل، زہد و تقویٰ، تبحر اور جامعیت ورثہ میں ملی۔ انہوں نے اس وراثت کو اخیر دم تک سینہ سے لگائے رکھا اور جاتے وقت یہ امانت اپنے اخلاف کے سپرد کردی"

(ماخوذ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک اکتوبر ۱۹۷۶ء)

حضرت مولانا محمد سلیم صاحب مکی رح

صدر مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ

اپنے تعزیتی گرامی نامے میں حضرت مفتی اعظم رح کے صاحبزادگان کو لکھتے ہیں کہ :-

" حضرت مفتی صاحب رح کی سانحہ ارتحال کی خبر سن کر ہم سب دم بخود رہ گئے۔ اگر آپ حضرات ایک شفیق باپ سے محروم ہو گئے ہیں تو پوری امت ایک عالم دین اور صاحب ورع دین ہستی کو گنوا بیٹھی ہے جس نے محض ایمانی اور روحانی طاقت سے خدمت دین کے لئے ناقابل فراموش خدمات انجام دی ہیں۔ حضرت مفتی صاحب رح محترم کی ذات ایک شمع تھی جو ہزاروں کو راستہ دکھا رہی تھی۔ میری دلی دعا ہے کہ رب العالمین آپ سب کو اطمینان قلب اور صبر جمیل عطا فرمائے۔ حضرت مفتی صاحب رح علمائے سلف کی تواضع سادگی، خلوص اور قربانیوں کا اس زمانہ میں زندہ نمونہ تھے۔

فضیلۃ الشیخ عبد الفتاح ابو غدہ ریاض سعودی عربیہ

حضرت رح کے صاحبزادگان کے نام مکتوب گرامی میں فرماتے ہیں کہ :-

" حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رح کے صدمۂ جانکاہ میں ہم آپ کے ساتھ شریک ہیں۔ وہ علم الیقین اور جہاد کے مظہر تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ فضل و کرم فرمائے اور آپ کو صبر اور اجر عظیم عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے عظیم والد کا صحیح معنوں میں بہترین جانشین بنائے۔ آمین۔ (البلاغ کراچی)

حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی

صدر جمعیت علماء اسلام پاکستان

حضرت مفتی صاحب کی وفات سے تمام عالم اسلام کو سخت صدمہ ہوا ہے اور تمام مسلمانوں کے لئے یہ ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو درجات عالیہ نصیب فرمائے۔ آمین۔ (نوائے وقت لاہور)

حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنی

صدر جمعیت علماء ہند بھارت

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی وفات کی غمناک خبر سے شدید صدمہ ہوا۔ وہ اسلام کے ایک عظیم عالم، محقق اور فقیہ تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی روح کو آخرت کی ابدی راحتیں عطا فرمائے اور ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین (البلاغ کراچی)

حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب فاضل دیوبند

(مہتمم جامعہ صدیقیہ گوجرانوالہ)

حضرت مفتی اعظمؒ کے متعلق فرماتے ہیں کہ :-

"مفتی اعظم پاکستان مخدوم العلماء حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اس وقت فقہ کے امام تھے اُن کا وجودِ مسعود حق تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لئے ایک نعمت عظمیٰ سے کم نہیں تھا وہ ہمارے مذہبی و روحانی پیشوا تھے اور قرآن حکیم کے عظیم مفسر، محقق اور ولیٔ کامل تھے۔ اُن کا ہمارے درمیان سے اُٹھ جانا بہت بڑا نقصان ہے اور علماء اُمت اپنے پیشوا کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گئے ہیں۔ حق تعالیٰ ان کو درجات عالیہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

(مکتوب گرامی)

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب سابق وزیر اعلیٰ سرحد

حضرت مفتی اعظمؒ کے صاحبزادگان کے نام اپنے تعزیتی پیغام میں فرماتے ہیں کہ :-

"آپ کے عظیم والد ماجد مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر سن کر شدید صدمہ پہنچا۔ وہ دیوبند کی ایک عظیم یادگار تھے، ان کے علمی کارنامے اور عمل اسلامی دنیا کے لوگوں اور نوجوانوں کے لئے مشعلِ راہ بن کر زندہ رہیں گے آپ جیسا جید عالم دین اور فقیہ اب مشکل ہی پیدا ہوگا اللہ تعالیٰ ان کو ابدی راحت و آرام عطا فرمائے۔" (بحوالہ البلاغ والرشید)

حضرت مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ

مدیر "صدق جدید" لکھنؤ

فرماتے ہیں کہ: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی رحلت ملّت اسلامیہ کے لئے ایک عظیم حادثہ ہے اور ناقابل تلافی نقصان ہے وہ حکیم الامت تھانویؒ کے صحیح جانشین تھے، انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی جس طرح علمی اور عملی خدمات کیں دورِ حاضر میں اس کی نظیر نہیں ملتی وہ اتحاد عالم اسلام کے علمبردار تھے۔ حق تعالیٰ درجات عالیہ نصیب فرمائے"۔

حضرت مولانا ابو ذر بخاری

امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

مفتئ اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کی وفات کی المناک خبر سے سخت ملول و غمگین ہوں، زندگی کے ہر شعبہ میں، خصوصاً اسلامی قانون سازی میں اُن کی خدمات ناقابل فراموش ہیں میں خود اپنی اور اپنی جماعت کی تعزیت کا مستحق ہوں اللہ تعالےٰ اُن کو آخرت کی راحتیں نصیب فرمائے"۔

(ماخوذ ماہنامہ البلاغ نومبر دسمبر ۱۹۷۶ء)

جناب مولانا مشرف علی تھانوی صاحب
جامعہ اشرفیہ لاہور

آہ مفتیٔ اعظم قدس سرّہ

کیوں ہے یہ آہ دبکا آج ہے ماتم کس کا :: سارے عالم پہ یہ ٹوٹا ہے بھلا غم کس کا
کس کی رحلت سے ہوا ختم یہ عالم کا سکون :: نوحہ کرتی ہے یہ بے ربطیٔ عالم کس کا
لے چلی کس کو اٹھا کر یہ فضائے مبرم :: سارے عالم میں ہے یہ نوحہ و ماتم کس کا
کون یہ محفلِ رنداں سے اٹھا ہے ساقی :: جام و پیمانہ و غم کرتے ہیں ماتم کس کا
دیکھ کر خلق خدا کو ہیں ملائک حیران :: لاشہ کاندھوں پہ یہ لئے جاتے ہیں یہ ہم کس کا
اشک کیوں گرتے ہیں تسبیح کے دانوں کی طرح :: ہوگیا آج وہ مجذوب مجسم کس کا
بسملوں کو تو گیا چھوڑ مسیحائے زمانہ :: لائیں اب زخمِ جگر کے لئے مرہم کس کا
راہبر کس کو کہیں جائیں کہاں اہلِ سلوک :: بزم میخانہ میں اب کون ہے محرم کس کا
سالک و عالم و مفتی و مشائخ ہیں حزیں :: درسگاہوں میں ہے یہ تذکرۂ غم کس کا
دھوم افلاک میں آمد پہ مچی ہے کس کی :: سر بلند آج ہے یہ خلد میں پرچم کس کا
تعزیت کس کی کرے کس سے کرے کون کرے :: سارا عالم ہے حزیں خاص ہے یہ غم کس کا

اے خدا تو ہی بتا اُن کو بلانے والے
نام اب رکھیں گے ہم مفتیٔ اعظم کس کا!

"سیرت عثمانی" کے متعلق علماء کے تاثرات

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد مالک صاحب کاندھلوی مدظلہ
جامعہ اشرفیہ لاہور

گرامی قدر محترم و مکرم زید مجدکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں گے آپ کی ارسال کردہ قابل قدر تالیف "سیرت عثمانی" کے دو نسخے مع مکتوب موصول ہوئے، کتاب دیکھ کر دل بہت خوش ہوا، آپ نے ناچیز کا جو مضمون اس میں شائع کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی کی سیرت کے سلسلہ میں یہ سعادت میرے حصہ میں بھی آگئی۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ سیرت المصطفیٰ طبع جدید کا مکمل ایک نسخہ ہدیۃً ارسال ہے وصول فرما کر مطلع فرمائیں، آپ کی محبت کی دل سے قدر کرتا ہوں

والسلام:۔ محمد مالک کاندھلوی

راس الاتقیاء حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی مدظلہ
مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا

"سیرت عثمانی" دیکھ کر بہت مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ اس کو نافع اور مقبول فرمائیں اور ہم سب کو ان حضرات اکابر رحمہم اللہ کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت و توفیق عطا فرمائیں آمین۔

اپنے اکابر و اسلاف قدس اسرارہم کے سوانح و حالات کے تذکرہ سے مقصد ان کے اسوہ پر چلنے کی ترغیب دلانا ہوتا ہے نیز ان صالحین کے تذکرہ سے اُنس و محبت میں اضافہ ہو کر تعلق مع اللہ پیدا ہوتا ہے اسی واسطے ہمیشہ سے اکابر رحمہم اللہ کے تذکروں اور سوانح کے لکھنے کا معمول چلا آ رہا ہے اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے اپنے اکابر کے حالات جمع کرنے اور ترتیب دینے کا جو کام لیا ہے اس کے لئے ہم آپ ہم سب متوسلین اکابر کے شکریہ کے مستحق اور سب کی طرف سے مبارکباد کے لائق ہیں بخصوصیت سے "سیرت عثمانی" لکھ کر تو آپ نے بہت ہی مفید کام انجام دیا ہے بڑے اختصار و جامعیت کے ساتھ اس میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی قدس سرہٗ کے حالات زندگی اور علمی و روحانی اور سیاسی کارناموں کا تذکرہ آ گیا ہے عزیزم مولانا قمر احمد عثمانی صاحب سلمہٗ کے مضمون کا اضافہ سونے پر سہاگے کا مصداق ہے اور اس مضمون سے تذکرۃ الظفر باوجود تفصیلات پر مشتمل ہونے کے محروم رہا ہے۔ مکرر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے جامعین اور معاونین سب کو جزاء خیر عطا فرمائیں اور ناظرین کے لئے نافع اور مفید فرمائیں۔ آمین۔

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۲۶ ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ

عارف باللہ حضرت مولانا مفتی محمد خلیل صاحب مدظلہٗ
مہتمم مدرسہ اشرف العلوم گوجرانوالہ

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح و حالات پر مشتمل

"سیرت عثمانی" کا مطالعہ کیا اور دل سے دعائیں نکلیں. آپ کی یہ سعئ جمیلہ ملت اسلامیہ پر عموماً اور اہلیانِ ہند و پاک پر خصوصاً احسانِ عظیم ہے. جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ دو صد کے قریب صفحات پر حضرت عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین کے اعترافات اور متوسلین کے گلہائے عقیدت جس حسن و خوبی کے ساتھ آپ نے پیش کئے ہیں وہ ہر لحاظ سے قابلِ تعریف و تحسین ہے. حضرت عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے علوم عالیہ اسلامیہ، تحریک قیام پاکستان، بعد ازاں نفاذِ شریعت میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں ان سے متعارف ہونے کے لئے ہر دور میں مؤلفہ مذکورہ مشعلِ راہ ثابت ہوگی۔

والسلام:۔ محمد خلیل عفی عنہ

۱۲ رشعبان المعظم ۱۴۱۰ھ

محذوم العلماء حضرت مولانا محمد شریف جالندھری مدظلہ
مہتمم مدرسہ عربیہ خیر المدارس ملتان

مکرمی و محترمی جناب حافظ محمد اکبر شاہ بخاری زید مجدہ'

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'، مرسلہ سیرت عثمانیؒ کے دو نسخے آپ کا ہدیہ جلیلہ پہنچ کر باعث مسرت ہوا، بہت پسند آیا، ماشاء اللہ خوب لکھا ہے۔ شیخ المحدثین والمحققین جامع شریعت و طریقت شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تو حضرت اسلاف و بزرگانِ کرام کے فیض یافتہ و تربیت یافتہ خصوصاً اپنے مربی و مصلح مجدد الملت حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کے علوم و معارف

کے خزینہ تھے، وعظ و تقریر اور طرزِ تکلم میں آپ سے مناسبت رکھتے تھے، محدث و فقیہہ بڑے درجہ کے اور خیر المدارس ملتان کے آخری سرپرستوں میں شامل تھے، ان کی خود نوشت سوانح حیات "انوار النظر" کو سیدی و مخدومی حضرت والد ماجد مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بہت پسند فرمایا تھا اور بار بار مطالعہ فرماتے رہے تھے: ثانیاً "تذکرۃ الظفر" مؤلفہ مولانا سید عبد الشکور ترمذی صاحب مدظلہ چھپی جو حضرت کے متعلق سیرت و سوانح کی مفصل کتاب ہے اور اب "سیرت عثمانی" میں آپ نے ماشاء اللہ بزرگانِ دین کے کلمات طیبات کو مرتب فرما کر آنے والی نسلوں کے لئے اور اہل عقیدت کے لئے اسلافِ کرام کی یاد کو تازہ کر دیا ہے۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ مزید تحریری خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ وما توفیقی الا باللہ۔ والسلام مع الاکرام

احقر محمد شریف جالندھری ۲۲ ۴/۱۴۰۰ھ

مخدوم الصلحاء حضرت مولانا سید نجم الحسن تھانوی مدظلہ

صدر مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان

"سیرت عثمانی" دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی ماشاء اللہ آپ نے بڑی محنت سے مرتب فرمایا میں نے اس کا مطالعہ کیا اور والہانہ انداز میں کہا، آپ کے لئے دل سے دعائیں نکلیں جزاک اللہ!

احقر نجم الحسن عفی عنہ

۱۵ ر جمادی الاول ۱۴۰۰ھ

محققِ اسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب ایم اے ایل ایل بی
مہتمم دار العلوم کراچی

"سیرت عثمانی" پہنچی، دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی، اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ سے اپنے بزرگوں کی تذکرہ نگاری کی خدمت لے رہا ہے۔ انشاء اللہ آپ کے لئے موجب اجر ہوگی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس خدمت کو قبول فرمائے۔ اور اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔ ۔ احقر محمد تقی عثمانی۔

مجاہد ملت حضرت مولانا تاج محمود صاحب مدظلہٗ
امیر مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد

آپ کی تالیف "سیرت عثمانی" دیکھ کر دلی مسرت ہوئی اور اس پر میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں آپ نے حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ جیسی عظیم شخصیت پر یہ کتاب لکھ کر متعلقین پر بڑا احسان کیا ہے جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ یہ کتاب مولانا عثمانی کی ایک مکمل سوانح حیات ہے اس میں مولانا مرحوم کے خاندانی حالات سے لے کر ان کی تمام دینی علمی اور سیاسی خدمات یکجا جمع ہوگئی ہیں۔ حق تعالیٰ اسے مقبول اور نافع بنائے آمین۔ تاج محمود عفی لہٗ

نوٹ

"سیرت عثمانیؒ" و دیگر بزرگانِ دیوبند کی سیرت و سوانح اور دوسری اسلامی کتب کے ملنے کا عظیم مرکز ★ ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور

مفتی اعظمؒ کی چند مشہور تالیفات

تفسیر معارف القرآن مجلد مکمل آٹھ جلد
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کامل دو جلد
جواہر الفقہ کامل دو جلد
مقامِ صحابہؓ مجلد
آلاتِ جدیدہ کے شرعی احکام
ختم نبوت کامل ۳ حصے مجلد
علمی کشکول
اسلام کا نظام اراضی
مقالات [illegible]
مسئ[illegible]
مجالس [illegible]
اوزان [illegible]
علامات قیامت اور نزولِ مسیح

احکام حج
سیرت خاتم الانبیاءؐ
سنت و بدعت
اسلام کا نظامِ تقسیم دولت
قرآن میں نظام زکوٰۃ
احکام القرآن عربی
تصویر کے شرعی احکام
اسلامی نظام میں معاشی اصلاحات
[illegible]حدت امّت
[illegible] المسلمین
[illegible] النبیؐ
[illegible]ہید کربلا
تاریخ قربانی

LIBRARY Nankana Sahib
Acc No. 0106SN
Date: 06
Managed by Chughtai Public Library

ملنے کا پتہ

ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی۔ لاہور

آپ کی لائبریری کیلئے

چند اہم کتابیں

- مکتوباتِ نبویؐ (مع عکسی فوٹو) ترتیب و تشریح مولانا سید محبوب رضوی
  حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکاتیب گرامی، ان کا پس منظر اور نتائج۔ مجلد -/۱۸
- حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سرکاری خطوط (مع پس منظر و نتائج)
  از پروفیسر خورشید احمد فارق (پروفیسر دہلی یونیورسٹی) مجلد -/۱۵
- حضرت عمر فاروقؓ کے سرکاری خطوط (مع پس منظر و نتائج)
  از پروفیسر خورشید احمد فارق (پروفیسر دہلی یونیورسٹی) مجلد -/۲۴
- حضرت عثمان غنیؓ کے سرکاری خطوط (مع پس منظر و نتائج)
  از پروفیسر خورشید احمد فارق (پروفیسر دہلی یونیورسٹی) مجلد -/۱۵
- شاہ ولی اللہؒ کے سیاسی مکتوبات (اصل فارسی مع اردو ترجمہ و تشریح)
  از پروفیسر خلیق احمد نظامی (مسلم یونیورسٹی علیگڑھ) آفسٹ طبع مجلد -/۲۷
- العلم والعلماء از علامہ ابن عبد البر اندلسی رحمۃ اللہ
  علم کی فضیلت، علماء کا مقام، ان کے فرائض اور علمی ترقی میں اسلام کا کردار مجلد -/۲۷
- اسلام کا اقتصادی نظام از مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی رحمۃ اللہ
  اسلام کے اقتصادی اور معاشی نظام پر سیر حاصل مباحث مجلد -/۲۷
- حیاتِ شیخ الہندؒ از مولانا سید میاں اصغر حسین رحمۃ اللہ
  حضرت کی مکمل مفصل سوانح، اور آپ کے عظیم علمی و سیاسی کارنامے مجلد -/۱۸
- بزمِ اشرف کے چراغ از پروفیسر احمد سعید ایم اے
  حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کے ۸۷ مشاہیر خلفاء کا جامع تذکرہ مجلد -/۲۱
- کیفیت (دلگداز نعتوں، حسین غزلوں اور پراثر نظموں کا مجموعہ)
  جناب مولانا نازکی کی سعی کے عارفانہ کلام کا حسین گلدستہ جو حسن عقیدت کا بھی آئینہ دار ہے۔
  اعلیٰ جلد -/۴۰

طلب فرمائیے

ادارہ اسلامیات

۱۹۰ ○ انارکلی ○ لاہور

فون نمبر

آپ کی لائبریری کیلئے

چند اہم کتابیں

- رحمۃ القدوس (انتخاب بخاری شریف مع شرح) علامہ ابن ابی جمرہ
  احادیث سے مسائل تصوف، اخلاق اور مسائل فقہ کی ستار پر گرانمایہ کتاب -/۳۶
- قانونِ وراثت (مفید الوارثین) از مولانا سید اصغر حسین
  میراث و وصیت پر سب سے مفصل کتاب جس میں مسائل اشتراک بیان کئے گئے ہیں -/۱۸
- منتہی الأرب (عربی سے فارسی کی سب سے بڑی لغت)
  یہ لغت قاموس المحیط کا ترجمہ ہے لائبریری کیلئے اہم ضرورت ہے ۲ جلد -/۲۲۰
- شہید کربلا اور یزید از مولانا قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند
  سیدنا حضرت حسینؓ کے موقف کی وضاحت اور شبہات کا جواب ۶/۷۵
- پردہ کے شرعی احکام - از حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی
  پردہ سے متعلق تمام ضروری اور پیش آنے والے مسائل کی تشریح ۴/۵۰
- سیرۃ الصدیقؓ، از مولانا حبیب الرحمن شروانی
  خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی سیرت پر مختصر مگر جامع کتاب -/۶
- سلعۃ القربۃ (اردو ترجمہ نخبۃ الفکر)
  اصول حدیث پر علامہ ابن حجرؒ کی مشہور کتاب کا اردو ترجمہ -/۶
- کلمۂ طیبہ مع کلمات طیبات از مولانا قاری محمد طیب صاحب
  کلمہ طیبہ کا قرآن، حدیث اور جامع تفصیلی شرح اور کلمات شریفہ کے فضائل ۵/۲۵
- مسئلہ تقدیر از علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا محمد ادریسؒ، مولانا قاری محمد طیب
  تین جلیل القدر علماء کے قلم سے مسئلہ جبر و قدر کی تشریح
- مقالاتِ طیبہ: مولانا قا
  حضرت قاری صاحب کی چار اہم تقریر
- کلیاتِ سعدی فارسی
  شیخ سعدی کی ۲۵ نادر کتابوں کا قدیم

ادارہ اسلامیہ

۱۹۰ ○ انارکلی ○ لاہور